مناسک حج

اردو

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حاج السید علی الحسینی سیستانی مدظلہ العالی

(کے فتاوی کے مطابق)

۲..... مناسک حج

مناسک حج

اردو

٤..... مناسک حج

وجوب حج

ہر صاحب شرائط مکلف پر حج واجب ہے اور اس کا واجب ہونا قرآن اور سنت قطعیہ سے ثابت ہے۔ (شرائط کا بیان آگے آئے گا)۔

حج ارکان دین میں سے ایک رکن ہے اور اس کا وجوب ضروریات دین میں سے ہے۔حج کے وجوب کا اقرار کرتے ہوئے اس کا ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے جب کہ خود حج کا انکار اگر کسی غلطی یا شک و شبہ کی وجہ سے نہ ہو تو کفر ہے۔ پروردگار عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا و من کفر فان اللہ غنی عن العالمین

اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لیے خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو۔ اور جس نے استطاعت کے باوجود حج سے انکار کیا تو خدا سارے جہاں سے بے نیاز ہے۔ (آل عمران آیت ۹۷) شیخ کلینی رحمۃ اللہ علیہ معتبر ذرائع سے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ امام نے فرمایا: جو شخص حج الاسلام کیے بغیر مرجائے جب کہ اس کا حج نہ کرنا کسی قطعی ضرورت، بیماری یا حکومت کی طرف سے رکاوٹ کی وجہ سے نہ ہو تو اس کی موت یہودی یا نصرانی کی موت ہوگی۔

اس موضوع پر بہت زیادہ روایتیں ہیں جو حج کے وجوب پر

دلالت کرتیں ہیں مگر ہم اختصار کی خاطر ان کو پیش نہیں کر رہے ہیں ۔ اور اپنے مقصد کی خاطر مذکورہ بالا آیت اور روایت پر ہی اکتفا کر رہیں ہیں۔

شریعت مقدسہ میں ہر مکلف پر حج ایک مرتبہ واجب ہے جسے حج الاسلام کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات ممکن ہے کہ حج ایک یا زیادہ مرتبہ واجب ہو جائے مثلا کسی کے بدلے حج کرنے یا اجیر وغیرہ بننے کے صورت میں ۔جس کا بیان آگے آئے گا۔

مسئلہ نمبر ا۔

جب شرائط ثابت ہونے کی صورت میں حج واجب ہوجائے تو حج واجب فوری ہے۔ لہذا استطاعت کے پہلے سال ہی حج کی ادائیگی واجب ہے چنانچہ اگر مکلف پہلے سال حج نہ کرے تو دوسرے سال انجام دے ۔ اسی طرح آئندہ سالوں میں عدم

ادائیگی کی صورت میں وجوب باقی رہے گا ۔حج کے واجب فوری ہونے کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ جیسا کہ علماء میں مشہور ہے کہ واجب فوری ہونا شرعی ہے۔

۲۔ احتیاط کی بنا پر واجب فوری ہونا عقلی ہے تا کہ واجب میں بلا عذر تاخیر کی وجہ سے عذاب کا مستحق نہ ہو۔

ان میں سے پہلی صورت احوط اور دوسری صورت اقوی ہے لہذا اگر یہ اطمینان نہ ہونے کے باوجود کہ آئندہ حج انجام دوں گا پھر بھی جلدی نہ کرے تو اگر بعد میں انجام دے بھی دے تو گستاخ قرار پائے گا اور عدم ادائیگی کی صورت میں گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا۔

(۱) جب حج واجب ہو جائے تو اس کے مقدمات و وسائل کو

اس طرح تیار کرنا ضروری کہ حج کو وقت پر ادا کیا جا سکے۔ اگر قافلے متعدد ہوں اور اطمینان ہو کہ جس کے ساتھ بھی جاؤں گا حج ادا ہو جائیگا تو مکلف کو اختیار ہے کہ جس کے ساتھ مرضی ہو جائے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ جس کے ساتھ زیادہ اطمینان ہو اس کے ساتھ جائے اور ایسے قافلے کے ساتھ تاخیر کرنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ اطمینان ہو کہ دوسرا قافلہ مل جائے گا جس کے ساتھ جانا اور حج کرنا ممکن ہوگا اسی طرح خشکی، بحری اور ہوائی راستے سے جانے کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

(۳) اگر استطاعت ہونے کے بعد اسی سال حج پر جانا واجب ہو جائے اور کوئی شخص اس اطمینان کے ساتھ کہ تاخیر کے باوجود اسی سال حج کر سکے گا جانے میں تاخیر کرے لیکن اتفاقا کسی تاخیر کے وجہ سے حج نہ کر سکے تو تاخیر کرنے میں معذور شمار

ہوگا اور اظہر یہ ہے کہ حج اس کے ذمہ ثابت نہ ہو گا اسی طرح دوسرے ان تمام موارد میں اگر کسی اتفاق کی وجہ سے حج نہ سکے تو معذور سمجھا جائے گا بشرطیکہ اس کی طرف سے کوئی کوتاہی اور کمی نہ ہوئی ہو۔

شرائط وجوب حج

۱۔بلوغت :نابالغ پر حج واجب نہیں ہے چاہے وہ قریب بلوغ بھی کیوں نہ ہو لہذا اگر بچہ حج کرے تو یہ حج ،حج الاسلام کی کفایت نہ کرے گا اگرچہ اظہر یہ ہے کہ اسکا حج صحیح ہے۔

(۴) جب ایک بچہ گھر سے حج کرنے کے لیے نکلے اور میقات پر احرام باندھنے سے پہلے بالغ ہو جائے اور مستطیع بھی ہو جائے چاہے استطاعت اسی جگہ حاصل ہوئی ہو تو بلا اشکال اس کا حج

،حج الاسلام شمار ہوگا اسی طرح اگر احرام باندھے سے پہلے مزدلفہ وقوف سے پہلے بالغ ہو جائے تو اپنے حج کو تمام کرے اور اقوی یہ ہے کہ یہ حج بھی حج الاسلام شمار ہوگا۔

(۵) اگر کوئی اپنے آپ کو نابالغ سمجھتے ہوئے مستحب حج کرے اور حج کے بعد یا حج کے درمیان پتہ چلے کہ وہ بالغ ہے تو یہ حج ،حج الاسلام شمار ہوگا لہذا اسی کو کافی سمجھے ۔

(۶) ممیز بچے پر حج کرنا مستحب ہے لیکن بعید نہیں کہ اس کا حج صحیح ہونے میں اس کے ولی کی اجازت شرط ہو جیسا کہ فقہاء کے درمیان مشہور ہے۔

(۷) بالغ شخص کے حج کے صحیح ہونے میں والدین کی اجازت مطلقا ضروری نہیں ہے لیکن اگر اس کے مستحب حج پر جانے سے ماں باپ میں سے کسی ایک کو اذیت ہو مثلا اگر وہ راستے

میں پیش آنے والے خطرات سے ڈرتے ہوں اور اس بناپر انہیں اذیت ہو تو اس شخص پر حج کے لیے جانا جائز نہیں ہے۔

(۸) غیر ممیز بچہ یا بچی کے ولی کے لئے مستحب ہے کہ وہ ان کو حج کرائے اس طرح کہ ان کو احرام باندھے، ان کو تلبیہ کہلوائے اور اگر وہ سیکھنے کے قابل ہوں تو انہیں سکھائے (یعنی جو بھی انہیں کہنے کو کہے وہ کہہ سکیں) اور اگر سکھانے کے قابل نہ ہوں تو خود ان کی جانب سے تلبیہ کہے اور احرام والے شخص کا، جن چیزوں سے بچنا واجب ہے بچے کے ولی کے لیے جائز ہے کہ اگر وہ فخ کے راستے سے جارہا ہو تو مقام فخ تک بچے کے سلے ہوئے کپڑے یا جو ان کے حکم میں آئے انہیں اتارنے میں تاخیر کرے، افعال حج میں سے جنہیں یہ بچہ یا بچی انجام دے سکتے ہوں اس کو انجام دینے کو کہے اور جو انجام

نہ دے سکتے ہوں ان کو خود ولی اس کی نیابت میں انجام دے، ان کو طواف کرائے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرائے، عرفات اور مشعر میں وقوف کرائے، اگر بچہ یا بچی رمی (کنکر مارنے) کرنے پر قادر ہو تو اسے رمی کرنے کو کہے اور قادر نہ ہو تو اس کی طرف سے خود رمی کرے نماز طواف پڑھے، سر مونڈھے اور دیگر اعمال کا بھی حکم یہی ہے۔

(۹) غیر ممیز بچے کا ولی بچے کو احرام پہنا سکتا ہے چاہے خود احرام پہنے ہوئے بھی ہو۔

(۱۰) اظہر یہ ہے کہ غیر ممیز بچے کا ولی، جس کے لیے بچے کو حج کرانا مستحب ہے، وہ شخص ہے جس کے پاس بچے کی دیکھ بھال اور سرپرستی کا اختیار ہو، چاہے وہ ماں باپ ہوں یا کوئی اور اس کی تفصیل "کتاب النکاح" میں بیان ہوئی ہے۔

(۱۱) بچے کے حج کے اخراجات اگر عام اخراجات سے زیادہ ہوں تو زائد مقدار ولی کے ذمے ہوگی لیکن اگر بچے کی حفاظت کی خاطر یا مصلحتا ساتھ جانا ضروری ہو اور حج کے اخراجات، سفر کے اخراجات کی نسبت زیادہ ہوں تو بچے کے مال سے صرف سفر کے اخراجات لیے جا سکتے ہیں، حج کرانے کے اخراجات نہیں۔

(۱۲) غیر ممیز بچے کی قربانی کا خرچہ ولی کے ذمہ ہے اسی طرح بچے کے شکار کا کفارہ بھی ولی کے ذمہ ہے لیکن وہ کفارات جو موجبات کفارہ کو عمدا انجام دینے کی وجہ سے ہوتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ بچے کے انجام دینے کی وجہ سے نہیں ہوتے چاہے بچہ ممیز کیوں نہ ہو لہذا ان کفارات کی ادائیگی نہ ولی کے ذمہ ہے اور نہ ہی بچہ کے مال سے نکالنا واجب ہے۔

۲۔ عقل: دیوانے شخص پر حج واجب نہیں ہے لیکن جسے دیوانگی کے دورے پڑتے ہوں اور اس کے ٹھیک ہونے کا زمانہ اتنا ہو کہ حج سے متعلق ابتدائی امور اور افعال حج انجام دے سکتا ہو مزید یہ کہ مستطیع بھی ہو تو اس پر حج واجب ہے چاہے باقی اوقات میں دیوانہ رہے اسی طرح دیوانگی ایام حج میں ہوتی ہے تو واجب ہے کہ صحت کی حالت میں نائب مقرر کرے۔

۳۔ آزادی:

۴۔ استطاعت: اس میں چند چیزیں معتبر ہیں:

(الف) وقت وسیع ہو یعنی مقدس مقامات (مکہ) پر جانے اور واجب اعمال انجام دینے کے لئے وقت کافی ہو لہذا اگر مال یا باقی شرائط ایسے وقت میں حاصل ہوں کہ مکہ جانے اور واجب اعمال بجا لانے کے لئے وقت کافی نہ ہو یا وقت تو وسیع ہو لیکن

اتنی زحمتیں ہوں جو عام طور پر برداشت نہیں کی جاتیں ہوں تو حج واجب نہیں ہوگا اس صورت میں مال کو اگلے سال تک سنبھالنے کے واجب ہونے سے متعلق حکم مسئلہ ۳۹ میں دیکھیں۔ (ب) جسمانی صحت اور توانائی رکھتا ہو لہذا اگر بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مقامات مقدسہ (مکہ) جانے کی قدرت نہ رکھتا ہو یا سفر کر سکتا ہو مگر وہاں مثلا شدید گرمی کی وجہ اتنی مدت ٹھہر نہ سکتا ہو کہ اعمال حج انجام دے سکے یا وہاں ٹھہرنا اس کے لئے شدید زحمت اور تکلیف کا سبب بنتا ہو تو اس پر خود حج پر جانا واجب نہیں لیکن مسئلہ ۶۳ میں مذکورہ تفصیل کے مطابق نائب بنانا واجب ہو جائے گا۔

(ج) راستہ خالی ہو یعنی راستہ کھلا اور پر امن ہو لہذا راستے میں کوئی ایسی رکاوٹ یا جان و مال و عزت کا خطرہ نہ ہو جس کی وجہ

سے میقات یا دوسرے مقدس مقامات تک پہنچنا، نا ممکن ہو ورنہ حج واجب نہیں ہوگا یہ جانے کا حکم ہے جبکہ واپسی کا مفصل حکم آگے آئے گا۔ واپسی کے خرچے کی تفصیل مسئلہ (۲۲) کی طرح، احرام باندھنے کے بعد، بیماری، دشمنی یا کسی اور وجہ سے مکلف کا مقدس مقامات کی زیارت کو نہ جا سکنے سے متعلق مخصوص احکام کا ذکر، انشاء اللہ مصدود و محصور کی بحث میں ہوگا۔

(۱۳) اگر حج کے لئے دو راستے ہوں دور والا پر امن اور نزدیک والا پر خطر ہو تو اس صورت میں حج ساقط نہیں ہوگا بلکہ پر امن راستے سے حج پر جانا واجب ہوگا چاہے وہ راستہ دور والا ہی ہو لیکن اگر دور والے راستے سے جانے کی وجہ سے کئی شہروں سے گزرنا پڑے اور عام تاثر یہ نہ ہو کہ راستہ کھلا اور پر امن ہے تو

اس پر حج واجب نہیں ہوگا۔

(۱۴) اگر کسی کے پاس اپنے شہر میں مال ہو جو حج پر جانے کی وجہ سے ضائع ہو جاے گا اور اس مال کا ضائع ہونا اس شخص کے لئے بہت زیادہ ضرر اور نقصان کا باعث بنے تو حج پر جانا واجب نہیں ہے۔

اگر حج کو انجام دینا حج سے زیادہ اہم واجب یا حج کے مساوی واجب کے چھوٹنے کا سبب بنے (مثلا ڈوبتے ہوئے یا جلتے ہوئے شخص کو بچانا واجب ہے) تو حج کو چھوڑ کر زیادہ اہم واجب کام انجام دے اور اگر حج کی وجہ سے حج کے مساوی واجب کام چھوٹ رہا ہو تو مکلف کو اختیار ہے چاہے حج کرے یا دوسرے واجب کو انجام دے بعینہ یہی حکم ہے کہ جب حج کو انجام دینا ایسے حرام کام کو انجام دینے پر موقوف ہو کہ جس

سے بچنا حج سے زیادہ اہم یا حج کے مساوی ہو۔

(۱۵) اگر کوئی شخص حج کی وجہ سے کوئی اہم کام چھوٹ جانے یا ایسا حرام کام کہ جس سے بچنا حج سے اہم ہو انجام دے کر حج کرے تو گویا کہ یہ شخص اہم واجب کو چھوڑنے اور حرام کام کو سرانجام دینے سے گنہگار ہوگا مگر ظاہر ہے کہ اس کا حج ،حج الاسلام شمار ہو

گا بشرطیکہ باقی تمام شرائط موجود ہوں ۔یہ حکم ان دو شخص میں فرق نہیں رکھتا کہ جس شخص پر حج پہلے سے واجب ہو یا جس کی استطاعت کا پہلا سال ہو ۔

(۱۶) اگر راستے میں کوئی دشمن موجود ہو کہ جسے ہٹانا پیسے دینے پر موقوف ہو تو اگر پیسے دینے کی وجہ سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑے تو دشمن کو پیسے دینا واجب نہیں ہے اور اس سے حج ساقط ہو

جائے گا۔ ورنہ پیسے دینا واجب ہوگا لیکن دشمن کو راضی کرنے اور راستہ کھولنے کے لیے پیسے دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۷) اگر سفر حج مثلا صرف بحری راستے پر منحصر ہوجائے اور عقلاء کے نزدیک اس سفر میں غرق یا مرض لاحق ہونے یا اسی طرح کا کوئی اور مسئلہ یا پریشانی و خوف لاحق ہو جانے کا احتمال ہو کہ جسے برداشت کرنا مشکل ہو اور علاج بھی ممکن نہ ہو تو وجوب حج ساقط ہوجائیگا۔ لیکن اگر اس کے باوجود حج کیا جائے تو اظہر یہ ہے کہ حج صحیح ہوگا۔

(د) نفقہ (اخراجات) جسے زاد و راحلہ بھی کہا جاتا ہے، رکھتا ہو۔ زاد سے مراد ہر وہ چیز جس کی سفر میں ضرورت ہو مثلا کھانے پینے یا دوسری ضروریات سفر کی چیزیں، اور راحلہ سے مراد سواری ہے۔ زاد و راحلہ کے لیے لازم ہے کہ وہ انسان کی حیثیت کے

مطابق ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ خود راحلہ رکھتا ہو بلکہ کافی کہ اتنی مقدار میں مال (چاہے نقد رقم ہو یا کسی اور صورت میں) رکھتا ہو جس سے زاد و راحلہ مہیا کر سکے۔

(۱۸) سواری کی شرط اس وقت ہے جب اس کی ضرورت ہو لیکن اگر کوئی شخص بغیر زحمت و مشقت پیدل چل سکتا ہے اور پیدل چلنا اس کی شان کے خلاف بھی نہ ہو تو پھر سواری کی شرط نہیں۔

(۱۹) ضروریات سفر اور سواری کا معیار وہ ہے جو فعلا موجود ہو لہذا کسی پر استطاعت اس جگہ حاصل ہونے میں ہے جہاں انسان مقیم ہے نہ کہ اسکے آبائی شہر میں، لہذا اگر مکلف تجارت یا کسی اور وجہ سے کسی دوسرے شہر جائے اور وہاں ضروریات سفر اور سواری یا اتنی نقدی مہیا ہو کہ حج کر سکے تو حج واجب ہو

جائے گا اگر چہ وہ اپنے شہر میں ہوتا تو مستطیع نہ ہوتا۔

(۲۱) مکلف کی اگر کوئی جائداد ہو جسے صحیح قیمت پر خریدنے والا نہ مل رہا ہو اور حج کرنا اس کو بیچنے پر موقوف ہو تو بیچنا واجب ہے چاہے کم قیمت پر بیچنا پڑے لیکن اگر کم قیمت پر بیچنا زیادہ نقصان کا باعث ہو تو واجب نہیں ہے۔ اگر حج کے اخراجات استطاعت والے سال کی نسبت آئندہ سال زیادہ ہوں مثلا اس سال سواری کا کرایہ زیادہ ہو تو حج کو آئندہ سال تک ملتوی کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ گزشتہ مسائل میں بیاں ہو چکا ہے کہ حج کو استطاعت کی سال میں ادا کرنا واجب ہے۔

(۲۲) حج کے واجب ہونے میں واپسی کا خرچ اس وقت شرط ہے جب حاجی وطن واپس آنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ لیکن اگر ارادہ نہ ہو اور کسی دوسرے شہر میں رہنے کا ارادہ ہو تو ضروری ہے کہ

اس شہر میں واپسی کا خرچہ رکھتا ہو چنانچہ وطن واپسی کا خرچ رکھنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح جس شہر میں جانا چاہتا ہے اگر اس کا خرچ اپنے شہر سے زیادہ ہو تو اس شہر کا خرچ رکھنا ضروری نہیں بلکہ اپنے وطن واپس لوٹنے کا خرچ حج کے واجب ہونے کے لیے کافی ہے۔ سوائے اس کے کہ (دوسرے) شہر میں رہنے پر مجبور ہو (تو اس دوسرے شہر تک پہنچنے کا خرچ شرط قرار پائے گا)۔

(ہ) رجوع بہ کفایہ یعنی حج سے واپس آکر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے خرچ کا انتظام اس طرح کر سکتا ہو کہ مبادا وہ دوسروں کی مدد کے محتاج نہ ہو جائیں یا زحمت و مشقت میں نہ پڑ جائیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مکلف کو حج پر جانے کی وجہ سے اپنے یا اپنے اہل وعیال کے فقر و تنگدستی میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو

چنانچہ اس شخص پر حج واجب نہیں ہے جو صرف ایام حج میں کما سکتا ہو اور اگر وہ حج پر چلا جائے تو کسب معاش نہیں کر پائے گا جس کی وجہ سے پورا سال یا بعض ایام میں زندگی کے اخراجات کو پورا نہیں کر سکے گا۔ اسی طرح اس شخص پر بھی حج واجب نہیں ہے جس کے پاس اتنا مال ہو جو حج کی اخراجات کے لیے تو کافی ہو لیکن وہی مال اسکے اور اس کے عیال کے گزارے کا ذریعہ ہو اور وہ اپنی شان کے مطابق کسی اور ذرائع سے مال نہ کما سکتا ہو اس مسئلہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حج کے لیے ضروریات زندگی کی چیزیں بیچنا واجب نہیں ہے اور نہ ہی جو کیفیت اور کمیت (مقدار) کے لحاظ سے اس کی حیثیت کے مطابق ہوں لہذا اگر رہائشی گھر، عمدہ لباس اور گھر کا اثاثہ حیثیت کے مطابق ہوں اور اسی طرح کسب معاش

میں کام آنے والے آلات کاریگری یا کتابیں جو اہل علم کے لیے لازمی ہوں تو ان کو بیچنا واجب نہیں ہے خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز انسان کی زندگی کے لیے ضروری ہو اور حج کی خاطر ان کے استعمال سے زحمت و مشقت کا سامنا ہو تو ان چیزوں کی وجہ سے مکلف مستطیع نہیں ہوگا۔ لیکن اگر مذکورہ چیزیں ضرورت سے اتنی زیادہ ہوں جو حج کے خرچ کے لیے کافی ہوں یا اگر کافی نہ بھی ہوں لیکن دوسرا مال موجود ہو جس کو ملا کر حج کا خرچ پورا کیا جا سکتا ہو تو یہ شخص مستطیع شمار ہوگا اور اس پر حج واجب ہوگا چاہے ضرورت سے زیادہ چیزوں کو بیچ کر حج کے اخراجات پورے کرنا پڑیں۔ بلکہ اگر کوئی بڑا گھر رکھتا ہو جسے بیچ کر اس سے کم قیمت پر ایسا گھر مل سکتا ہو جسمیں وہ اور اسکے اہل و عیال بغیر زحمت اور تکلیف کے زندگی گزار سکتے ہوں اور زائد رقم حج

پر جانے اور آنے اور اہل و عیال کے خرچے کے لیے کافی ہو یا اگر کافی نہ ہو لیکن کچھ مال ملا کر کافی ہو تو بڑے گھر کو بیچ کر حج پر جانا واجب ہوگا۔

(۲۳) اگر ضرورت کی ایسی چیز جسے بیچ کر حج پر جانا واجب نہ ہو تو جب ضرورت کچھ عرصے بعد ختم ہو جائے تو حج واجب ہوجائیگا۔ چاہے اسے بیچ کر جانا پڑے۔ مثلا عورت کے پاس زینت کے لیے زیور ہوں جن کی اسے ضرورت ہو اور بعد میں بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے ضرورت نہ رہے تو اس صورت میں حج واجب ہے چاہے اسے زیورات بیچ کر جانا پڑے۔

(۲۴) اگر کسی کا ذاتی مکان ہو اور اسے رہنے کے لی ایسی جگہ مل جائے جسمیں بغیر تکلیف یا کسی حرج کے زندگی گزار سکتا ہو مثلا وقف والی جگہ ہو جسمیں وہ رہ سکتا ہو اور اس کے ہاتھ سے نکل

جان کا خوف نہ ہو تو جب گھر کی قیمت حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو یا اگر کافی نہ اور دوسرا مال موجود ہو جسے ملا کر اخراجات حج پورے کیے جا سکتے ہوں، تو حج کرنا واجب ہے چاہے اپنے گھر کو بیچنا پڑے، کتب علمی اور دوسری ضرورت کی چیزیں بھی اسی حکم میں ہیں۔

(۲۵) اگر کوئی سفر حج کا پورا خرچہ رکھتا ہو اور گھر، شادی کی ضرورت یا دوسرے وسائل زندگی کی ضرورت یا کوئی اور ضرورت ہو تو اگر حج پر مال خرچ کرنا تکلیف کا سبب بنے تو حج واجب نہیں گا، ورنہ واجب ہو گا۔

(۲۶) اگر انسان کا اپنا مال کسی کے ذمہ قرض ہو اور تمام اخراجات حج یا بعض اخراجات حج کے لیے اس مال کی ضرورت تو درج ذیل صورتوں میں اس پر حج واجب ہوگا:

(الف) قرض کی مدت تمام ہو چکی ہو اور مقروض قرض دینے پر آمادہ ہو۔

(ب) قرض کی مدت پوری ہو چکی ہو اور مقروض رقم دینے میں ٹال مٹول کر رہا ہو یا قرض ادا نہ کر رہا ہو اور اسے ادائیگی پر مجبور کرنا ممکن ہو چاہے حکومتی عدالتوں کی طرف رجوع کرنا پڑے۔

(ج) مقروض انکار کر رہا ہو ار قرض ثابت کرکے وصول کرنا ممکن ہو یا ثابت کرنا ممکن نہ ہو مگر اسکا بدل وصول کرنا ممکن ہو ۔

(د) مقروض قرض کو قبل از وقت ادا کر دے لیکن اگر یہ ادائیگی مقروض کے اس مفروضے پر موقوف ہو کہ قرض کا جلدی ادا کرنا خود مقروض کے مفاد میں ہے۔جیسا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے تو ایسی صورت میں قرض خواہ پر حج واجب نہیں ہوگا۔

درج ذیل صورتوں میں اگر قرض کی مقدار کو اس سے کمتر قیمت پر فروخت کرنا ممکن ہو اور یہ کمی قرضدار کے لیے بڑے نقصان کا سبب بھی نہ ہو اور اس کے فروخت سے حاصل ہونے والی رقم حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو جاہے کچھ اور مقدار کو ملانے سے ہی کیوں نہ ہو تو اس پر حج واجب ہے لیکن اگر یہ صورتیں موجود نہ ہوں تو اس پر حج واجب نہیں ۔

(الف) ایسا قرض جس کی مدت پوری ہوئی ہو لیکن مقروض اس کی ادائیگی کی استطاعت نہ رکھتا ہو ۔

(ب) ایسا قرض جس کی مدت پوری ہو چکی ہو مگر قرض دار ادا نہیں کر رہا اور وصولی کے لیے مجبور بھی نہیں کیا جا سکتا یا ایسا کرنا قرض خواہ کے لیے مشقت اور تکلیف کا باعث ہو ۔

(ج) ایسا قرض جس کی مدت پوری ہو چکی ہو اور مقروض اس

قرض کا انکار کر دے اور اسے پورا وصول کرنا یا اس کا عوض حاصل کرنا بھی ممکن نہ ہو یا قرضخواہ کے لیے مشقت آور تکلیف کا سبب بنے۔

(د) قرض کی مدت پوری نہ ہو اور اس کی ادائیگی کو مقررہ میعاد تک موخر کرنا مقروض کے فایدے میں ہو اور وہ اسے میعاد سے پہلے ادا بھی نہ کر سکتا ہو۔

(۲۷) پیشہ ور افراد مثلا لوہار، معمار، بڑھئی وغیرہ جن کی آمدنی اپنے اور اپنے گھر والوں کے خرچے کے لیے کافی ہو تو ان پر حج واجب ہو جائیگا۔

(۲۸) جو شخص وجوہات شرعیہ مثلا خمس اور زکوۃ وغیرہ پر زندگی بسر کرتا ہو اور عام طور پر اس کے اخراجات بغیر مشقت کے پورا ہونا یقینی ہوں تو اگر اس کو اتنی مقدار میں مال مل جائے جو

اس کے حج کے اخراجات اور سفر اور اس کے دوران گھر والوں کے خرچے کے لے کافی ہو تب بعید نہیں کہ اس پر حج واجب ہو جائیگا اور اسی طرح اس شخص پر جس کی پوری زندگی کے اخراجات کا کفیل و ذمہ دار کوئی اور شخص ہو یا اس شخص پر، جو اپنے پاس موجود مال سے حج کرے تو حج سے پہلے اور بعد کی زندگی میں کوئی فرق پیدا نہیں ہو تو حج واجب ہو جائیگا۔

(۲۹) اگر کوئی شخص اتنی مقدار مال کا مالک بنے جو حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو مگر اسکی ملکیت متزلزل ہو تو اگر یہ شخص اتنی قدرت رکھتا ہے کہ جس سے مال ملا ہے اسکا حق فسخ ختم کردے چاہے اس مال میں منتقل کرنے والے تصرف کی وجہ سے یا ایسے تصرف کی وجہ سے جو مال میں تبدیلی پیدا کردے تو ظاہر ہے کہ یہ استطاعت ثابت ہو جائے گی مثلا ہبہ اور بخشش

میں جو واپس ہونے کے قابل ہوں تو ایسا ہی حکم ہے۔ لیکن اگر حق فسخ ختم نہ کر سکتا ہو تو استطاعت مشروط ہوگی کہ وہ شخص جسے مال ملا ہے فسخ نہ کرے۔ لہذا اگر اعمال حج تمام ہونے سے پہلے یا بعد میں مال دینے والے نے فسخ کردیا تو پتہ چلے گا کہ شروع سے ہی استطاعت نہیں تھی تو ظاہر یہ ہے کہ اس قسم کلی متزلزل ملکیت کی صورت میں حج کے لیے نکلنا واجب نہیں ہے سوائے اس کے کہ انسان کو اطمینان ہو نہ کہ احتمال کہ فسخ نہیں کرے گا۔

(۳۰) مستطیع کے لیے یہ واجب نہیں ہے کہ وہ اپنے ہی مال سے حج کرے لہذا اگر مال خرچ کیے بغیر یا دوسرے کے مال سے خواہ غصب شدہ ہو حج کرے تو کافی ہے۔ لیکن اگر طواف یا نماز طواف میں ستر پوشی کرنے والا کپڑا غصبی ہو تو احوط یہ کہ اس پر

اکتفا نہ کرے اگر قربانی کی رقم غصبی ہو تو حج نہیں ہوگا۔ لیکن اگر قربانی ادھار خریدے اور پھر اسکی رقم غصبی مال سے ادا کرے تو اس صورت میں حج صحیح ہوگا۔

(۳۱) کسب وغیرہ کے ذریعے سے اپنے آپ کو حج کے لیے مستطیع بنانا واجب نہیں ہے لہذا اگر کوئی کسی کو مال ہبہ کرتا ہے جو سفر حج کے لیے کافی ہو تو مال کا قبول کرنا واجب نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی کسی کو خدمت کے لیے اجیر بنانا چاہے اور وہ اس اجرت سے مستطیع ہو جائے تو چاہے خدمت کرنا اس کی شان کے خلاف بھی نہ ہو پھر بھی قبول کرنا واجب نہیں ہے لیکن اگر کوئی سفر حج کے لیے اجیر ہو اور اس کی اجرت سے وہ مستطیع ہو جائے تو اس پر حج واجب ہوگا۔

(۳۲) اگر کوئی نیابتی حج کے لیے اجیر بنے اور اجرت کی وجہ سے

خود بھی مستطیع ہو جائے تو اگر حج نیابتی کو اسی سال انجام دینے کے شرط ہو تو پہلے حج نیابتی انجام دے اور اگلے سال تک اسکی استطاعت باقی رہے تو اس پر حج واجب ہوگا ورنہ نہیں ۔ اگر حج نیابتی اسی سال انجام دینے کی شرط نہ ہو تو پہلے اپنا حج انجام دے۔ سوائے اس صورت کے کہ اطمینان ہو کہ آئندہ سال وہ اپنا حج انجام دے سکے گا (تو اپنا حج پہلے بجا لانا واجب ہے) ۔

(۳۳) اگر کوئی شخص اتنی مقدار قرض لے جو حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے چاہے بعد میں قرض ادا کرنے پر قادر ہو۔ لیکن اگر قرض ادا کرنے کی مہلت اتنی زیادہ ہو کہ عقلا اس لمبی مدت کی وجہ سے قرض کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے ہوں تو حج واجب ہو جائے گا۔

(۳۴) اگر کسی کے پاس اتنا مال ہو جو حج کے اخراجات کے

لیے کافی ہو اور اس مال کے برابر قرض بھی ہو یا قرض ادا کرنے پر وہ مال حج کے اخراجات کے لیے کافی نہ رہے تو اظہر یہ ہے کہ اس پر حج واجب نہیں ہے۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ قرض کا وقت پورا ہو چکا ہو یا ابھی مدت پوری نہ ہوئی ہو سوائے اس کے کہ قرض ادا کرنے کی مہلت زیادہ ہو مثلا ۵۰ سال کہ عقلا اسے قابل اعتبار نہیں سمجھتے ہوں۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ قرض پہلے ہو اور مال بعد میں حاصل ہو یا مال پہلے ہو اور قرض بعد میں حاصل ہو مگر یہ کہ مقروض ہونے میں اس سے کوتاہی نہ ہوئی ہو۔

(۳۵) اگر کسی شخص پر خمس یا زکوۃ واجب ہو اور اسکے پاس اتنی مقدار میں مال ہے کہ اگر خمس یا زکات ادا کردے تو حج کے اخراجات کے لیے کافی نہ رہے تو اس پر خمس یا زکوات ادا کرنا

واجب ہوگا۔ اورحج واجب نہیں ہوگا۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ خمس و زکات اسی مال پر واجب ہو یا اس سے پہلے پر واجب تھا اور مال اب ملا ہو۔

(۳۶) اگر کسی پرحج واجب ہو اور اس خمس و زکات یا اور کوئی واجب حق ہو تو ضروری ہے کہ اسے ادا کرے چونکہ سفرحج کی وجہ سے انکی ادائیگی میں تاخیر نہیں کر سکتا۔ اگر طواف یا نماز طواف میں ساتر یا قربانی کی قیمت میں پر خمس واجب ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو غصبی مال کا حکم ہے جو مسئلہ نمبر ۳۰ میں بیان ہو چکا ہے۔

(۳۷) اگر کسی کے پاس کوئی مال موجود ہو اور اسے معلوم نہ ہو کہ یہ مال حج کے اخراجات کے لیے کافی ہے یا نہیں تو احیتاط واجب کی بنا پر تحقیق کرنا واجب ہے۔

(۳۸) اگر کسی کے پاس اس کی دسترس سے باہر اتنا مال ہو جو حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو یا دوسرا مال ملاکر جو اس کے پاس موجود ہو اگر اس مال میں تصرف کرنے یا کسی کو وکیل بنا کر بیچنے پر قادر نہ ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے ورنہ واجب ہے ۔

(۳۹) اگر کوئی سفر حج کا خرچہ رکھتا ہو اور حج کے زمانے میں حج پر جانے پر قادر ہو تو اس پر حج واجب ہوجائیگا۔ اگر یہ اس مال میں اتنا تصرف کرے جس کی وجہ سے اس کی استطاعت ختم ہو جائے اور یہ کہ اس کا جبران و تدارک بھی نہ کر سکتا ہو اور اس کے لیے واضح ہو جو کہ حج کے زمانے من حج پر جانے پر قادر تھا تو اظہر یہ ہی کہ حج اس کے ذمہ ثابت ہوجائیگا لیکن اگر اسکے لیے واضح نہ ہو کہ زمانہ حج میں حج پر جانے پر قادر تھا تو اظہر یہ ہے کہ حج

اسکے ذمہ ثابت نہیں ہوگا۔

پہلی صورت میں جب مال میں سے اتنا خرچ کر دے جس کی وجہ سے استطاعت ختم ہو جائے جیسے مال کو کم قیمت پر بیچ دے یا ہدیہ کر دے تو یہ تصرف صحیح ہو گا لیکن اگر زحمت و مشقت سے بھی حج پر جانے پر قادر نہ ہو تو گنہگار ہوگا۔

(۴۰) ظاہر یہ ہے اخراجات سفر اور سواری کا اس کی اپنی ملکیت میں ہونا شرط نہیں ہے لہذا اگر اسکے پاس ایسا مال ہو جسے خرچ کرنے کی اسے اجازت ہو اور یہ مال حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو اور دوسری شرائط بھی موجود ہوں تو حج واجب ہو جائے گا لیکن حج پر جانا اس وقت واجب ہوگا جب مال کو استعمال کرنے کی اجازت شرعا واپس نہ لے لی جا سکتی ہو یا اطمینان ہو کہ اجازت واپس نہیں لیگا۔

(۴۱) جس طرح حج کے ہونے میں اخراجات سفر اور جاتے وقت سواری کا ہونا شرط ہے اسی طرح اعمال حج کے پورا ہونے تک ان کا باقی رہنا بھی شرط ہیں لہذا اگر حج پر جانے سے پہلے یا سفر کے دوران مال ضائع ہو جائے تو حج واجب نہیں ہوگا اور مال کے ضائع ہونے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص شروع سے ہی مستطیع نہیں تھا۔ اسی طرح اگر کوئی مجبورا کوئی قرضہ اس کے ذمہ آجائے مثلا غلطی سے کسی کا مال تلف ہوجائے اور یہ اس مال کا ضامن ہو۔ چنانچہ اسے یہ مال دینا پڑے تو اس پر حج واجب نہیں ہوگا لیکن اگر جان بوجھ کر کسی کا مال تلف کردے تو حج ساقط نہیں ہوگا بلکہ حج اس کے ذمے باقی رہے گا۔ لہذا اس پر حج واجب ہوگا چاہے اسے زحمت و مشقت ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑے اور اگر اعمال حج انجام دینے کے بعد یا

دوران میں واپسی کا خرچہ تلف ہوجائے تو اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ شخص شروع سے ہی مستطیع نہیں تھا بلکہ اس کا یہ حج کافی ہوگا اور بعد میں اس پر حج واجب نہیں ہوگا۔

(۴۲) اگر کسی کے پاس حج کا خرچہ تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ حج کے لیے کافی ہے یا اس سے غافل تھا یا وجوب حج کو نہیں جانتا تھا یا وجوب حج سے غافل تھا پھر مال کے ضائع ہونے اور استطاعت کے ختم ہونے کے بعد اس کو پتہ چلا یا یاد آیا تو اگر اپنے نہ جاننے اور غفلت میں معذور تھا یعنی اس میں اس کی کوتاہی نہیں تھی تو حج اس کے ذمہ ثابت نہیں ہو گا ورنہ ظاہر یہ ہے کہ اگر باقی تمام شرائط پائی جاتی تھیں تو اس پر حج ثابت اور واجب ہو جائے گا۔

(۴۳) جس طرح اخراجات اور سواری کے موجود ہونے سے

استطاعت پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح اگر کوئی اخراجات سفر اور سواری یا اس کی قیمت بخشش کرے تو اس سے بھی استطاعت پیدا ہو جائے گی اگر اس سے فرق نہیں پڑتا کہ دینے والا ایک شخص ہو یا کئی شخص ہوں لہذا اگر کوئی یہ پیشکش کرے کہ وہ حج کے لیے اخراجات سفر سواری اور گھر والوں کا خرجہ فراہم کرنا اور اس کے قول پر اطمینان ہو تو حج واجب ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی مال دے تا کہ اسے حج میں خرچ کیا جائے اور وہ مال حج پر آنے اور جانے اور گھر والوں کے خرچے کے لیے کافی ہو تو حج واجب ہو جائے گا۔ چاہے جو مال دیا جا رہا ہے اس کا مالک بنا دے یا صرف اس کو استعمال کرنے کی اجازت دے۔ لیکن متزلزل ملکیت (یعنی جو شرعا واپس لی جا سکتی ہو) استعمال کرنے کی اجازت کا حکم مسئلہ

نمبر ۲۹ اور ۳۰ میں بیان ہو چکا ہے۔ اگر حج کے اخراجات کی ایک مقدار موجود ہو اور باقی مقدار کوئی بخش دے تو حج واجب ہو جائے لیکن اگر صرف جانے کے اخراجات دے اور واپسی کے اخراجات نہ ہوں تو مسئلہ نمبر ۲۲ میں موجود تفصیل کے مطابق حج واجب نہیں ہو گا۔ اسی طرح اگر اہل و عیال کا خرچہ نہ دیا جائے تو اس پر حج واجب نہیں ہوگا سوائے اسکے کہ انکا خرچہ خود رکھتا ہو یا حج پر نہ جانے کے باوجود ان کے اخراجات برداشت نہ کر سکتا ہو یا بغیر اخراجات کے گھر والوں کو چھوڑنے کی وجہ سے حرج و مشقت میں نہ پڑتا ہو اور گھر والوں کا نفقہ اس پر واجب نہ ہو۔

(۴۴) اگر مرنے والا کسی دوسرے کے لئے مال کی وصیّت کرے تا کہ وہ اس سے حج انجام دے اور مال اس کے حج اور

اہل و عیال کے اخراجات کے لئے کافی ہو تو مسئلہ ۴۳ میں موجود تفصیل کے مطابق وصیت کرنے والے کے مرنے کے بعد حج اس پر واجب ہو جائے گا اسی طرح اگر مال کو حج کے لئے وقف یا نذر کیا جائے یا وصیت کی جائے اور واقف کا متولّی یا نذر کرنے والا یا وصی یہ مال کسی کو بخش دے تو اس پر حج واجب ہو جائے گا۔

(۴۵) رجوع بہ کفایت جس کے معنی شرط پنجم میں بیان ہو چکے ہیں، بخشش سے پیدا ہونے والی استطاعت میں شرط نہیں ہے لیکن اگر اس کی آمدنی صرف ایام حج میں ہو اور وہ اس آمدنی سے پورے سال کے اخراجات کو پورا کرتا ہو اور اگر وہ حج کرنے جائے تو پورا یا کچھ ایام کے اخراجات کو پورا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہو گا سوائے اس کے کہ اس

کو اس وقت کا خرچ بھی دے دیا جائے اگر کسی کے پاس کچھ مال پہلے سے موجود ہو جو حج کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہو اور باقی مقدار کوئی اسے بخشش دے تو اظہر یہ ہے کہ حج کے واجب ہونے میں رجوع بہ کفایت معتبر ہوگا۔

(۴۶) اگر ایک شخص کسی کو مال دیدے کہ وہ اس سے حج انجام دے تو اس کو قبول کرنا واجب ہے لیکن اگر مال دینے والا حج کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دے یا مال دے اور حج کا ذکر نہ کرے تو ان دونوں صورتوں میں مال کو قبول کرنا واجب نہیں ہے۔

(۴۷) بخشش سے پیدا ہونے والی استطاعت میں قرض مانع نہیں ہوتا (یعنی قرض کے باوجود انسان بخشش کی وجہ سے مستطیع ہو سکتا ہے) لیکن اگر حج پر جانے سے قرض وقت پر ادا نہ کیا جا سکتا ہو تو چاہے قرض کی مدت تمام ہو چکی ہو یا ابھی باقی

ہو حج پر جانا واجب نہیں ہے۔

(۴۸) اگر مال کچھ افراد کو دیا جائے کہ ان میں سے کوئی ایک حج کر لے تو جو پہلے قبول کر لے صرف اس پر حج واجب ہوگا دوسرے افراد پر واجب نہیں ہوگا اور اگر کوئی بھی قبول نہ کرے اگرچہ قدرت رکھتے ہوں تو ظاہر یہ ہے کہ حج کسی پر بھی واجب نہیں ہوگا۔

(۴۹) جس شخص کو مال دیا جا رہا ہے اس پر حج اس صورت میں واجب ہوگا کہ اتنی مقدار میں مال دیا جائے کہ اس کے مستطیع ہونے کی صورت میں جو حج کا پہلا فریضہ بنتا ہو اسے انجام دے سکے ورنہ واجب نہیں ہوگا مثلا اگر کسی کا فریضہ حج تمتع ہو اور اسے حج افراد یا قران کے لئے مال دیا جائے یا اسی طرح کی کوئی بھی صورت ہو تو اس پر قبول کرنا واجب نہیں ہے اسی طرح

جو شخص حج اسلام انجام دے چکا ہو اس پر بھی قبول کرنا واجب نہیں ہے لیکن اگر کسی کے ذمہ حج اسلام باقی اور وہ تنگدست ہو چکا ہو اور اس کو مال دیا جائے تو اگر قبول کیے بغیر حج انجام نہ دے سکتا ہو تو قبول کرنا واجب ہے اسی طرح وہ شخص جس پر نذر وغیرہ کی وجہ سے حج واجب ہو اور مال کو قبول کیے بغیر حج انجام دینے پر قادر نہ ہو تو اس پر بھی قبول کرنا واجب ہے۔

(۵۰) اگر کسی کو حج کے لئے مال دیا جائے اور وہ مال سفر کے دوران ضائع ہو جائے تو وجوب حج ساقط ہو جائے گا لیکن اگر سفر کو اپنے مال سے جاری رکھنے پر قادر ہو یعنی اس جگہ سے حج کی استطاعت رکھتا ہو تو حج واجب ہو جائے گا اور یہ حج حج الاسلام شمار ہوگا مگر وجوب کے لئے شرط ہے کہ واپسی پر اپنے

اور اپنے گھر والوں کے اخراجات کو پورا کر سکے۔

(۵۱) اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میرے نام پر قرض لے کر اپنا حج انجام دو اور بعد میں قرض کو ادا کر دینا تو دوسرے شخص پر قرض لینا واجب نہیں ہے لیکن اگر پہلا شخص قرض لے کر دے تو پھر اس پر واجب ہو جائے گا۔

(۵۲) ظاہر یہ ہے کہ قربانی کی قیمت مال بخشنے والے کے ذمہ ہے لہذا مال بخشنے والا قربانی کی قیمت کے علاوہ باقی اخراجات حج دے تو مال لینے والے پر حج واجب ہونے میں اشکال ہے

سوائے اس کے کہ قربانی کو اپنے مال سے خریدنے پر قادر ہو اور قربانی پر خرچ کرنی سے اسے تکلیف و تنگدستی کا سامنا نہ ہو تو حج واجب ہو جائے ورنہ قبول کرنا واجب نہیں ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ کفارات مال لینے والے پر واجب ہیں۔

(۵۳) حج بدل (وہ حج جو کسی کے مال دینے کی وجہ سے واجب ہو جائے) حج الاسلام کے لیے کافی ہے لہذا بعد میں اگر مستطیع ہو بھی جائے تو دوسری مرتبہ حج واجب نہیں ہوگا۔

(۵۴) مال بخشنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنا مال واپس لے لے چاہے دینے والے نے احرام باندھا ہو یا نہ باندھا ہو لیکن اگر احرام باندھنے کے بعد واپس لے تو اظہر یہ ہے کہ اگر مال لینے والے کے لیے تکلیف و تنگدستی کا باعث نہ ہو تو چاہے مستطیع نہ بھی ہو تو حج کو پورا کرے اور حج مکمل کرنے اور واپس آنے کے تمام اخراجات مال بخشنے والے ذمہ ہونگے لیکن اگر مال بخشنے والا راستے میں مال واپس لے تو صرف واپسی کا خرچ مال بخشنے والے کے ذمہ ہوگا۔

(۵۵) اگر کسی کو زکات فی سبیل اللہ کے حصہ سے دی جائے وہ

اسے حج پر خرچ کرے اور اسمیں مصلحت عامہ بھی ہو اور احوط کی بنا پر حاکم شرع اجازت بھی دے دے تو اس پر حج واجب ہو جائے گا اور اگر سہم سادات سے یا زکات کے سہم فقراء سے کسی کو مال دیا جائے اور شرط رکھی جائے کہ اسے حج پر خرچ کرے گا تو یہ شرط صحیح نہیں ہے اور اس سے استطاعت بذلی حاصل نہیں ہوتی۔

(۵۶) اگر کوئی بخشش شدہ مال سے حج کرے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ مال تو غصبی تھا تو یہ حج حج اسلام شمار نہیں ہو گا اور مال بخشنے والے سے اپنے مال کا مطالبہ کرے لہذا اگر مال دینے والا مال لینے والے سے اپنا مال حاصل کر لیتا ہے تو اگر مال لینے والے کو اس مال کے غصبی ہونے کا علم پہلے سے نہ ہو تو وہ بخشش کرنے والے سے مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے بصورت

دیگر مطالبے کا حق نہیں رکھتا۔

(۵۷) اگر کوئی مستطیع نہ ہو مگر پھر بھی مستحب حج اپنے لیے یا کسی اور کے لیے اجرت پر یا بغیر اجرت کے انجام دے تو اسکا یہ حج حج الاسلام شمار نہ ہوگا لہذا اس کے بعد جب بھی مستطیع ہو حج انجام دینا واجب ہے۔

(۵۸) اگر کسی کو یقین ہو کہ میں مستطیع نہیں ہوں اور مستحب کے عنوان سے حج کرے مگر نیت یہ ہو کہ اس وقت جو میری ذمہ داری ہے اسے انجام دے رہا ہوں پھر بعد میں معلوم ہو کہ میں مستطیع تھا تو وہ حج حج الاسلام کے لیے کافی ہے اور دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہے۔

(۵۹) اگر زوجہ مستطیع ہو تو حج کرنے کے لیے شوہر کی اجازت ضروری نہیں اور نہ ہی شوہر کے لیے جائز ہے کہ وہ حج الاسلام

کے لیے یا کسی اور واجب کے لیے لیکن اگر حج کا وقت وسیع ہو تو بیوی کو پہلے قافلے سے روک سکتا ہے۔ طالق رجعی والی عورت جب تک عدت میں ہے بیوی کا حکم ہے۔

(۶۰) جب عورت مستطیع ہو جائے اور اس کی جان کو خطرہ نہ ہو تو محرم کا ساتھ ہونا شرط نہیں ہے اگر جان کا خطرہ ہو تو ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص ساتھ ہو جس کی وجہ سے اس کی جان محفوظ ہو چاہے اس شخص کو اجرت دینا پڑے اور البتہ اجرت دینے پر قادر ہو ورنہ اس پر حج واجب نہیں ہے۔

(۶۱) اگر کوئی شخص نذر کرے مثلا ہر سال عرفہ کے دن کربلا میں حضرت امام حسین کی زیارت کرے گا اور بعد میں مستطیع ہو جائے تو اس پر حج واجب ہو جائے گا اور نذر ختم ہوجائے گی اور یہی حکم ہر اس نذر کا ہے جو حج سے متصادم ہو رہی ہو۔

(۶۲) اگر مستطیع شخص خودحج کرنے پر قادر ہو تو اسے خودحج کرنا ہوگا لہذا اگر کوئی دوسرا شخص اجرت پر یا بغیر اجرت کے اس کی طرف سے حج کرے تو کافی نہیں ہے۔

(۶۳) اگر کسی پر حج واجب ہو جائے مگر بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے خود انجام دینے پر قادر نہ ہو یا تکلیف کا باعث ہو اور آئندہ بغیر تکلیف کے حج ادا کرنے کی امید بھی نہ ہو تو حج کے لیے کسی کو نائب بنانا واجب ہے اسی طرح جو شخص ضرورت مند ہو مگر اعمال حج خود انجام دینے پر قادر نہ ہو یا خود انجام دینا حرج و تکلیف کا سبب ہو تو وہ شخص بھی کسی کو نائب بنائے جس طرح حج کو فورا انجام دینا واجب ہے اسی طرح نائب بنانا بھی واجب فوری ہے۔

(۶۴) اگر مستطیع شخص (کسی عذر کی وجہ سے) خودحج انجام دینے

پر قادر نہ ہو اور نائب اس کی جانب سے حج کرے اور وہ مستطیع شخص مرجائے جب کہ اس کا عذر باقی ہو تو نائب کا حج کافی ہوگا۔ اگرچہ حج اسکے ذمہ مستقر ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر مرنے سے پہلے عذر ختم ہو جائے تو احوط یہ ہے کہ اگر خود حج کر سکتا ہے ہو تو خود کرے۔ اگر نائب کے احرام باندھنے کے بعد اسکا عذر ختم ہو جائے تو خود اس پر حج کرنا واجب ہے۔ اگرچہ احوط یہ ہے کہ نائب بھی اعمال حج پورے کرے۔

(۶۵) اگر کوئی خود حج انجام نہ دے سکتا ہو اور نائب بنانے پر بھی قادر نہ ہو تو حج ساقط ہو جائیگا۔ لیکن اگر حج اس کی ذمہ واجب ہو چکا تھا تو اس کے مرنے کے بعد حج کی قضا کرانا واجب ہے۔ ورنہ قضاء واجب نہیں ہے۔ اگر نائب بنایا ممکن تھا لیکن نائب نہ بنائے اور مرجائے تو اس کی طرف سے قضاء

کرانا واجب ہے۔

(۶۶) اگر نائب بنانا واجب ہو اور نائب نہ بنائے لیکن شخص بلا معاوضہ اس کی جانب سے حج انجام دے تو یہ حج کافی نہیں ہوگا اور احتیاط کی بناپر نائب بنانا واجب رہے گا۔

(۶۷) اگر نائب بنانے کی بابت واضح ہو کہ میقات سے نائب بنانا کافی ہے اور اپنے شہر سے نائب بنانا ضروری نہیں ہے۔

(۶۸) جس شخص کے ذمہ حج واجب ہو اور وہ حج کے احرام کے بعد حرم میں مرجائے تو یہ حج الاسلام سے کفایت کریگا چاہے اس کا حج تمتع ہو، قران ہو یا افراد اور اگر عمرہ تمتع کے درمیان مرجائے تب بھی حج کے لیے کافی ہے اور اس کی قضا واجب نہیں ہے اور اگر اس سے پہلے مرجائے تو قضا کرانا واجب ہے چاہے احرام کے بعد حرم میں داخل ہونے سے پہلے مرے یا

حرم میں داخل ہونے کے بعد بغیر احرام کے اور ظاہر یہ کہ حکم حج الاسلام کے لیے مخصوص ہے اور وہ حج جو نذر یا افساد (کسی کے حج کے باطل ہونے) کی وجہ سے واجب ہوئے ہوں ان پر یہ حکم جاری نہیں ہوگا بلکہ عمرہ مفردہ میں بھی یہ حکم جاری نہیں ہوتا۔ اس بناپر ان میں سے کسی ایک پر بھی کافی ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اگر کوئی احرام کے بعد مرجائے اور حج اس کے ذمہ گذشتہ سالوں سے واجب نہ تو وہ حرم میں داخل ہونے کے بعد مرجائے تو اس کا حج، حج الاسلام شمار ہوگا لیکن اگر حرم میں داخل ہونے سے پہلے مرجائے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کی طرف سے قضا واجب نہیں ہے۔

(۶۹) مستطیع کافر پر حج واجب ہے لیکن جب تک کافر ہے اس کا حج صحیح نہیں ہوگا اگر استطاعت ختم ہونے کے بعد مسلمان ہو

تو حج اس پر واجب نہیں ہے۔

(۷۰) مرتد (جو اسلام سے پھر جائے) پر حج واجب ہے لیکن اگر ارتداد کی حالت میں حج کرے تو یہ حج صحیح نہیں ہے لیکن توبہ کرنے کے بعد حج کرے تو صحیح ہے اور اقوی یہ ہے کہ مندرجہ بالا حکم مرتد فطری کے لیے بھی ہے۔

(۷۱) اگر کوئی غیر شیعہ مسلمان حج کرے اور بعد میں شیعہ ہو جائے تو دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہے لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اپنے مذہب کے مطابق صحیح حج کیا ہو۔ اسی طرح اگر اسے نے مذہب شیعہ کے مطابق حج ادا کیا ہو اور قصد قربت حاصل ہوگئی ہو تو حج صحیح ہوگا۔

(۷۲) جب کسی پر حج واجب ہو اور وہ اسے انجام دینے میں سستی اور تاخیر سے کام لے یہاں تک کہ اس کی استطاعت ختم

ہو جائے تو جس طرح سے بھی ممکن ہو حج کو ادا کرنا واجب ہے چاہے مشقت و زحمت برداشت کرنا پڑے ۔ اگر حج سے پہلے مر جائے تو واجب ہے کہ اس کے ترکہ سے حج کی قضا کریں اور اگر کوئی اس کی قضا مرنے کے بعد بغیر اجرت کے اس کی طرف سے حج انجام دے تو بھی صحیح ہوگا۔

حج کی وصیت

جو شخص مرنے کے قریب ہو اس کے ذمہ حج الاسلام ہو تو اگر اس کے پاس اتنی مقدار میں مال ہو جو حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو تو اس پر لازم ہے کہ ایسا انتظام کرے کہ اسے اطمینان ہو جائے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی جانب سے

حج ادا کیا جائے گا یا وہ گواہوں کی موجودگی میں وصیت کرے۔ لیکن اگر اس کے پاس مال موجود نہ ہو اور احتمال ہو کہ اس کے مرنے کے بعد کوئی شخص بلا معاوضہ اس کی طرف سے حج کرے تب بھی وصیت کرنا واجب ہے کسی کے ذمہ حج واجب ہو اور وہ مرجائے تو واجب ہے کہ حج کی قضا اس کے اصل ترکہ میں سے کرائی جائے چاہے اس نے وصیت نہ کی ہو اور اسی طرح اگر اس نے وصیت تو کی ہو مگر حج کے اخراجات کو ثلث مال (ایک تہائی) سے مخصوص نہ کیا ہو تو اس صورت میں بھی حج کے اخراجات کو اصل ترکہ سے لیا جائے گا۔ اور اگر حج کی وصیت بھی کی ہو اور اس کے اخراجات کو مال کے ایک تہائی حصے سے لینے کی شرط بھی کی ہو تو اگر تہائی مال حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو تو واجب ہے کہ حج کو ثلث مال سے کرایا جائے

اور باقی وصیتوں پر حج مقدم ہوگا اور ثلث مال حج کے اخراجات کے کافی نہ ہو تو کمی کو اصل ترکہ سے پورا کیا جائے گا۔

(۷۴) اگر کوئی شخص جس پر حج واجب ہو مر جائے اور اس کا کچھ مال کسی اور کے پاس امانت کے طور رکھا ہو تو کہا گیا ہے کہ امین شخص کو احتمال ہو کہ اگر ورثاء کو واپس کر دے گا تو ورثا مرحوم کی جانب سے حج انجام نہیں دیں گے تو امین کے لے جائز ہے بلکہ واجب ہے کہ وہ خود یا کسی کو نائب بنا کر مرحوم کی جانب سے حج انجام دے اور اگر مال حج کے اخراجات سے زیادہ ہو تو باقی مال ورثاء کو واپس کردے۔ لیکن یہ حکم اشکال سے خالی نہیں ہے۔

(۷۵) اگر کوئی شخص جس کے ذمہ حج الاسلام ہو مر جائے اور اس پر خمس واجب ہو یا زکات اور ترکہ (وہ مال جو مرنے والا

چھوڑ کر مرتا ہے) کم ہو جس مال پر خمس یا زکات واجب ہو اس مال سے خمس یا زکات نکالا جائے گا اور اگر خمس و زکوۃ اس کے ذمہ ہوں مگر وہ مال موجود نہ ہو جس پر خمس و زکات واجب تھا تو پھر حج مقدم ہوگا اور اگر اس کے ذمہ کوئی قرض ہو تو بعید نہیں ہے کہ قرض حج پر مقدم ہو جائے۔

(۷۶) اگر کوئی مرجائے اور اس کے ذمہ میں حج الاسلام واجب ہو جب تک حج مرنے والے باقی ہو۔ اس کے ورثا کو ترکہ میں ایسا تصرف جائز نہیں ہو نیت کی قضا حج کے منافی ہو اور اس سے فرق نہیں پڑتا کہ حج کے اخراجات ترکہ سے کم ہوں تو زائد رقم کا تصرف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے چاہے اس تصرف کی وجہ سے زائد مقدار ضائع ہو جائے۔

(۷۷) اگر مرنے والے کے ذمہ حج الاسلام ہو اور اس کا ترکہ حج

کے اخراجات کے لیے کافی نہ ہو تو اگر اس کے ذمہ کوئی قرض یا خمس و زکوۃ ہو تو واجب ہے کہ اس کا ترکہ اس کی ادائیگی پر خرچ کیا لیکن اگر کوئی قرضہ وغیرہ نہ ہو تو اس کا ترکہ اس کے ورثا کے لے ہوگا اور ورثا پر واجب نہیں کہ حج کی ادائیگی کے لیے اخراجات حج کو اپنے مال سے پورا کریں۔

(۷۸) اگر مرنے والے کے ذمہ حج الاسلام واجب ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس کا نائب بنانا اس کے وطن سے ضروری نہیں ہے۔بلکہ میقات حتی کہ مکہ کے قریب ترین میقات سے نائب بنانا بھی کافی ہے اگرچہ احوط یہ ہے کہ اس کے اپنے وطن سے نائب بنانا چاہیے اگر مرنے والے کا ترکہ حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو تو کسی بھی میقات سے نائب بنایا جا سکتا ہے بلکہ جس میقات سے اجرت و خرچہ کم ہو اس میقات سے نائب

بنایا جائے ۔ اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ کہ اگر مال کافی ہو تو اس کے شہر سے نائب بنایا جائے اس صورت میں زائد اجرت اس کے بالغ ورثا کی رضامندی سے ان کے مال سے دی جائے گی نہ کہ نا بالغ ورثا کے حصہ سے ۔

(۷۹) اگر مرنے والے کے ذمہ حج الاسلام اور اس کا ترکہ حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو تو احتیاط واجب یہ ہی کہ حج ادا کرنے میں جلدی کرنی چاہے اس کے مال سے کسی کو اجرت پر حج کے لیے بھیجنا پڑے۔ اگر پہلے سال میقات سے اجیر نہ ملے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے وطن سے نائب و اجیر مقرر کریں اور اگلے سال تک تاخیر نہ کریں چاہے معلوم ہو کہ اگلے سال میقات سے اجیر مل جائے گا۔ اور اس صورت میں (جب نائب کو وطن سے مقرر کریں) میقات سے زائد خرچہ نابالغ ورثا

کے حصہ سے نہیں لیا جا سکتا۔

(۸۰) اگر مرنے والے کے ذمہ حج الاسلام اور اس کا ترکہ حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو اور حج (بدل کے لیے) نائب معمول سے زیادہ قیمت پر ہی ملنا ممکن ہو تو احیتاط واجب یہ ہے کہ زیادہ قیمت دے کر نائب بنایا جائے اور ورثا میراث کا حصہ زیادہ کرنے کے لیے آئندہ سال تک تاخیر نہیں کر سکتے لیکن اس صورت میں معمول سے زیادہ قیمت کو نابالغ ورثا کے حصہ سے نہیں لیا جا سکتا۔

(۸۱) اگر مرنے کے بعض ورثا اقرار کریں کہ اس پر حج اسلام واجب تھا اور باقی ورثا اس کا انکار کریں تو صرف اقرار کرنے والوں پر واجب ہے کہ مال وراثت کی نسبت سے اپنے مال میں سے حج کے لیے خرچہ دیں (مثلا اگر اقرار کرنے والوں کے حصے

نصف ارث آیا ہو تو حج کے لیے اخراجات کا نصف خرچہ دیں) لہذا مقدار حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو چاہے کسی اور کے ملانے کی وجہ سے پورے ہو رہیں ہوں یا کسی اور طرح سے حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو تو نائب بنانا واجب ہوگا ورنہ نہیں اور اقرار کرنے والوں پر اپنے حصے سے یا اپنے دوسرے مال سے کمی کو پورا کرنا واجب نہیں ہے۔

(۸۲) اگر مرنے والے کے ذمہ حج الاسلام ہو اور کوئی بلا معاوضہ اس کی جانب سے حج انجام دے تو کافی ہے اور ورثاء کے لئے مرنے والے کے مال سے نائب بنانا واجب نہیں ہے اسی طرح اگر مرنے والا ایک تہائی مال سے حج کی وصیت کرکے مرے اور کوئی شخص بلا معاوضہ اس کی جانب سے حج کو انجام دیدے تو کافی ہے اور ایک تہائی مال سے نائب بنانا واجب نہیں ہے لیکن

حج کے اخراجات کے برابر مال کو ایک تہائی مال میں سے ورثہ نہیں دیا جائے گا بلکہ مرنے والے کی نظر میں جو نیکی کا کام ہو اس میں صرف کیا جائے گا۔

(۸۳) اگر مرنے والے کے ذمہ حج الاسلام ہو اور اس نے اپنے شہر سے نائب بنانے کی وصیت کی ہو تو اس کے شہر سے نائب بنانا واجب ہے لیکن میقات کی نسبت زائد اخراجات کو ایک تہائی مال سے ادا کیا جائے گا اور اگر حج کی وصیت کرے لیکن جگہ کا معین نہ کرے تو میقات سے نائب بنانا کافی ہے مگر یہ کہ کو ئی ایسی علامت یا قرینہ ہو جس سے ظاہر ہو کے مرنے والے کا ارادہ اپنے شہر سے نائب بنانے کا تھا مثلا مرنے والا حج کے لئے اتنی مقدار معین کرے جو اس کے شہر کیلئے کافی ہو (تو اس کے ارادے کے مطابق عمل کیا جائے)

(۸۴) اگر مرنے والا اپنے شہر سے حج کرنے کی وصیت کرے لیکن وصی یا وارث میقات سے نائب بنائیں تو اگر مرنے والے کے مال سے نائب کو خرچہ دیا ہو تو اجارہ باطل ہوگا لیکن اجیر کے حج انجام دینے پر مرنے والا بری الذمہ ہو جائے گا۔

(۸۵) اگر مرنے والا کسی دوسرے شہر سے حج کی وصیت کرے مثلا وصیت کرے کہ نجف سے کسی کو نائب بنایا جائے تو اس وصیت پر عمل کرنا واجب ہے اور میقات سے زائد اخراجات کو تہائی مال سے لیا جائے گا۔

(۸۶) اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کی جانب سے حج الاسلام انجام دیا جائے اور اس کے لئے اجرت معین کرے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے لہذا اگر اجرت معمول کے مطابق ہو تو مرنے والے کے اصل مال سے ادا کی جائے گی،

ورنہ معمول سے زائد مقدار کو تہائی مال سے ادا کیا جائے

(۸۷) اگر مرنے والا کسی ایسے مال معین سے حج کی وصیت کرے جس کے بارے میں وصی کو معلوم ہو کہ اس مال پر خمس اور زکوۃ واجب ہے تو وصی پر واجب ہے کہ پہلے خمس نکالے اور پھر باقی مال حج پر خرچ کرے اور اگر باقی مال حج کے اخراجات کیلئے کافی نہ ہو تو ضروری ہے اصل مال سے کمی کو پورا کرے بشرطیکہ وصیت حج الاسلام کی ہو لیکن اگر وصیت تعدّد مطلوب کی بناء پر ہو یعنی وصیت کرنے والے کی نظر میں دو چیزیں ہوں ایک یہ کہ کوئی کار خیر انجام پائے اور دوسری یہ کہ وہ کار خیر حج ہو تو مرنے والے کی نظر میں جو بھی کار خیر ہو مال اس پر خرچ کیا جائے اور اگر وصیت تعدّد مطلوب کی بناء پر نہ ہو تو مال معین سے بچنے والی مقدار ورثاء میں تقسیم ہو گی۔

(۸۸) اگر مرنے والے کی طرف سے حج کے لیے نائب بنانا واجب ہو جائے چاہے وصیت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے، اور وہ شخص (مثلا وصی یا وارث) جس پر نائب بنانا واجب تھا غفلت کرے یا مال ضائع ہو جائے تو یہ شخص ضامن ہوگا اور اس پر اپنی مال سے نائب بنانا واجب ہے۔

(۸۹) اگر یہ معلوم ہو جائے کہ میت کے ذمہ حج واجب ہے اور یہ پتہ نہ چلے کہ اس نے انجام دیا تھا یا نہیں تو قضا کرانا واجب ہے اور اس کے اخراجات اصل مال سے لیے جائیں گے۔

(۹۰) حج کے لیے صرف مرنے والا نائب بنانے سے بری الذمہ نہیں ہوتا لہذا اگر پتہ چلے کہ نائب نے حج نہیں کیا تو چاہے کسی عذر کی وجہ سے یا بغیر کسی عذر کے تو دوسرا نائب بنانا واجب ہے اور اس کے اخراجات اصل مال سے ادا کیے جائیں گے۔ اگر

پہلی اجرت مرنے والے کے مال سے دی ہو اور اس کو واپس لینا اگر ممکن ہو تو واپس لیا جائے۔

(۹۱) اگر اجیر متعدد ہوں تو اظہر یہ ہیکہ ایسے شخص کو اجیر بنایا جائے کہ جس کا نائب بننا مرنے والے کی شان و حیثیت کے منافی نہ ہو چاہے دوسرا کم قیمت پر جانے پر راضی ہو اور نائب ایک تہائی مال سے بنایا جا رہا ہو اور چاہے ورثا کے حصے میں کمی ہو رہی ہو اور وہ راضی نہ ہوں لیکن یہ حکم اس صورت میں مشکل ہے جب درج بالا طریقے سے اجیر بنانا دوسرے مالی واجبات مثلا قرض و زکوۃ جو مرنے والے کے ذمہ ہوں یا غیر مالی واجبات جن کی مرنے والے نے وصیت کی ہو، سے متصادم ہو۔

(۹۲) نائب مرنے والے کے شہر سے یا میقات سے نائب بنانا

واجب ہے اور اس میں وارث کی تقلید یا اجتہاد کو مدنظر رکھا جائے نہ کہ مرنے والے کی لہذا اگر مرنے والے کا اعتقاد یہ ہو کہ اپنے شہر سے حج واجب ہے جبکہ وارث اعتقاد یہ ہو کہ میقات سے بھی نائب بنانا جائز ہے تو وارث پر واجب نہیں ہے کہ وہ مرنے والے کے شہر سے نائب بنائے۔

(۹۳) اگر مرنے والے ذمہ حج الاسلام ہو مگر اس کی میراث و ترکہ نہ ہو تو وارث پر نائب بنانا واجب نہیں لیکن مستحب ہے خصوصا مرنے والے کے اقربا کیلیے مستحب ہے کہ وہ مرنے والے کو بری الذمہ کرائیں۔

(۹۴) اگر مرنے والا حج کی وصیت کرے اور معلوم ہو کہ یہ حج الاسلام ہے تو اگر ایک تہائی مال سے حج کرانے کی وصیت نہ کی ہو تو پھر حج کے اخراجات کو اصل مال سے لیا جائے گا اور

اگر معلوم ہو کہ جس حج کی وصیت کی ہے وہ حج االاسلام نہیں ہے یا حج االاسلام ہونے میں شک ہو تو پھر حج کے اخراجات ایک تہائی مال سے لیے جائے گے۔

(۹۵) اگر مرنے والا حج کی وصیت کرے اور کسی خاص شخص کو اس کے لیے معین کرے تو وصیت پر عمل کرنا واجب ہے اور اگر یہ خاص شخص معمول سے زیادہ اجرت طلب کر رہا ہو اور حج، حج الاسلام ہو تو پھر معمول سے زیادہ اجرت ترکہ کے ثلث (تہائی) مال سے ادا کی جائے گی اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اگر وصیت تعدد مطلوب کی بنا پر ہو (یعنی وصیت سے مرنے والے کی غرض یہ ہو کہ حج انجام پائے اور اسی خاص شخص کے توسط سے انجام پائے یعنی دونوں چیزیں ہوں) یا حج الاسلام کی وصیت کی گئی ہو تو پھر کسی ایسے شخص کو نائب بنانا چاہیے جو

معمول کے مطابق اجرت لے رہا ہو۔

(۹۶) اگر مرنے والا حج کی وصیت کرے اور اس کے لیے مال بھی معین کرے مگر کوئی اس قیمت پر جانے کے لیے راضی نہ ہو تو اگر حج، حج الاسلام ہو اصل مال سے کمی کو پورا کیا جائے گا۔ اور اگر حج ،حج الاسلام کے علاوہ ہو اور وصیت تعدد کی مطلوب کی بناپر ہو یعنی وصیت سے میت کی غرض دو چیزیں ہوں ایک یہ کہ کوئی کار خیر انجام پائے اور دوسری یہ کہ کار خیر حج ہو تو اس مال معین کو میت کی نظر میں جو کار خیر تھے اس پر خرچ کیا جائے گا ۔ورنہ وصیت باطل ہے اور یہ مال معین میراث کا حصہ شمار ہوگا ۔

(۹۷) اگر کوئی اپنا گھر اس شرط پر بیچے کہ خریدار اس قیمت کو اس کے مرنے کے بعد حج پر خرچ کرے تو گھر کی قیمت میراث

کا حصہ شمار ہوگی اور اگر حج، حج الاسلام ہو تو شرط لازم ہو جائے گی اور تو اس پر واجب ہے کہ گھر کی قیمت کو حج کی اجرت میں صرف کرے لیکن اجرت معمول کے مطابق ہو ورنہ زیادہ مقدار کو ثلث مال سے لیا جائے گا۔ اور اگر حج، حج الاسلام کے علاوہ ہو تب بھی شرط لازم ہے اور حج کی پوری اجرت کو ایک تہائے مال سے لیا جائے گا اور اگر ایک تہائی مال حج کے اخراجات کے لیے کافی نہ ہو تو زائد مقدار میں شرط لازم نہیں ہوگی۔

(۹۸) اگر کوئی اپنا گھر کسی کو اس شرط پر دے دے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج کرائے گا تو یہ معاہدہ صحیح اور لازم ہے (یعنی اس پر عمل کرنا ضروری ہے) اور یہ گھر مالک کی ملکیت سے خارج ہو جائے گا اور اس گھر کو میراث میں شمار نہیں کیا جائے چاہے حج مستحب بھی ہو اور وصیت کا حکم

اس گھر پر جاری نہیں ہوگا یہی حکم اس وقت بھی ہے جب کوئی اپنا گھر کسی اور کی ملکیت میں اس شرط پر دے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد وہ اس کو بیچ کر گھر کی قیمت سے اس کی جانب سے حج کرائے گا یہ صورتیں صحیح اور لازم ہیں چاہے وہ جس چیز کو بیچ کر شرط کیا ہے۔ مستحب عمل ہی ہو اور وارثوں کا گھر پر کوئی حق نہیں ہوگا۔ اگر وہ شخص جس پر شرط کی تھی شرط کی مخالفت کرے تو ورثاء معاملہ ختم کرنے کا حق نہیں رکھتے لیکن مرنے والے کا سرپرست چاہے وہ وصی ہو حاکم شرع معاملہ ختم کر سکتا ہے اور اگر مرنے والے کا سرپرست معاملہ ختم کردے تو مال مرنے والے کی ملکیت میں لوٹ آئے گا اور میراث کا حصہ بن جائے گا۔

(۹۹) اگر وصی (وہ شخص جس کے نام وصیت کی گئی ہو) مر

جائے اور پتہ نہ چلے کہ وصی نے مرنے سے پہلے کسی کو نائب مقرر کیا ہے یا نہیں تو اصل مال سے نائب بنانا واجب ہے بشرطیکہ حج، حج الاسلام ہو لیکن اگر حج الاسلام کے علاوہ کوئی اور حج ہو تو پھر ثلث مال سے نائب بنایا جائے گا۔ اور اگر ولی نے حج کی مقدار کے مطابق مال لیا ہو اور وہ مال موجود بھی ہو تو اس کو واپس لیا جائے گا۔ چاہے یہ احتمال ہو کہ وصی نے اپنے مال سے نائب بنا دیا ہوگا اور بعد میں اپنے مال کے بدلے مرنے والے کے مال سے لیے ہوں گے۔ اور اگر مال موجود نہ ہو تو وصی ضامن نہیں ہوگا اس لیے کہ احتمال ہے کہ بغیر کوتاہی کے مال ضائع ہو گیا ہو۔

(۱۰۰) اگر وصی سے لاپرواہی کے بغیر مال ضائع ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہوگا اور اگر حج، حج الاسلام ہو تو واجب ہے کہ باقی

ترکہ سے نائب بنایا جائے ۔حج الاسلام کے علاوہ حج ہو تو باقی ثلث مال سے نائب بنایا جائے اگر باقی مال ورثا میں تقسیم ہو چکا ہو تو ان کے حصے کی نسبت اجرت کے لیے واپس لیا جائے گا۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب کوئی حج کے لیے نایب بنے اور حج ادا کرنے سے پہلے مر جاے اور اس کا ترکہ نہ ہو اور اگر ہو اس سے واپس لینا ممکن نہ ہو ۔

(۱۰۱) اگر وصی سے نائب مقرر کرنے سے پہلے مال ضائع ہو جائے اور پتہ نہ چلے کہ ولی سے لاپرواہی ہوئی ہے یا نہیں تو وصی سے اس مال کے بدلے مال لینا جائز نہیں ہے ۔

(۱۰۲) اگر مرنے والا حج الاسلام کے علاوہ کسی حج کے لیے مال معین کی وصیت کرے اور احتمال ہو کہ یہ مال معین ایک تہائی

مال سے زیادہ ہے تو اس مقدار مال کو ورثاء کی اجازت کے بغیر صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

نیابت کے احکام

(۱۰۳) حج کے لیے نائب میں چند شرائط کا ہونا معتبر ہے۔

(۱) بلوغ، نابالغ بچے کا کسی دوسرے کے لیے حج الاسلام یا کوئی دوسرا واجب حج کرانا کافی نہیں ہے۔ بلکہ بنابر احوط ممیز بچہ کا (یعنی اچھے برے کی تمیز رکھنے والا) بھی یہی حکم ہے لیکن مستحبی حج میں بعید نہیں کہ ولی کی اجازت سے ممیز بچہ کا نائب بننا صحیح ہو۔

(۲) عقل، دیوانے شخص کو نائب بنانا کافی نہیں ہے چاہے

دیوانگی مستقل ہو یا کبھی کبھی اس کا دورہ پڑتا ہو اور وہ دورے کی حالت میں حج کرے البتہ سفیہ کو نائب بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳) ایمان، ائمہ کی امامت کے منکر غیر مومن کو نائب بنانا کافی نہیں ہے اور اگر وہ ہمارے مذہب کے مطابق حج کرے تب بھی بنابر احوط کافی نہیں ہے۔

(۴) فارغ الذمہ، یعنی نائب جانتا ہو کہ جس سال اس نے نیابت کا حج انجام دینا ہے اس سال اس کے ذمہ کوئی اور واجب حج نہیں ہے یا اس سے غافل نہیں ہو لیکن اگر وجوب کو نہ جانتا ہو یا اس سے غافل ہو تو ایسے شخص کو نائب بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ شرط اجارہ کے صحیح ہونے کی شرط ہے نہ کہ نائب کا حج صحیح ہونے کی۔

لہذا اس صورت میں جب کہ نائب پر حج واجب ہو اور وہ کسی کی طرف سے حج کرے تو جس کا حج کرے گا وہ بری الذمہ ہو جائے گا لیکن نائب طے شدہ اجرت کی بجائے معمول کے مطابق اجرت کا مستحق ہوگا۔

(۱۰۴) نائب میں عدالت کی بجائے حج انجام دینے کے بارے میں منوب عنہ (جس کی نیابت میں حج کر رہا ہے) کا مطمئن ہونا معتبر ہے ناقابل اطمئنان نائب کا حج انجام دینے کے بارے میں خبر کو کافی سمجھنے میں اشکال ہے۔

(۱۰۵) منوب عنہ (جس کی طرف سے حج کر رہا ہے) کا بری الذمہ ہونے کے لیے نائب کا صحیح طرح سے حج کرنا معتبر ہے لہذا نائب کیلیے ضروری ہے کہ وہ اعمال و احکام حج کو صحیح طرح سے جانتا ہو یا کسی دوسرے شخص کی راہنمائی سے اعمال حج کی

ادائیگی کے وقت ہی جان لے جب شک ہو کہ نائب اعمال حج کو صحیح طرح سے بجا لایا ہے یا نہیں چاہے یہ شک اس وجہ سے ہو کہ خود نائب کا اعمال حج کو صحیح طرح سے جاننا مشکوک ہو تو بعید نہیں کہ حج کو صحیح سمجھا جائے۔

(۱۰۶) ممیز بچے کی نیابت کی جا سکتی ہے جس طرح دیوانہ شخص کی، بلکہ دیوانہ شخص کو اگر دیوانگی کا دورہ کبھی کبھی پڑتا ہو اور معلوم ہو کہ ہمشیہ ایام حج میں دیوانگی کا دورہ پڑتا ہے تو صحت کی حالت میں نائب بنانا واجب ہے۔ اسی طرح اس صورت میں بھی بنانا واجب ہوگا جب صحتمندی کی حالت میں حج اس پر واجب ہو چکا ہو چاہے مرتے وقت دیوانگی کی حالت میں ہو۔

(۱۰۷) نائب اور منوب عنہ کا ایک جنس ہونا ضروری نہیں ہے۔ لہذا عورت کی طرف سے مرد اور مرد کی طرف سے عورت

کا نائب بننا صحیح ہے۔

(۱۰۸) صرورہ (جو پہلی مرتبہ حج کر رہا ہو) غیر صرورہ اور صرورہ دونوں کی طرف سے نائب بن سکتا ہے چاہے نائب یا منوب عنہ مرد ہو یا عورت کہا گیا ہے کہ صرورہ کو نائب بنانا مکروہ ہے لیکن یہ کراہت ثابت نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کے لیے جو مالی استطاعت کے باوجود خود حج نہ کرستا ہو بعید نہیں ہے کہ صرورہ کو نائب بنانا اولی اور بہتر ہو، جیسا کہ وہ شخص جس پر حج واجب اور ثابت ہو چکا ہو اور وہ مرجائے تو اولی اور بہت یہ ہے کہ صرورہ کو اس کی طرف سے نائب بنایا جائے۔

(۱۰۹) منوب عنہ کا مسلمان ہونا شرط ہے لہذا کافر کی طرف سے نیابت صحیح نہیں ہے اگر کافر حالت استطاعت میں مر جائے اور اس کے وارث مسلمان ہوں تو ان پر واجب نہیں

ہے کہ اس کی طرف سے حج کرائیں۔ اسی طرح اگر ناصبی ہو تو اس کی نیابت بھی جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ ناصبی، باپ ہو، باپ کے علاوہ باقی رشتہ داروں کی جانب سے نائب بنانے میں اشکال ہے۔ لیکن حج انجام دے کر اس کا ثواب ان کو ہدیہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۱۰) زندہ شخص کے مستحبی حج میں نیابت کی جا سکتی ہے چاہے اجرت لے کر ہو یا بغیر اجرت کے۔ اسی طرح اگر واجب حج ہو اور خود انجام دینے سے معذور ہو تو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے نائب بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ زندہ شخص کی نیابت جائز نہیں ہے مردہ شخص کی طرف سے ہر حالت میں نیابت جائز ہے چاہے اجرت لے کر ہو یا بغیر اجرت کے چاہے، واجب حج ہو یا مستحب۔

(۱۱۱) نیابت کے صحیح ہونے میں نیابت کا قصد ضروری ہے یعنی منوب عنہ کو کسی بھی طرح سے مشخص و معین کرے البتہ نام لے کر معین کرنا ضروری نہیں ہے تاہم تمام مواطن و موافق میں ایسا کرنا مستحب ہے۔

(۱۱۲) جس طرح کسی کا نیابتی حج اجرت لے کر یا مفت انجام دینا صحیح ہے اسی طرح جعالہ یا کسی عقد و معاملہ میں شرط کرنے یا کسی اور طرح سے بھی نیابت صحیح ہے۔

(۱۱۳) ظاہر ہے کہ نائب کی شخصیت اسی شخص کی طرح ہے جو خود اپنا حج کر رہا ہو مگر بعض اعمال حج کو بالکل مقررہ طریقے سے صحیح طور پر انجام نہ دے سکتا ہو۔ لہذا نائب کا حج بعض موقعوں پر صحیح ہوگا اور منوب عنہ بری الذمہ ہوگا جبکہ دوسرے موارد میں باطل ہوگا۔ لہذا اگر عرفات میں وقوف اختیاری سے عاجز

ہو اور وقوف اضطراری انجام دے تو اس کا حج صحیح ہوگا اور منوب عنہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ لیکن اگر دونوں وقوف سے عاجز ہو تو اس کا حج باطل ہے اور ایسے شخص کو نائب بنانا جس کے بارے میں پہلے سے معلوم ہو کہ یہ عمل اختیاری انجام نہ دے سکے گا احتیاط کی بنا پر جائز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بلا معاوضہ بھی اگر کسی کی طرف سے حج کرے تو اس کے عمل پر اکتفا کرنا مشکل ہے۔ البتہ ایسے شخص کو نائب بنانے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ محرمات احرام مثلا سائے میں رہنا یا کوئی اور حرام کام میں سے کسی کا مرتکب ہوگا چاہے عذر کی وجہ سے یا بغیر کسی عذر کے اسی طرح اس شخص کو بھی نائب بنانے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں معلوم ہو کہ ایسے واجبات حج کو چھوڑ دے گا جن کی وجہ سے

حج کی صحت پر ضرر نہیں پہنچتا، چاہے انہیں جان بوجھ کر چھوڑا جائے مثلا طواف النساء یا گیارہویں اور بارہویں شب کو منی میں رہنا۔

(۱۱۴) اگر نائب احرام باندھنے سے پہلے مر جائے تو منوب عنہ بری الذمہ نہی ہوگا۔ لہذا اگر نائب بنانا ضروری ہے تو کسی اور شخص کو نائب بنایا جائے۔ لیکن احرام باندھنے اور حرم میں جانے کے بعد مرا ہو تو احوط یہ ہے کہ منوب عنہ بری الذمہ ہو جائے گا اور اس حکم میں حج الاسلام اور دوسرے حج برابر ہیں لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب نائب اجرت لے کر حج پر گیا ہو اور اگر اجرت کے بغیر حج کر رہا ہو تو پھر منوب عنہ کا بری الذمہ ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے۔

(۱۱۵) اگر اجیر احرام باندھنے اور حرم میں داخل ہونے کے بعد

مر جائے جبکہ میت کو بری الذمہ کرنے کے لیے نائب بنایا ہو تو یہ اجیر پوری اجرت کا مستحق ہوگا لیکن اگر اسے اعمال حج انجام دینے کے لیے نائب و اجیر بنایا ہو اور اجارہ میں ایک سے زیادہ چیزوں کو مدنظر رکھا گیا ہو۔ (یعنی دو مقاصد ہوں ایک تو ذمہ سے بری ہو جائے اور دوسرا اعمال انجام پائیں) تو پھر جتنے اعمال انجام دیے ہوں ان کی نسبت سے اجرت کا مستحق ہوگا۔ (مثلا ایک تہائی اعمال انجام دیے ہوں تو ایک تہائی اجرت کا مستحق ہوگا) لیکن اگر اجیر (نائب) احرام سے پہلے مر جائے تو اجرت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ اگر عمل کے مقدمات بھی اجارہ (معاملہ) میں داخل ہوں یعنی اجارہ سے دو چیزیں مقصود ہوں ایک اعمال انجام پانا اور دوسرا مقدمات انجام پانا تو اس وقت جتنی مقدار کو انجام دیا ہو اتنی اجرت کا مستحق

ہوگا۔

(۱۱۶) اگر کسی کو شہر سے حج کرنے کے لیے اجیر بنایا جائے اور راستہ معین نہ کیا جائے تو اجیر کو اختیار ہے کہ جس راستے سے چاہے جائے اور اگر راستہ معین کیا گیا ہو تو خلاف ورزی جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر اجیر خلاف ورزی کرکے اعمال حج انجام دے اور راستہ اجارہ میں شرط نہ ہو اور اجارہ کا حصہ ہو تو اجیر پوری اجرت کا مستحق ہوگا اگر راستہ کو اعمال حج کا جز سمجھ کر اجارہ کیا ہو تو اس وقت نائب بنانے والے کو حق حاصل ہوگا اور فسخ کرنے کی صورت میں اجیر ان اعمال کی جن کو انجام دے چکا ہو معمول کے مطابق اجرت لے گا نہ کہ راستہ طے کرنے کی اجرت اور اگر معاملہ ختم نہ کرے تو پھر پوری طے شدہ اجرت کا مستحق ہوگا۔ لیکن نائب بنانے والے کو اجیر سے طے

شدہ راستے سے نہ جانے کی صورت میں بقایاجات واپس لینے کا حق حاصل ہے۔

(۱۱۷) اگر کوئی معین سال میں کسی کا حج خود انجام دینے کے لیے نائب بنے تو اسی سال میں دوسرے شخص کا حج خود انجام دینے کے لیے نائب نہیں بن سکتا۔ لیکن اگر دونوں اجاروں کے سال جدا ہوں یا کسی ایک میں یا دونوں میں خود انجام دینے کی شرط نہ ہو تو دونوں اجارے صحیح ہوں گے۔

(۱۱۸) جو شخص کسی معین سال میں کسی کا حج انجام دینے کیلیے اجیر بنے تو جائز نہیں کہ وہ نائب بنانے والے کی رضامندی کے بغیر اس حج کو معین سال سے پہلے یا بعد میں انجام دے۔ چنانچہ اگر تاخیر کردے تو اگرچہ منوب عنہ (جس کی جانب سے حج کیا ہو) بری الذمہ ہو جائے گا لیکن نائب بنانے والے کو معاملہ ختم

کرنے کا حق ہوگا۔ یعنی اجارہ ختم کرنے کی صورت میں اجیر کسی اجرت کا حقدار نہیں ہوگا اور یہ اسی صورت میں ہے کہ جب اجارہ معین شدہ سال میں حج کرنے کا ہو۔ لیکن اگر اجارہ تو حج کرنے کا ہو اور سال محض شرط ہو تو نائب معمول کے مطابق اجرت کا مستحق ہوگا۔ بلکہ اجارہ ختم نہ کرنے کی صورت میں اجیر طے شدہ اجرت کا مستحق ہوگا۔ اس کے برعکس اگر اجارہ معین شدہ سال میں حج کرنے کا ہو اور اجیر اس کی خلاف ورزی کرے تو اس نتیجہ میں بچنے والی رقم کا مطالبہ کرنیکا حق نائب بنانے والے کو حاصل ہے۔

اسی طرح اگر اجیر حج کو معین سال سے پہلے انجام دے دے اور جس حج کے لیے اجارہ کیا ہو وہ حج الاسلام ہو تو منوب عنہ فارغ الذمہ ہو جائے گا اگرچہ اجیر نے معینہ سال سے پہلے انجام

دیا ہو تو اب چونکہ منوب عنہ تو فارغ الذمہ ہو گیا ہے لہذا معین شدہ سال میں حج انجام دینا ممکن ہی نہیں تو اجرت سے متعلق حکم وہ ہے جو قبل ازیں تاخیر کی صورت میں ہو چکا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو یعنی مستحب حج انجام دینے کے لیے اجیر بنایا گیا ہو کہ مثلا آئندہ سال حج انجام دے اور اجیر اسی سال انجام دیدے تو اگر اجارہ معین شدہ سال میں حج کرنیکا ہو تو اجیر اجرت کا مستحق نہیں ہوگا بلکہ واجب ہے کہ حج معینہ شدہ سال میں انجام دے اور اگر اجارہ میں سال محض شرط ہو تو بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ اجر نے اس شرط کو ختم نہ کیا ہو اور اگر کر دیا ہو تو پھر اجیر طے شدہ قیمت کا مستحق ہوگا۔

(۱۱۹) اگر اجیر دشمن کے روکنے یا بیماری کی وجہ سے اعمال حج انجام نہ دے سکے تو اس کا حکم خود اپنا حج انجام دینے والے

انسان کی طرح ہے جو دشمن یا بیماری کی وجہ سے اپنا حج انجام نہ دے سکے جس کی تفصیل آگے آئے بیان ہوگی۔ لہذا اگر حج کا اجارہ اسی سال کے لیے مقید ہو تو اجارہ فسخ ہو جائے گا اور اگر اسی سال سے مقید نہ ہو تو حج اس کے ذمہ باقی رہے گا۔ لیکن اگر سال کا یقین شرط کی صورت میں ہو تو امیر بنانے والے کو خیار تخلف (شرط کی خلاف ورزی کی بنا پر اختیار) حاصل ہو جائے گا۔

(۱۲۰) اگر نائب کوئی ایسا کام انجام دے جس کی وجہ سے کفارہ واجب ہوتا ہو تو کفارہ اپنے مال سے ادا کرے گا۔ چاہے پیسے لے کر نائب بنا ہو یا بغیر پیسوں کے۔

(۱۲۱) اگر کسی کو حج کے لیے معین اجرت پر نائب بنایا جائے اور اجرت حج کے اخراجات سے کم نکلے تو اجیر پر اجرت پوری

کرنا واجب نہیں ہے، اسی طرح حج کے اخراجات سے زیادہ نکلے تو واپس لینے کا حق بھی نہیں رکھتا۔

(۱۲۲) اگر کسی کو واجب یا مستحب حج کے لیے نائب بنایا جائے اور نائب اپنے حج کو مشعر سے پہلے جماع کے ذریعے فاسد کر دے تو اس پر واجب ہے کہ حج کو مکمل کرے اور اس حج سے منوب عنہ بری الذمہ ہو جائے گا لیکن نائب پر واجب ہو جائے گا کہ آئندہ سال حج کرے اور ایک اونٹ کفارہ بھی دے۔ تاہم ظاہر یہ ہے کہ اجیر اجرت کا مستحق ہوگا چاہے آئندہ سال عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر کے حج نہ بھی کرے۔ بلا معاوضہ حج کرنے والے کا بھی یہی حکم ہے۔ فرق صرف یہی ہے کہ مستحق اجرت نہیں ہے۔

(۱۲۳) ظاہر یہ ہے کہ اجیر حج انجام دینے سے پہلے اجرت کا تقاضا

کرنیکا حق رکھتا ہے چاہے حج سے پہلے اجرت دینے کی شرط واضح نہ بھی کی ہو اس لیے کہ اس شرط پر قرینہ موجود ہے اور وہ یہ کہ عام طور پر اجرت پہلے دی جاتی ہے کیونکہ اجیر کے لیے اجرت لینے سے پہلے حج پر جانا اور عمل بجا لانا ممکن نہیں ہوتا۔

(۱۲۴) اگر کوئی خود حج کرنے کے لیے نائب بنے تو اسے حق نہیں ہے کہ نائب بنانے والے کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو نائب بنائے لیکن اگر اجارہ کے ذریعے عمل اپنے ذمہ لے اور خود انجام دینے کی شرط نہ کرے تو پھر اس کے لیے جائز ہے کہ اس حج کے لیے کسی دوسرے کو نائب بنائے۔

(۱۲۵) اگر کسی کو وسیع وقت میں حج تمتع کے لیے نائب بنایا جائے اور اتفاقا وقت تنگ ہو جائے اور نائب حج عمرہ کو حج افراد سے بدل کر حج افراد انجام دے اور بعد میں عمرہ مفردہ انجام دے

تو منوب عنہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ اور اگر اجارہ عمرہ تمتع اور حج تمتع کے اعمال انجام دینے کا ہو تو نائب اجرت کا مستحق نہیں ہوگا لیکن منوب عنہ کو بری الذمہ کرنے کا ہو تو مستحق ہوگا۔

(۱۲۶) مستحبی حج میں ایک شخص کئی افراد کا نائب بن سکتا ہے لیکن واجب حج میں ایک شخص ایک یا دو سے زیادہ کا نائب نہیں بن سکتا سوائے اس صورت کے کہ جب دو یا دو سے زیادہ افراد پر حج مشترک طور پر واجب ہوا ہو مثلا دو افراد منت مانیں کہ اگر ہمارا کام ہو گیا تو ہم مل کر کسی کو حج پر بھیجیں گے، اس صورت میں دونوں کے لیے اپنی جانب سے ایک شخص کو حج پر بھیجیں گے، اس صورت میں دونوں کیلیے اپنی جانب سے ایک شخص کو نائب بنا کر بھیجنا جائز ہے۔

(۱۲۷) مستحب حج میں کئی افراد ایک ہی شخص کی نیابت کر سکتے ہیں چاہے منوب عنہ زندہ ہو یا مردہ اور چاہے نائب اجرت لے کر حج کر رہا ہو یا بغیر اجرت کے۔ اسی طرح واجب حج میں بھی ایک شخص پر متعدد حج واجب ہوں۔ مثلا کسی زندہ یا مردہ شخص پر دو حج واجب ہوں اور دونوں نذر سے واجب ہوئے ہوں یا مثلا ایک حج الاسلام ہو اور دوسرا نذر سے واجب ہوا ہے تو کئی افراد ایک شخص کی نیابت کرنا جایز ہے یعنی ایک کو حج الاسلام کے لیے دوسرے کو دوسرے حج کے لیے بنایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص کی جانب سے دو افراد کو ایک کو واجب حج کیلیے اور دوسرے کو مستحب حج کے لیے نائب بنانا جائز ہے۔ بلکہ بعید نہیں ہے کہ اس احتمال کی بنا پر کہ ایک شخص کا حج ناقص ہو سکتا ہے احتیاط کی خاطر ایک شخص کی طرف سے ایک واجب

حج کیلیے دو نائب بنانا جائز ہو۔

(۱۲۸) طواف فی نفسہ مستحب ہے لہذا طواف میں جائز ہے کہ مرنے والے کی طرف سے نیابت کی جائے اسی طرح اگر زندہ (منوب عنہ) مکہ میں نہ ہو یا مکہ میں ہو لیکن خود طواف نہ کر سکتا ہو تو اس کی طرف سے بھی نیابت کرنا جائز ہے۔

(۱۲۹) نائب نیابتی حج کے اعمال سے فارغ ہونے کے بعد اپنی جانب سے یا کسی اور جانب سے عمرہ مفردہ کر سکتا ہے جس طرح کہ اپنی یا کسی اور کی جانب سے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مستحب حج

(۱۳۰) جس شخص کے لیے حج کرنا ممکن ہو اسے چاہیے کہ وہ حج کرے چاہے وہ استطاعت نہ بھی رکھتا ہو یا حج الاسلام انجام دے چکا ہو۔ بلکہ اگر ممکن ہو تو ہر سال حج کرنا مستحب ہے۔

(۱۳۱) مناسب ہے کہ مکہ سے آتے وقت دوبارہ حج کے لیے آنے کی نیت ہو، بلکہ بعض رویات میں وارد ہے نہ آنے کی نیت کرنا موت کو قریب کرتا ہے۔

(۱۳۲) مستحب ہے کہ جس میں استطاعت نہ ہو اسے حج کرایا جائے۔جس طرح حج کے لیے قرض کرنا مستحب ہے جب ادا

کرنے کا اطمینان ہو اسی طرح حج میں زیادہ خرچ کرنا بھی مستحب ہے۔

(۱۳۳) فقیر کے لیے جائز ہے کہ جب اس کو سہم فقراء میں سے زکات دی جائے تو اس کو مستحب حج پر خرچ کرے۔

(۱۳۴) شادی شدہ عورت کے لیے مستحب حج کی لیے شوہر کی اجازت ضروری ہے۔ طلاق رجعی کی عدت گزارنے والے کے لیے بھی یہی حکم ہے لیکن طلاق نائب والی عورت کے لیے شوہر کی اجازت معتبر نہیں ہے۔ اور جس عورت کا شوہر مرگیا ہو اس کے لیے عدہ وفات میں حج کرنا جائز ہے۔

عمرہ کی اقسام

(۱۳۵) عمرہ بھی حج کی طرح کبھی واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب اور عمرہ یا مفردہ ہوتا ہے یا تمتع۔

(۱۳۶) حج کی طرح عمرہ بھی ہر صاحب شرائط مستطیع پر واجب ہے اور حج کی طرح واجب فوری ہے لہذا عمرہ کی استطاعت رکھنے والے پر چاہے وہ حج کی استطاعت نہ بھی رکھتا ہو عمرہ واجب ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ جس کا فریضہ حج تمتع ہو اور اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو بلکہ عمرہ مفردہ کی استطاعت رکھتا ہو تو اس پر عمرہ مفردہ واجب نہیں ہے لہذا ایسے شخص کے مال سے

عمرہ مفردہ کے لیے نائب بنانا جو مستطیع ہوگیا ہو اور ایام حج سے پہلے مرجائے واجب نہیں ہے۔ اسی طرح حج کے لیے اجیر بننے والے پر حج نیابتی کے اعمال سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ مفردہ انجام دینا واجب نہیں ہے اگرچہ عمرہ کی استطاعت رکھتا ہو۔ لیکن مناسب ہے کہ ان موارد میں احتیاط کو ترک نہ کرے اسی طرح وہ شخص جو حج تمتع کرے تو یقینا اس پر عمرہ مفردہ واجب نہیں ہے۔

(۱۳۷) سال کے ہر مہینے میں عمرہ مفردہ کرنا مستحب ہے اور دو عمروں کے درمیاں تیس دن کا وقفہ ضروری نہیں ہے۔ لہذا ایک ماہ کے آخر اور دوسرے ماہ کے اول میں عمرہ کرنا جائز ہے ایک مہینے میں دو عمرے کرنا چاہے اپنی طرف سے یا کسی اور کی طرف سے جائز نہیں ہے۔ تاہم دوسرا عمرہ رجاء انجام دینے میں

کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ایک عمرہ اپنے لیے اور دوسرا عمرہ کسی اور کی طرف سے یا دونوں عمرے دو مختلف افراد کی طرف سے ہوں تو پھر ایک ماہ میں دو عمرے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عمرہ مفردہ اور عمرہ تمتع کے درمیان تیس دن فاصلہ ہونے کی شرط میں اشکال ہے۔ وہ شخص جو ذی الحجہ میں عمرہ تمتع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کہ اعمال حج کے بعد عمرہ مفردہ انجام دے گا تو اس کے لیے احوط یہ ہے کہ عمرہ کو ماہ محرم تک تاخیر کرے۔ اسی طرح وہ شخص جو عمرہ مفردہ شوال میں کرے اور ارادہ رکھتا ہو کہ اس کے بعد عمرہ تمتع انجام دے گا، اس کے لیے احوط یہ ہے کہ عمرہ اسی مہینے میں انجام نہ دے۔ عمرہ مفردہ کو عمرہ تمتع اور حج تمتع کے درمیان انجام دینے میں ظاہر یہ ہے کہ عمرہ تمتع باطل ہو جاتا ہے لہذا عمرہ تمتع دوبارہ کرنا ضروری ہے۔

لیکن اگر حج کے لیے یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) تک مکہ میں رہے تو جو اس وقت عمرہ مفردہ انجام دے چکا ہے وہ عمرہ تمتع شمار ہوگا اور اس کے بعد حج تمتع کرے۔

(۱۳۸) جس طرح عمرہ مفردہ استطاعت کی وجہ سے واجب ہو جاتا ہے اسی طرح نذر، قسم اور عہد وغیرہ بھی واجب جاتا ہے۔

(۱۳۹) ذیل میں چند چیزوں کے علاوہ عمرہ مفردہ اور عمرہ تمتع کے اعمال مشترک ہیں جن کی تفصیل آگے آئیگی۔

۱۔ عمرہ مفردہ میں طواف النساء واجب ہے جب کہ عمرہ تمتع میں واجب نہیں ہے۔

۲۔ عمرہ تمتع صرف حج کے مہینوں میں انجام دیا جا سکتا ہے جو شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ ہیں جب کہ عمرہ مفردہ کو سال کے

کسی مہینہ میں انجام دیا جاسکتا ہے تاہم ماہ رجب میں فضیلت ہے۔

۳۔ عمرہ تمتع کے احرام سے باہر آنا صرف تقصیر (کچھ بال کٹوانا) پر منحصر ہے جب کہ عمرہ مفردہ کے احرام سے تقصیر سے بھی باہر آسکتے ہیں اور حلق (بال منڈوانے) سے بھی تاہم حلق افضل ہے یہ حکم مردوں کے لیے ہے جب کہ عورتوں کے لیے تقصیر معین ہے چاہے عمرہ تمتع کے احرام سے باہر آنا ہو یا عمرہ مفردہ کے۔

۴۔ عمرہ تمتع اورحج تمتع ایک ہی سال میں انجام دینا واجب ہے جس کی تفصیل آئیگی۔ جبکہ عمرہ مفردہ میں یہ واجب نہیں ہے۔ لہذا جس شخص پرحج افراد و عمرہ مفردہ واجب ہو وہ ایک سال میں حج اور دوسرے سال میں عمرہ کر سکتا ہے۔

۵۔ اگر کوئی شخص عمرہ مفردہ میں سعی سے پہلے حجامت کر لے تو بغیر اشکال کے اس کا عمل باطل ہوجائیگا اور دوبارہ انجام دینا واجب ہوگا یعنی آئندہ ماہ تک مکہ میں رکے اور پھر سے عمرہ کرے، جب کہ عمرہ تمتع میں اگر سعی سے پہلے جماع کرے تو اس کا حکم جدا ہے جیسا کہ مسئلہ ۲۲۰ میں آئے گا۔

(۱۴۰) عمرہ مفردہ کے لیے احرام ان ہی میقاتوں سے باندھنا واجب ہے جہاں سے عمرہ تمتع کا احرام باندھا جاتا ہے میقات کا بیان آگے آئیگا۔ لیکن اگر مکلف مکہ میں ہو اور عمرہ مفردہ کا ارادہ کرے تو اس کے لیے جائز ہے کہ حرم سے باہر نزدیک ترین مقام مثلا حدیبیہ، جعرانہ یا تنعیم سے احرام باندھے اس کے لیے میقات جاکر احرام باندھنا واجب نہیں ہے تاہم جس شخص نے اپنا عمرہ مفردہ سعی سے پہلے جماع کی وجہ سے باطل کر دیا ہو

اسے کسی ایک میقات پر جا کر احرام باندھنا پڑیگا اور احوط یہ ہے کہ حرم سے باہر نزدیک ترین مقام سے احرام باندھنا کافی نہیں ہوگا جیسا کہ مسئلہ ۲۲۳ میں تفصیلا آئے گا۔

(۱۴۱) مکہ میں بلکہ حرم میں بھی بغیر احرام کے داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ لہذا اگر کوئی حج کے مہینوں (شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ) کے علاوہ کسی مہینے میں داخل ہونا چاہے تو اس پر واجب ہے کہ عمرہ مفردہ کا احرام باندھے۔ سوائے ان لوگوں کے جو مسلسل کام کے لیے آتے جاتے ہیں۔ مثل لکڑہارا اور چرواہا وغیرہ۔ اسی طرح ایسے لوگ جو عمرہ تمتع، حج تمتع یا عمرہ مفردہ انجام دے کر مکہ سے باہر جائیں، ان کے لیے اسی مہینہ میں احرام کے بغیر مکہ میں جانا جائز ہے۔ عمرہ تمتع کے بعد اور حج تمتع سے پہلے مکہ سے باہر آنے والوں کا حکم مسئلہ ۱۵۳ میں آئے گا۔

(۱۴۲) جو شخص حج کے مہینوں (شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ) میں عمرہ مفردہ انجام دے اور یوم ترویہ (۸ذی الحجہ) تک مکہ میں رہے اور حج کا قصد کرے تو اس کا عمرہ، عمرہ تمتع شمار ہوگا لہذا وہ حج تمتع کرے اس حکم میں واجب اور مستحب حج کا فرق نہیں۔

حج کی قسمیں

(۱۴۳) حج کی تین قسمیں ہیں۔ تمتع، افراد اور قران۔ حج تمتع ان افراد کا فریضہ ہے جن کے وطن اور مکہ کے درمیان سولہ فرسخ سے زیادہ فاصلہ ہو جبکہ افراد و قران مکہ کے رہنے والوں اور ان لوگوں کا فریضہ ہے جن کے وطن اور مکہ میں سولہ فرسخ سے کم

فاصلہ ہو۔

(۱۴۴) جن کا فریضہ حج تمتع ہو ان کے لیے حج افراد و قران اور اسی طرح جن کا فریضہ قران و افراد ہو ان کے لیے حج تمتع کافی نہیں ہے لیکن کبھی کبھی حج تمتع والے کا فریضہ تبدیل ہو کر حج افراد ہو جاتا ہے جس کا ذکر آگے آئیگا اور یہ حکم حج الاسلام کا ہے جب کہ مستحب حج نذر کردہ اور وصیت کردہ وہ حج جن کی قسم معین نہ کی ہو تو دور والوں اور قریب والوں کو تینوں اقسام حج میں اختیار ہے اگرچہ حج تمتع افضل ہے۔

(۱۴۵) دور کا رہنے والا اگر مکہ میں رہائش اختیار کر لے تو جب وہ تیسرے سال میں داخل ہوگا فریضہ تمتع سے تبدیل ہو کر افرادیا قران ہو جائے گا۔ لیکن تیسرے سال میں داخل ہونے سے پہلے اس پر حج تمتع واجب ہوگا اور اس حکم میں اس سے فرق نہیں

پڑتا کہ وہ مکہ میں رہائش سے پہلے مستطیع ہوا ہے اور حج اس پر واجب ہوا ہے یا رہائش کے دوران مستطیع ہوا ہے اور حج اس پر واجب ہوا ہے اسی طرح اس سے بھی فرق نہیں پڑتا کہ مکہ کو وطن قرار دے کر یا قرار نہ دے کر رہائش اختیار کرے اور یہی حکم ان افراد کیلیے بھی ہے جو مکہ کے اطراف سولہ فرسخ میں رہائش اختیار کریں۔

(۱۴۶) اگر کوئی شخص مکہ میں رہائش اختیار کرے اور اپنا فریضہ تبدیل ہونے سے پہلے حج تمتع کرنے کا ارادہ کرے تو کہا گیا ہے اس کے لیے حرم سے باہر قریب ترین مقام سے احرام باندھنا جائز ہے لیکن یہ قول اشکال سے خالی نہیں ہے اور احوط یہ ہے کہ وہ کسی میقات پر جاکر احرام باندھے، بلکہ احوط یہ ہے کہ ان شہر والوں کے میقات پر جائے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم ہر اس

شخص کا ہے جو مکہ میں ہو اور حج تمتع کا ارادہ کرنا چاہے حج مستحب ہی ہو۔

۱۔ حج تمتع۔

(۱۴۷) یہ حج دو عبادتوں حج اور عمرہ سے مل کر بنتا ہے۔ کبھی کبھی صرف حج کو حج تمتع کہتے ہیں حج تمتع میں عمرہ تمتع کو پہلے انجام دینا واجب ہے۔

(۱۴۸) عمرہ تمتع میں پانچ چیزیں واجب ہیں۔

۱۔ کسی ایک میقات سے احرام باندھنا جس کی تفصیل آگے آئیگی۔

۲۔ خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنا۔

۳۔ نماز طواف

۴۔ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

۵۔ تقصیر۔ یعنی سر، داڑھی یا مونچھوں کے کچھ بال کٹوانا۔

جب حاجی تقصیر انجام دیدے تو احرام سے فارغ ہو جاتا ہے لہذا احرام کی وہ چیزیں جو اس پر حرام ہوئی تھیں وہ اس پر حلال ہو جائیں گی۔

(۱۴۹) مکلف پر واجب ہے کہ نویں ذی الحجہ کے نزدیک ہونے پر خود کو اعمال حج کے لیے تیار کرے۔

واجبات حج تیرہ ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ مکہ سے احرام باندھنا جس کی تفصیل آگے آئیگی۔

۲۔ وقوف عرفات یعنی نویں ذی الحجہ کے دن زوال آفتاب کے بعد غسل اور ظہر و عصر کی اکٹھی نماز ادا کرنے کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک عرفات کے مقام پر قیام کرے۔ عرفات مکہ سے چار فرسخ کے فاصلے پر ہے۔

۳۔ وقوف مزدلفہ یعنی شب عید قربان کے کچھ حصے سے طلوع آفتاب سے کچھ پہلے تک مزدلفہ (مشعر) میں قیام کرنا۔ مزدلفہ عرفات و مکہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

۴۔ رمی جمرہ عقبہ (کنکر مارنا) عید قربان کے دن منی کے مقام پر رمی کرنا، منی مکہ سے تقریبا ایک فرسخ کے فاصلے پر ہے

۵۔ عید کے دن یا ایام تشریق (۱۳،۱۲،۱۱ ذی الحجہ) میں منی کے مقام قربانی کرنا۔

۶۔ سر منڈوانا یا سر، داڑھی یا مونچھوں کے کچھ بال کاٹنا (حلق یا تقصیر) اور اس کے بعد احرام کی وجہ سے حرام ہونے والی چیزیں حلال ہو جائیں گی سوائے احتیاط واجب کی بنا پر عورت، خوشبو اور شکار کے۔

۷۔ مکہ واپس آنے کے بعد خانہ خدا کی زیارت کا طواف کرنا۔

۸۔ نماز طواف ادا کرنا۔

۹۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ اس عمل کے بعد خوشبو بھی حلال ہو جائے گی ۔

۱۰۔ طواف النساء ۔

۱۱۔ نماز طواف النساء۔ اس عمل کے بعد عورت (بیوی) بھی حلال ہوجائیگی ۔

۱۲۔ گیارہ اور بارہ کی رات منی میں گزارنا بلکہ بعض صورتوں میں تیرھویں کی شب بھی منی میں گزارنا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

۱۳۔ رمی جمرات گیارہ اور بارہ کو دن کے وقت تینوں جمرات (اولی، وسطی اور عقبہ) کو کنکریاں مارنا بلکہ اظہر یہ ہے کہ جو شخص تیرھویں رات منی میں گزارے وہ تیرھویں کے دن بھی

رمی کرے۔ (۱۵۰) حج تمتع میں ذیل میں درج چیزیں شرط ہیں:

۱۔ نیت۔ یعنی حج تمتع کو ادا کرنے کی نیت کرے لہذا اگر کسی دوسرے حج کی نیت کرے یا نیت میں تردد کرے تو یہ حج صحیح نہیں ہوگا۔

۲۔ عمرہ اور حج دونوں کو حج کے مہینوں (شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ) میں انجام دے لہذا اگر عمرہ کا ایک حصہ شوال سے پہلے انجام دے تو عمرہ صحیح نہیں ہوگا۔

۳۔ عمرہ اور حج ایک ہی سال میں انجام دینا ضروری ہے لہذا اگر ایک سال عمرہ تنتع اور دوسرے سال حج تمتع انجام دے تو حج تمتع صحیح نہ ہوگا اس سے فرق نہیں پڑتا کہ اگلے سال تک مکہ میں قیام کرے یا عمرہ کے بعد وطن واپس لوٹ جائے اور دوبارہ آئے اور اس سے بھی فرق نہیں پڑتا کہ عمرہ کے بعد، تقصیر کے

بعد احرام کھول دے یا آئندہ سال تک حالت احرام میں باقی رہے۔

۴۔ حالت اختیار میں حج کا احرام شہر مکہ سے باندھے اور بہترین مقام مسجد الحرام ہے لیکن اگر کسی وجہ سے مکہ سے حرام نہ باندھ سکے تو جہاں سے ممکن ہو وہاں سے باندھ لے۔

۵۔ ایک شخص کی طرف سے عمرہ تمتع اور حج تمتع کے تمام اعمال ایک ہی شخص انجام دے سکتا ہے۔ لہذا اگر دو افراد کو اس طرح سے نائب بنایا جائے کہ ایک کو عمرہ تمتع کے لیے اور دوسرے کو حج کے لیے تو یہ صحیح نہیں ہوگا۔ چاہے منوب عنہ زندہ ہو یا مردہ اسی طرح اگر ایک ہی شخص عمرہ وحج دونوں کرے لیکن عمرہ ایک کی جانب سے اور حج دوسرے کی جانب سے تو یہ بھی صحیح نہیں ہوگا۔

(۱۵۱) مکلف کا عمرہ تمتع کے اعمال سے فارغ ہونے کے بعد حج تمتع ادا کیے بغیر مکہ سے نکلنا بنابر احوط جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ اسے کوئی کام ہو چاہے وہ ضروری نہ بھی ہو تا ہم اعمال حج کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو لہذا اسے معلوم ہو کہ وہ مکہ واپس آکر حج کیلیے احرام باندھ سکے گا تو اظہر یہ ہے کہ بغیر احرام کے مکہ سے نکلنا جائز ہے ورنہ حج کے لیے احرام باندھ کر اپنے کام کے لیے جائے اس صورت میں ظاہر یہ ہے کہ اس پر مکہ واپس آنا واجب نہیں ہے بلکہ وہ اپنی جگہ سے ہی عرفات جا سکتا ہے۔ اگر کوئی عمرہ تمتع انجام تو اس کے لیے حالت اختیار میں حج تمتع کو چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ چاہے حج مستحب ہی ہو لیکن اگر حج انجام دینا ممکن نہ ہو تو احوط یہ ہے کہ عمرہ تمتع کو عمرہ مفردہ قرار دے کر طواف النساء انجام دے۔

(۱۵۲) اظہر یہ ہے کہ حج تمتع کرنے والے کیلیے عمرہ کے اعمال مکمل کرنے سے پہلے مکہ سے باہر جانا جائز ہے جبکہ مکہ واپس آنا ممکن ہو اگرچہ احوط یہ ہے کہ نہ جائے۔

(۱۵۳) عمرہ تمتع کے اعمال سے فارغ ہونے کے بعد مکہ سے باہر کسی دوسری جگہ جانا حرام ہے نہ کہ ان نئے محلوں میں جو اب شہر مکہ کا حصہ شمار ہوتے ہیں اور قدیم محلوں کا حکم رکھتے ہیں لہذا حاجی کا عمرہ تمتع کے اعمال سے فارغ ہونے کے بعد ان نئے محلوں میں کسی کام سے یا بغیر کام کے جانا جائز ہے۔

(۱۵۴) جب حاجی عمرہ تمتع کے اعمال سے فارغ ہونے کے بعد بغیر احرام کے مکہ سے باہر جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) جس مہینے میں عمرہ کیا تھا اس کے تمام ہونے سے پہلے اگر مکہ واپس آئے تو ضروری ہے کہ احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہو

اور مکہ سے حج تمتع کا احرام باندھ کر عرفات جائے۔

(۲) جس مہینے میں عمرہ کیا ہو اس کے ختم ہونے کے بعد مکہ واپس آئے تو ضروری ہے کہ مکہ واپس آنے کیلیے عمرہ کا احرام باندھے۔

(۱۵۵) جس شخص کا فریضہ حج تمتع ہو اگر حج افراد یا قران انجام دے تو اس کا فریضہ ساقط نہیں ہوگا اس حکم سے وہ شخص مستثنی ہے جو عمرہ تمتع شروع کرے لیکن پورا کرنے کا وقت باقی نہ رہے۔ اور یہ شخص اپنی نیت کو حج افراد کی طرف پھیر لے اور حج کے بعد عمرہ مفردہ بجا لائے وقت اتنا تنگ ہو جس کی وجہ سے حج افراد کی طرف عدول جائز ہوتا ہے و اس میں فقہاء کا اختلاف ہے اظہر یہ ہے کہ عدول اس وقت واجب ہوگا جب عرفہ کے دن زوال آفتاب سے پہلے عمرہ کے اعمال کو پورا نہ کر

سکتا ہو لیکن اگر زوال آفتاب سے پہلے اعمال کو مکمل کرنا ممکن ہو چاہے یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) میں یا اس کے بعد تو اس صورت میں عدول کا جائز ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے۔

(۱۵۶) وہ شخص جس کا فریضہ حج تمتع ہو اور وہ عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے جانتا ہو کہ وہ عرفات کے دن زوال آفتاب تک عمرہ کے اعمال مکمل نہیں کر سکے گا تو اس کا افراد یا قران کی طرف عدول کرنا کفایت نہیں کرے گا۔ بلکہ اگر حج اس کے ذمہ قرار پائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ آئندہ سال حج تمتع انجام دے۔

(۱۵۷) اگر کوئی وسیع وقت میں حج تمتع کا احرام باندھے لیکن طواف اور سعی میں جان بوجھ کر عرفہ کے دن زوال آفتاب تک تاخیر کرے تو اس کا عمرہ باطل ہوجائیگا اور اظہر یہ ہے کہ حج افراد

کی طرف عدول کرنا کافی نہیں ہوگا اگرچہ احوط یہ ہے کہ رجاء حج افراد کے اعمال انجام دے بلکہ طواف نماز طواف سعی اور حلق یا تقصیر کو عمرہ میں بنابر احوط عمومی نیت (یعنی حج افراد اور عمرہ مفردہ دونوں کو شامل کرنے والی) سے انجام دے۔

۲۔ حج افراد۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حج تمتع کے دو جزہیں ایک عمرہ تمتع اور دوسرا حج۔ اس کا پہلا جزدوسرے جز سے ملا ہوا ہے اور عمرہ، حج پر مقدم کیا جاتا ہے۔ جبکہ حج افراد خود ایک مستقل عمل ہے اور جیسا کہ بتایا جا چکا ہے یہ مکہ اور اس کے اطراف سولہ فرسخ میں رہنے والوں کا فریضہ ہے اور مکلف کو اختیار ہے کہ حج افراد انجام دے یا قران۔ جب مکلف حج افراد کے ساتھ عمرہ مفردہ بھی انجام دے سکتا ہو تو مستقل طور پر عمرہ مفردہ بھی

واجب ہو جائے گا۔ لہذا اگر کوئی حج افراد و عمرہ میں سے کوئی ایک عمل انجام دے سکتا ہو تو صرف وہ عمل واجب ہوگا جو خود انجام دے اور اگر ایک وقت میں ایک عمل کو انجام دے سکتا ہو اور دوسرے وقت میں دوسرے عمل کو تو اس پر واجب ہے کہ ان اوقات میں اپنے فریضہ کو انجام دے۔ اگر ایک ہی وقت میں دونوں کو انجام دینا ممکن ہو تو دونوں کو انجام دینا واجب ہے۔ اس صورت میں فقہاء کے درمیان مشہور ہے کہ حج افراد کو عمرہ مفردہ سے پہلے انجام دے اور یہی احوط ہے۔

(۱۵۸) حج افراد اور حج تمتع کے تمام اعمال درج ذیل چند چیزوں کے علاوہ مشترک ہیں۔

(۱) حج تمتع میں عمرہ اور حج کو حج کے مہینوں (شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ) میں ایک ہی سال میں انجام دینا معتبر ہے جیسا کہ

پہلے بیان ہو چکا ہے جبکہ حج افراد میں واجب نہیں ہے ۔

۲۔ حج تمتع میں قربانی واجب ہے جبکہ افراد میں نہیں ہے۔

۳۔ طواف کو سعی اور وقوف عرفات و مشعر سے پہلے انجام نہ دیا جائے سوائے کسی عذر کے جیسا کہ مسئلہ ۴۱۲ میں آئے گا ۔ جب کہ افراد میں جائز ہے۔

۴۔ حج تمتع کا احرام مکہ سے باندھا جاتا ہے۔ جبکہ افراد کا احرام کسی ایک میقات سے باندھا جاتا ہے ۔ یہ مسئلہ میقات کی بحث میں آئیگا۔

۵۔ عمرہ تمتع کا حج تمتع سے پہلے انجام دینا واجب ہے۔ جبکہ حج افراد میں ایسا نہیں۔

(۱۵۹) مستحب حج کا احرام باندھنے والے کے لیے عمرہ تمتع کی طرف عدول کرنا جائز ہے۔ لہذا اگر وہ تقصیر کرے اور احرام

کھول دے لیکن اگر سعی کے بعد تلبیہ پڑھ چکا ہو تو پھر عمرہ تمتع کی طرف عدول نہیں کر سکتا۔

(۱۶۰) حج افراد کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہونے والے کے لیے مستحب طواف کرنا جائز ہے لیکن جس مورد میں عمرہ تمتع کی طرف عدول کرنا جائز ہو اور یہ عدول کا قصد نہ رکھتا ہو تو احوط اول یہ ہے کہ وہ نماز طواف سے فارغ ہونے کے بعد دوبارہ تلبیہ کہے۔ یہ احتیاط واجب طواف میں بھی جاری ہوگی۔

۳۔ حج قران۔

(۱۶۱) حج قران حج افراد کے ساتھ تمام پہلو میں مشترک ہے۔ سوائے اس کے کہ حج قران میں احرام باندھتے وقت حاجی کو قربانی ساتھ رکھنا ہوتی ہے اور اسی لیے اس پر قربانی واجب ہے۔ حج قران میں احرام تلبیہ کہنے کے علاوہ اشعار (حیوان پر

علامت لگانا) اور تقلید (حیوان کی گردن میں کسی چیز کا لٹکانا) سے بھی منعقد ہو سکتا ہے اور جب کوئی حج قران کا احرام باندھ لے تو اس کے لے حج تمتع کی طرف عدول جائز نہیں ہے۔

احرام کے میقات

اسلامی شریعت مقدسہ نے احرام باندھنے کے لیے چند جگہیں مقرر کی ہیں جہاں سے احرام باندھنا واجب ہے اور اسی جگہ کو میقات کہتے ہیں ۔ جن کی تعداد نو ہے ۔

۱ ۔ ذوالحلیفہ ۔

یہ مدینہ کے نزدیک واقع ہے، یہ مدینہ میں رہنے والوں اور ہر اس شخص کے لیے ہے جو مدینہ کے راستے حج کے لیے جانا چاہیں۔

احوط یہ ہے کہ احرام مسجد شجرہ سے نباندھا جائے کیونکہ مسجد سے باہر باندھا ہوا احرام کافی نہیں ہے۔ چاہے وہ مسجد کے مقابل، دائیں، بائیں کھڑے ہو کر باندھا جائے سوائے اس عورت کے جو حالت حیض میں ہو یا حائضہ کا حکم رکھتی ہو۔

(۱۶۲) بلا کسی عذر یا بیماری یا کمزوری کے ذوالحلیفہ (مسجد شجرہ) سے جحفہ تک احرام باندھنے میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ وادی عقیق۔

یہ اہل عراق، نجد اور ہر اس شخص کے لیے ہے جو اس کے راستے حج کے لیے جائے۔ اسکے تین حصے ہیں:

پہلے حصے کو مسلخ دوسرے کو غمرہ اور تیسرے کو ذات عرق کہتے ہیں۔ احوط اولی یہ ہے کہ تقیہ، بیماری یا کوئی اور رکاوٹ نہ ہو تو حاجی کو ذات عرق پہنچنے سے پہلے احرام باندھ لینا چاہیے۔

(۱۶۳) کہا گیا ہے کہ تقیہ کی حالت میں ذات عرق سے پہلے لباس اتارے بغیر چھپ کر احرام باندھنا جائز ہے اور جب ذات عرق پہنچ جائے تو اپنے کپڑے اتار کر احرام باندھ لے اور اس پر کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔ ہاں یہ قول اشکال سے خالی نہیں ہے۔

۳۔ جحفہ۔

یہ اہل شام، مصر اور مغرب والوں بلکہ ہر اس شخص کا میقات ہے جو اس راستے سے گزرے حتی کہ بنابر اظہر اس شخص کا بھی جو ذوالحلیفہ سے گزر کر آیا ہو لیکن کسی وجہ سے یا بغیر کسی وجہ کے احرام نہ باندھ سکا ہو۔

۴۔ یلملم۔

یہ اہل یمن اور ہر اس شخص کا میقات ہے جو اس راستے سے

آئے، یلملم ایک پہاڑی کا نام ہے۔

۵۔ قرن منازل

یہ طائف اور اس راستے آنے والوں کا میقات ہے گزشتہ چار میقاتوں میں احرام وہاں موجود مسجد سے باندھنا ضروری نہیں ہے بلکہ ہر اس جگہ سے جس پر میقات کا نام صادق آئے احرام باندھا جا سکتا ہے۔ اور اگر اسے یقین نہ ہو سکے تو اس سے پہلے نذر کرکے احرام باندھ سکتا ہے کیونکہ یہ حالت اختیاری میں بھی جائز ہے۔

۶۔ مذکورہ میقاتوں میں سے کسی ایک کا متوازی۔

یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو ان راستوں سے آرہے ہوں جہاں سے مذکورہ بلا مواقیت نہ آتے ہوں۔ چنانچہ اس وقت ان میقاتوں کے متوازی سے احرام باندھا جا سکتا ہے۔

متوازی میقات سے وہ جگہ مراد ہے کہ اگر انسان قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو تو مذکورہ بالا میقاتوں میں سے کوئی اس کے سیدھے یا الٹے ہاتھ میں اس طرح پڑے کہ اگر متوازی میقات سے گزر جائے تو مذکورہ میقات اس کی پشت میں آئیگی۔

متوازی میقات کی پہچان کے لیے عرفا تصدیق کافی ہے، عقلی طور سے تحقیق اور غور فکر ضروری نہیں ہے۔ اگر حاجی اپنے راستے میں ایسی دو جگہوں سے گزرے جن میں سے ہر ایک میقات کے متوازی ہو تو احوط اور اولی یہ ہے کہ پہلی جگہ سے احرام باندھے۔

۷۔ مکہ

جس طرح یہ حج تمتع کا میقات ہے اسی طرح مکہ اور اطراف مکہ میں رہنے والوں کے لیے یہ افراد و قران کا میقات بھی ہے

چاہے ان کا فریضہ اہل مکہ کے فریضے کی طرف منتقل ہوا ہو یا نہیں لہذا ان کے لیے حج افراد و قران کے لیے مکہ سے احرام باندھنا جایز ہے ۔ اگرچہ عورت کے علاوہ مرد کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی میقات مثلا جعرانہ پر جا کر احرام باندھے احوط اولی یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ و سلم کے زمانے میں جو مکہ تھا وہاں سے احرام باندھا جائے تاہم اظہر یہ ہے کہ نئے محلوں سے بھی احرام باندھا جا سکتا ہے سوائے ان حصوں کے جو حرم سے باہر ہیں ۔

۸۔ محل رہائش

یہ ان کا میقات ہے جن کی رہائش گاہ میقات کی نسبت مکہ سے زیادہ قریب ہو، ان کے لیے اپنے گھر سے احرام باندھنا جائز ہے اور میقات جانا ضروری نہیں ہے۔

۹۔ ادنی حل (مثلا حدیبیہ، جعرانہ اور تنعیم)

یہ عمرہ مفردہ کے لیے میقات ہے ان لوگوں کے لیے جو حج قران و افراد سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ مفردہ کرنا چاہتے ہوں۔ بلکہ ہر اس شخص کے لے جو مکہ میں ہو اور عمرہ مفردہ کرنا چاہتا ہو ۔ سوائے اس صورت میں جو مسئلہ ۱۴۰ میں گزر چکی ہے۔

میقات کے احکام

(۱۶۴) میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ لہذا حالت احرام میں میقات سے گزر جانا کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے خود میقات سے احرام باندھا جائے، سوائے مندرجہ ذیل صورتوں کے:

۱۔ میقات سے پہلے احرام کی نذر کرے۔ لہذا نذر کی وجہ سے میقات سے پہلے احرام باندھنا صحیح ہوگا۔ اور میقات سے دوبارہ احرام باندھنا یا گزرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ ایسے راستے سے مکہ جانا بھی جائز ہے جس میں میقات نہ آئیں۔ اس میں واجب یا مستحب حج یا عمرہ مفردہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا لیکن اگر احرام حج یا عمرہ مفردہ کے لیے ہو تو اس بات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ احرام حج کے مہینوں سے پہلے نہ ہو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۲۔ جب رجب میں عمرہ مفردہ کا قصد کرے اور خوف ہو کہ اگر احرام باندھنے میں تاخیر کرے گا یا میقات تک پہنچنے کا انتظار کرے گا تو رجب میں عمرہ ادا نہیں کر سکے گا تو اس کے لے میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز ہے۔ اور عمرہ ماہ رجب کا ہی

شمار ہوگا۔ چاہے باقی اعمال شعبان میں انجام دے اور اس حکم میں واجب یا مستحب عمرہ میں فرق نہیں ہے۔

(۱۶۵) مکلف کو جب میقات پر پہنچنے کا یقین ہو جائے یا دلیل موجود ہو تو واجب ہے کہ احرام باندھے اور اگر اس کو میقات پر پہنچنے کا شک ہو تو احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔

(۱۶۶) اگر کوئی میقات سے پہلے احرام باندھنے کے لیے نذر کرے اور پھر نذر کی مخالفت کرتے ہوئے میقات سے احرام باندھے تو اس کا احرام باطل نہیں ہوگا۔ تاہم اگر اس نے جان بوجھ کر مخالفت کی ہو تو نذر توڑنے کا کفارہ اس پر واجب ہو جائے گا۔

(۱۶۷) قبل از میقات کی طرح بعد از میقات بھی احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ لہذا جو شخص حج یا عمرہ کرنا یا مکہ اور حرم میں

داخل ہونا چاہے اس کے لیے اختیاری حالت میں بغیر احرام میقات سے گزرنا جائز نہیں ہے۔ چاہے آگے دوسرا میقات موجود ہو۔ چنانچہ اگر کسی میقات سے گزر جائے تو ممکنہ صورت میں واپس لوٹنا واجب ہے۔ تاہم اس حکم سے وہ مستثنی ہے جو ذوالحلیفہ سے بلا عذر احرام کے بغیر گزر کر جحفہ پہنچ جائے لہذا اظہر یہ ہے کہ اس شخص کے لیے جحفہ سے احرام باندھنا کافی ہے۔ لیکن گنہگار ہوگا۔ احوط یہ ہے کہ مکلف متوازی و مقابل میقات سے بھی بغیر احرام کے نہ گزرے اگرچہ بعید نہیں کہ آگے کوئی اور میقات موجود ہو تو متوزای میقات سے بغیر احرام کے گزرنا جائز ہو۔ ایسا مسافر جو حج و عمرہ یا حرم اور مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ نہ رکتھا ہو بلکہ باہر ہی اس کا کام کے سلسلے سے آنا جانا ہو۔ اگر میقات سے گزرنے کے بعد حرم میں داخل

ہونے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے عمرہ مفردہ کے لیے ادنی حل (حرم سے باہر نزدیک ترین مقام) سے حرام باندھنا جائز ہے۔

(۱۶۸) مذکورہ بالا صورت کے علاوہ اگر مکلف جان بوجھ کر میقات سے بغیر احرام کے گزرے تو دو صورتیں بنیں گی۔

۱۔ میقات تک واپسی کی ممکنہ صورت میں واپس جا کر میقات سے احرام باندھنا واجب ہے چاہے حرم کے اندر سے واپس جایا جائے یا باہر سے لہذا ایسا کرنے سے بغیر اشکال کے عمل صحیح ہوگا۔

۲۔ میقات تک ممکنہ صورت نہ ہو تو چاہے حرم کے اندر ہو یا باہر اور اندر ہونے کے صورت میں باہر آسکتا ہو یا نہیں، اظہر یہ ہے کہ حج باطل ہے اور میقات کے علاوہ کسی اور جگہ سے

احرام کافی نہیں ہوگا۔ مستطیع ہونے کے صورت میں آئندہ سال حج کی ادائیگی واجب ہوگی۔

(۱۶۹) مسلئہ ۱۶۷ میں موجود صورت کے علاوہ اگر مکلف بھولنے، بے ہوشی، مسلئہ نہ جاننے یا میقات کو نہ پہنچاننے کی وجہ سے بغیر احرامِ میقات سے گزر جائے تو اس مسئلہ کی درج ذیل چار صورتیں ہیں:

۱۔ اگر میقات واپس جانا ممکن ہو تو واجب ہے کہ میقات واپس جا کر میقات سے احرام باندھے۔

۲۔ حرم میں جا چکا ہو اور میقات تک جانا ممکن نہ ہو لیکن حرم سے باہر جانا ممکن ہو تو لازم ہے کہ حرم سے باہر جائے اور وہاں سے احرام باندھے اور اولی یہ ہے کہ حرم سے جتنا دور ہونا ممکن ہو اتنا دور جا کر احرام باندھے۔

۳۔ حرم میں داخل ہو چکا ہو اور حرم سے باہر جانا ممکن نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ جہاں پر ہو وہاں سے احرام باندھے چاہے مکہ میں داخل ہو چکا ہو۔

۴۔ حرم سے باہر ہو اور میقات تک واپس جانا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں جتنا ممکن ہو اتنا واپس جائے اور پھر احرام باندھے۔

مذکورہ چار صورتوں میں اگر مکلف نے بیان شدہ وظائف پر عمل کیا تو اس کا عمل صحیح ہوگا۔ احرام کو میقات سے پہلے یا بعد میں باندھنے والا شخص خواہ لا علمی یا بھول کی وجہ سے ایسا کرے، تارک احرام کا حکم رکھتا ہے۔

(۱۷۰) اگر حائضہ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے میقات سے احرام نہ باندھے اور حرم میں داخل ہو جائے تو احوط یہ ہے کہ اگر

میقات تک واپس نہیں جا سکتی تو حرم سے باہر جائے اور وہاں سے احرام باندھے بلکہ اس صورت میں احوط یہ ہے کہ جتنا ممکن ہو اتنا حرم سے دور ج اکر احرام باندھے بشرطیکہ اس کا یہ عمل حج کے چھوٹ جانے کا سبب نہ بنے اور اگر یہ اس کے لیے ممکن نہ ہو تو وہ اس کے لیے دوسروں کے ساتھ برابر ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو مسئلہ ۱۶۹ میں بیان ہو چکا ہے ۔

(۱۷۱) اگر کسی کا عمرہ باطل ہو جائے خواہ اس کی وجہ احرام کا باطل ہونا ہو تو ممکنہ صورت میں اس کی قضا کرنا واجب ہے اور اگر دوبارہ انجام نہ دے خواہ اس کی وجہ تنگی وقت ہو تو اس کا حج باطل ہو جائے گا اور ضروری ہے کہ آئندہ سال دوبارہ حج کرے ۔

(۱۷۲) فقہاء کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ اگر مکلف بھول

جائے یا لاعملی کی وجہ سے بغیر احرام کے عمرہ کرے تو اس کا عمرہ صحیح ہے۔ لیکن یہ قول اشکال سے خالی نہیں ہے اور اس صورت میں احوط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو قبل ازیں مذکورہ طریقے کے مطابق دوبارہ عمرہ کرے۔

(۱۷۳) سابقہ مسئلوں میں بیان ہو چکا ہے کہ اگر کسی کا گھر مکہ سے دور ہو اور وہ شخص حج کرنا چاہے تو پہلے طے پانچ میقاتوں میں سے کسی ایک سے عمرہ کا احرام باندھنا واجب ہے۔ لہذا اگر اس کا راستہ میقاتوں سے گزرتا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ لیکن اگر اس کا راستہ کسی میقات سے گزرتا ہو تو جیسا کہ آج کے زمانے میں بیشتر حجاج جدہ ایرپورٹ پر اترتے ہیں، ان میں سے بعض حاجی مدینہ منورہ جانے پر اعمال حج و عمرہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ جب کہ معلوم ہے کہ جدہ میقات نہیں ہے۔ بلکہ متوازی

میقات ہونا بھی ثابت نہیں ہے اور نہ ہی اطمئنان ہے لہذا اس صورت میں حجاج ذیل تین صورتوں میں سے کسی ایک انتخاب کریں:

۱۔ نذر کا احرام اپنے وطن یا بعض مواقیت کے گزرنے سے پہلے باندھ لیں۔ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے جب سورج کا سائے میں ہونا لازم نہ آتا ہو مثلا سفر رات کا ہو اسی طرح بارش سے بچنا مقصود نہ ہو۔

۲۔ جدہ سے کسی میقات یا متوازی میقات پر جائے یا ایسی جگہ جائے جو میقات کے پیچھے ہو اور وہاں سے نذر کرکے احرام باندھے مثلا رابغ جو جحفہ کے پیچھے ہے اور مشہور شہر ہے جو عام راستے سے جدہ سے ملا ہوا ہے اور جحفہ کی نسبت یہاں تک پہنچنا آسان ہے۔

۳۔ جدہ میں ہی نذر کرکے احرام باندھ لے بشرطیکہ معلوم ہو خواہ سرسری طور پر ہی سہی کہ حرم اور جدہ کے درمیان ایک میقات کا متوازی حصہ موجود ہے جیسا کہ وہ حصہ جحفہ سے متوازی و مقابل ہونا بعید نہیں ہے۔ البتہ اگر اس بات کا صرف احتمال ہو اور علم نہ ہو تو ایسے شخص کے لیے جدہ میں نذر کرکے احرام بندھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر حاجی جدہ آئے اور میقات یا میقات کا حکم رکھنے والی جگہ پر جانے ارادہ رکھتا ہو اور بعد میں نہ جا سکے تو اس صورت میں جدہ سے نذر کرکے احرام باندھنا جائز ہے اور اظہر یہ ہے کہ اس صورت میں حرم میں داخل ہونے سے پہلے احرام کی تجدید کرنا لازم نہیں ہے۔

(۱۷۴) جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حج تمتع کرنے والے پر واجب ہے کہ حج تمتع کا احرام مکہ سے باندھے لہذا اگر جان بوجھ

کر حج تمتع کا احرام کسی اور جگہ سے باندھے تو اس کا احرام صحیح نہیں ہوگا۔ چاہے مکہ میں احرام باندھ کر داخل ہو۔ لہذا اگر ممکن ہو تو پھر سے مکہ سے احرام باندھے ورنہ حج باطل ہوگا۔

(۱۷۵) اگر حج تمتع کرنے والا مکہ سے احرام بھول جائے تو ممکنہ صورت میں مکہ جانا واجب ہے۔ ورنہ جس جگہ ہے وہیں سے احرام باندھ لے چاہے عرفات میں ہی ہو اور اس کا حج صحیح ہوگا۔ یہی حکم اس شخص کا ہے جسے مسئلہ معلوم نہ ہو۔

(۱۷۶) اگر کوئی حج کے احرام کو بھول جائے اور اعمال حج کرنے کے بعد یاد آئے تو اس کا حج صحیح ہوگا اور جو شخص مسئلہ نہ جانتا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

احرام کا طریقہ

احرام میں تین چیزیں واجب ہیں:

۱۔ نیت۔ یعنی مکلف ارادہ کرے کہ عمرہ یا حج قربۃ الی اللہ انجام دوں گا۔ نیت میں معتبر نہیں کہ اعمال کو تفصیل سے جانتا ہو بلکہ اجمالی معرفت بھی کافی ہے۔ لہذا اگر نیت کرتے وقت مثلا عمرہ میں جو کچھ واجب ہے تفصیلا نہ جانتا ہو تو ایک ایک عمل کو رسالہ عملیہ یا قابل اعتماد شخص سے سیکھ کر انجام دینا کافی ہے۔

نیت میں چند چیزیں معتبر ہیں:

۱۔ قصد قربت و قصد اخلاص، جیسا کہ ساری عبادتوں میں ضروری ہیں۔

۲۔ خاص جگہ سے احرام کی نیت کرنا، اس کی تفصیل میقاتوں میں بیان ہو چکی ہے۔

۳۔ احرام کو معین کرنا کہ عمرہ کا ہے یا حج کا اور حج کی صورت میں معین کرنا کہ حج تمتع کا ہے یا قران کا اور کسی کی جانب سے حج کر رہا ہو تو نیابت کا قصد کرنا اور کسی جانب سے قصد نہ کرنا ہی کافی ہوگا کہ عبادت خود اس کی جانب سے ہے۔ اظہر یہ ہے کہ جو حج نذر کی وجہ سے واجب ہوا ہو اس کے ساقط ہونے کے لیے کافی ہے کہ نذر کردہ عمل اس کے انجام شدہ عمل پر منطبق ہو جائے اور اس کا صحیح ہونا حج نذر ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ جس طرح اس شخص کیلیے جو حج کرے تو اس حج کو حج اسلام

سمجھنے کے لیے یہی کافی ہے کہ جو حج الاسلام اس پر واجب تھا وہ اس عمل پر جسے یہ بجا لایا ہے منطبق ہو جائے اور مزید کسی قصد کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۷۷) نیت کے صحیح ہونے کے لیے معتبر نہیں کہ زبان سے کہے اگرچہ مستحب ہے جس طرح قصد قربت میں دل سے گزارنا معتبر نہیں ہے بلکہ داعی کافی ہے (یعنی عبادت پر ابھارنے والے چیز قربت خدا و ۔ ۔ ۔) جیسا کہ دوسری عبادات میں داعی کافی ہے۔

(۱۷۸) احرام کے صحیح ہونے میں محرمات احرام کو ترک کرنے کا عزم اول سے آخر تک ہونا معتبر نہیں ہے۔ اس بناء پر محرمات کو انجام دینے کا عزم ہو پھر بھی احرام صحیح ہوگا۔ لیکن عمرہ مفردہ کے احرام کے دوران اگر کوئی اپنی بیوی سے، سعی

سے فارغ ہونے سے پہلے، جماع کا ارادہ رکھتا ہو یا جماع کرنے میں متردد ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس کا احرام باطل ہے اور بناء بر احوط استمناء کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر احرام کے وقت جماع یا استمناء کو ترک کرنے کا عزم ہو مگر بعد میں اس عزم پر باقی نہ رہے یعنی احرام کے بعد دونوں افعال میں سے کسی ایک کو انجام دینے کا قصد کرے تو اس کا احرام باطل نہیں ہوگا۔

۲۔ تلبیہ۔ تلبیہ اس طرح کہے۔ لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک اور احوط اولی ہے کہ اس جملے کا اضافہ کرے۔ ان الحمد و النعمۃ لک و الملک، لا شریک لک۔ اور جائز ہے کہ اس جملے کے آخر میں لبیک کا اضافہ کرے اور یوں کہے لا شریک لک لبیک۔

(۱۷۹) نماز میں تکبیرۃ الاحرام کی طرح تلبیہ کے الفاظ بھی سیکھنا

اور صحیح ادا کرنا ضروری ہے۔ خواہ کسی دوسرے شخص کی مدد سے صحیح ادا کر سکے۔ لیکن اگر کسی کو تلبیہ یاد نہ ہو اور کوئی پڑھانے والا بھی نہ ہو تو جس طرح سے ادا کر سکتا ہو ادا کرے۔ بشرطیکہ اتنا غلط نہ ہو کہ عمومی طور پر تلبیہ ہی نہ سمجھا جائے اور اس صورت میں احوط یہ ہے کہ جمع کرے یعنی دوسری زبان کے حروف مگر عربی زبان میں تلبیہ پڑھے، ترجمہ بھی پڑھے اور کسی کو تلبیہ پڑھنے کے لیے نائب بھی بنائے۔

(۱۸۰) کسی حادثے میں گونگا ہونے والا شخص اگر تلبیہ کے الفاظ کی کچھ مقدار ادا کر سکتا ہو تو جتنی مقدار تلبیہ کہہ سکتا ہے کہے اور اگر بالکل ادا نہ کر سکتا ہو تو تلبیہ کو دل سے گزارے اور دل سے گزارتے وقت اپنی زبان اور ہونٹوں کو حرکت دے اور اپنی انگلی سے اس طرح اشارہ کرے کہ گویا الفاظ تلبیہ کی تصویر پیش

کر رہا ہے۔ لیکن وہ شخص جو پیدائشی گونگا ہو یا پیدائشی گونگے کی طرح ہو تو وہ اپنی زبان اور ہونٹوں کو اس طرح حرکت دے جس طرح تلبیہ کہنے والا شخص حرکت دیتا ہے اور اس کے ساتھ انگلی سے بھی اشارہ کرے۔

(۱۸۱) غیر ممیز بچے کی طرف سے دوسرا شخص تلبیہ کہے۔

(۱۸۲) حج تمتع، عمرہ تمتع، حج افراد اور عمرہ مفردہ کے احرام بغیر تلبیہ کے نہیں باندھے جا سکتے۔ لیکن حج قران کا احرام نہ صرف تلبیہ بلکہ اشعار (جانور پر علامت لگانا) اور تقلید (جانور کے گلے میں کوئی چیز لٹکانا) سے بھی باندھا جا سکتا ہے۔ اشعار اونٹ کی قربانی کے لیے مخصوص ہے جبکہ تقلید تمام جانوروں میں مشترک ہے۔ اولی و بہتر یہ ہے کہ اونٹ کی قربانی میں اشعار و تقلید کو جمع کیا جائے اور حج قران کرنے والا اگر اپنے احرام کو شعار یا تقلید

سے باندھے تو احوط اولی یہ ہے کہ تلبیہ بھی کہے۔

تلبیہ یہ ہے کہ اونٹ کے کوہان کو ایک طرف سے چیر کر خون آلودہ کیا جائے تا کہ معلوم ہو کہ یہ قربانی ہے اور احوط یہ ہے کہ دائیں حصہ کو چیرا جائے لیکن اگر قربانی کیلیے اونٹ زیادہ ہوں تو ایک شخص دو اونٹوں کے درمیان میں کھڑا ہو کر ایک اونٹ کے دائیں اور دوسرے کے بائیں جانب سے کوہان کو چیرنا جائز ہے۔

تقلید یہ ہے کہ حاجی رسی یا چمڑے کا پٹہ یا نعلین یا اسی طرح کی کوئی چیز قربانی کی گردن میں لٹکائے تا کہ پتہ چلے کہ یہ قربانی ہے۔ بعید نہیں ہے کہ تقلید کی بجائے تجلیل کافی ہو اور تجلیل یہ ہے کہ حاجی کپڑے یا اسی طرح کی کسی چیز سے قربانی کو ڈھانپ دے تا کہ معلوم ہو کہ یہ قربانی ہے۔

(۱۸۳) احرام کے صحیح ہونے میں حدث اصغر یا اکبر سے پاک ہونا شرط نہیں، چنانچہ وہ شخص جو حدث اصغر یا اکبر کی وجہ سے محدث ہوا ہو مثلاً مجنب، حائض اور نفساء وغیرہ تو اس کا احرام صحیح ہے۔

(۱۸۴) تلبیہ یا حج قران کرنے والے کے لیے اشعار یا تقلید کی منزل سیدھی ہے جیسے نماز پڑھنے والے کے لیے تکبیرۃ الاحرام کی ہے۔ لہذا تلبیہ یا حج قران کی صورت میں اشعار و تقلید کے بغیر احرام نہیں باندھا جا سکتا۔ چنانچہ اگر کوئی احرام کی نیت کر کے احرام باندھ لے اور تلبیہ کہنے سے پہلے محرمات احرام میں سے کسی کا مرتکب ہو تو نہ گنہگار ہے اور نہ ہی اس پر کفارہ واجب ہوگا۔

(۱۸۵) افضل یہ ہے کہ جو مسجد شجرہ سے احرام باندھے وہ تلبیہ

کو اول بیدا، جو ذی الحلیفہ کی آخر میں ہے اور جہاں سے زمین ہموار ہوتی ہے، تک تاخیر کرے ۔ اگرچہ احوط یہ ہے کہ تلبیہ کہنے میں جلدی کرے (یعنی میقات میں کہے) اور بلند آواز میں کہنے میں بیداء تک تاخیر کرے یہ حکم مرد کے لیے ہے جب کہ عورت کو کسی بھی مقام پر تلبیہ کہنے کے لیے آواز کو بلند نہیں کرنی چاہیے۔

دیگر میقاتوں سے احرام باندھنے والوں کے لیے اولی و بہتر یہ ہے کہ چند قدم چلنے تک تلبیہ کو تاخیر کریں اسی طرح مسجد الحرام سے احرام باندھنے والوں کیلیے اولی و بہتر یہ ہے کہ تلبیہ کو رقطا تک تاخیر کریں۔ رقطا ردم سے پہلے کا مقام ہے۔ ردم مکہ میں ایک جگہ کا نام ہے جسے آجکل مدعی کہتے ہیں۔ جو مسجد راعیہ کے قریب کا مقام ہے اور مسجد جن سے پہلے کا مقام ہے ۔

(۱۸۶) تلبیہ ایک دفعہ کہنا واجب ہے جب کہ زیادہ کہنا بلکہ جتنی مرتبہ کہہ سکتا ہو اس کا تکرار کرنا مستحب ہے اور عمرہ تمتع ادا کرنے والے کے لیے احوط یہ ہے کہ جب پرانے مکہ کے گھروں کے مقام تک پہنچے تو تلبیہ کہنا بند کردے اور پرانے مکہ کے گھروں کا مقام اس شخص کیلیے جو مکہ کی اوپری جانب سے مدینہ کے راستے آئے اس کی حد عقبہ مدینین ہے اور جو شخص مکہ کے نچلے حصہ سے آئے ۔ اس کی حد عقبہ ذی طوی ہے۔ اسی طرح عمرہ مفردہ انجام دینے والے کے لیے احوط یہ ہے کہ اگر وہ حرم کے باہر سے داخل ہو تو حرم میں داخل ہوتے وقت تلبیہ کہنا بند کردے لیکن اگر اس نے ادنی حل کے مقام سے احرام باندھا ہو تو پھر مکہ کے گھروں کو نظر آنے کی جگہ سے تلبیہ کہنا بند نہ کرے اور کسی بھی حج کا ادا کرنے والا تلبیہ کو عرفہ کے دن

زوال کے وقت بند کر دے۔

(۱۸۷) اگر کوئی احرام کے دو کپڑے پہننے کے بعد اور اس جگہ سے گزرنے سے پہلے جس جگہ تلبیہ کہنے میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے شک کرے کہ تلبیہ کہی ہے یا نہیں تو سمجھے کہ نہیں کہی اور اگر تلبیہ کہنے کے بعد شک کرے کہ صحیح تلبیہ کہی ہے یا نہیں تو سمجھے کہ صحیح تلبیہ کہی ہے۔

۳۔ احرام کے دو کپڑوں (لنگ اور چادر) کا پہننا۔ مگر انہیں اس لباس کو اتارنے کے بعد پہنا جائے جس کا پہننا احرام والے پر حرام ہے۔ اس سے بچے مستثنی ہیں اور بچے لباس اتارنے میں مقام فخ تک تاخیر کر سکتے ہیں۔ جب کہ وہ اس راستے سے جا رہے ہوں۔

ظاہر یہ ہے کہ ان دو کپڑوں کو پہننے کا کوئی طریقہ معتبر نہیں ہے

چنانچہ ایک جس طرح چاہے لنگ کے طور پر استعمال کرے اور دوسرے کو چادر کے طور پر بغل سے نکال کر کندھے پر ڈال لے یا کسی بھی طرح سے اوڑھے اگرچہ احوط یہ ہے کہ جس طرح عام طور پر ان کپڑوں کو استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح استعمال کرے۔

(۱۸۸) اظہر یہ ہے کہ احرام کے دو کپڑوں کا پہننا واجب ہے اور احرام کے درست ثابت ہونے میں بطور شرط نہیں ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ لنگ اتنا ہو کہ ناف سے لے کر زانو تک چھپا لے اور چادر اتنی ہو کہ دونوں کندھوں، دونوں بازوں اور کمر کا کافی حصہ چھپا لے۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ احرام کو نیت اور تلبیہ سے پہلے پہنے اور اگر نیت اور تلبیہ کو احرام سے پہلے انجام دے تو احوط اولی یہ ہے کہ احرام کے بعد دوبارہ نیت اور تلبیہ کا اعادہ

کرے۔

(۱۹۰) اگر کوئی مسئلہ نہ جاننے کی بنا پر یا بھول کر قمیض پر احرام باندھ لے تو قمیض اتار دے، اس کا احرام صحیح ہوگا۔ بلکہ اظہر یہ ہے کہ اگر جان بوجھ کر قمیض کے اوپر احرام باندھ لے تب بھی اس کا احرام (قمیض اتارنے کے بعد) صحیح ہوگا۔

لیکن اگر احرام کے بعد قمیض پہن لے تو اس کا حرام بغیر شک کے صحیح ہے۔ تاہم لازم ہے کہ قمیض پھاڑ دے اور پاؤں کی طرف سے اتار دے۔

(۱۹۱) حالت احرام میں خواہ شروع میں یا بعد میں سردی یا گرمی سے بچنے کے لیے یا کسی دوسری وجہ سے دو کپڑوں سے زیادہ پہننے میں اشکال نہیں ہے۔

(۱۹۲) احرام کے کپڑے میں جو شرائط معتبر ہیں جو نمازی کی

لباس میں معتبر ہیں۔ چانچہ لازم ہے کہ احرام کے لباس میں خالص ریشم یا درندوں کے اجزاء نہ ہوں بلکہ احوط یہ ہے کہ کسی بھی حرام گوشت جانور کے اجزا اور سونے کی تاروں کا بنا ہوا نہ ہو اسی طرح ضروری ہے کہ پاک ہوتا ہم جو نجاست نماز میں معاف ہے وہ احرام میں بھی معاف ہے۔

(۱۹۳) احوط یہ ہے کہ لنگ ایسے کپڑے کا نہ ہو جس سے بدن ظاہر ہو بلکہ بدن کو چھپانے والا ہو مگر یہ شرط چادر میں معتبر نہیں ہے۔

(۱۹۴) لباس احرام میں احوط اولی یہ ہے کہ دونوں کپڑے بنے ہونے ہوں اور چمڑے کھال اور کمبل کی طرح نہ ہوں۔

(۱۹۵) مردوں کیلئے لنگ اور چادر پہننا واجب ہے جب کہ عورتوں کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے عام لباس پر احرام باندھ سکتی

ہیں بشرطیکہ ان میں ذکر شدہ شرائط موجود ہوں ۔

(۱۹۶) اگر چہ ریشم کا لباس پہننا صرف مردوں پر حرام ہے اور عورتوں پر حرام نہیں ہے۔ مگر احوط یہ ہے کہ عورتوں کے احرام کا کپڑا بھی ریشم کا نہ ہو بلکہ احوط یہ ہے کہ عورتیں حالت احرام میں خالص ریشم کی کوئی بھی چیز نہ پہنیں۔ مگر یہ کہ ضرورت ہو جیسے گرمی یا سردی سے حفاظت کے لیے پہننا پڑے ۔

(۱۹۷) اگر احرام باندھنے کے بعد ایک یا دونوں کپڑے نجس ہو جائیں۔ تو احوط یہ ے کہ اس کو پاک کرنے یا تبدیل کرنی میں جلدی کرے ۔

(۱۹۸) احرام کے کپڑوں کو ہر وقت پہنے رکھنا ضروری نہیں ہے ۔ چنانچہ چادر کو کندھے سے ہٹانے میں خواہ ضرورت کے تحت

ہٹائے یا بلا ضرورت کے۔ کوئی اشکال نہیں ہے۔ اسی طرح جب دوسری چادر میں شرائط موجود ہوں تو بدلا بھی نہیں جا سکتا ہے۔

احرام میں ترک کی جانے والی چیزیں

گذشتہ مسائل میں بیان ہوا کہ تلبیہ اور تلبیہ کا حکم رکھنے والی چیزوں (مثلا اشعار و تقلید حج قران میں) کے بغیر احرام نہیں باندھا جا سکتا چاہے نیت بھی کر لی جائے۔

جب مکلف احرام باندھ لے تو ذیل میں درج پچیس چیزیں اس پر حرام ہو جاتی ہیں:

(۱) خشکی کے جانور کا شکار

(۲) جماع کرنا

(۳) عورت کا بوسہ لینا

(۴) عورت کو مس کرنا

(۵) عورت کو دیکھنا اور چھیڑ چھاڑ کرنا

(۶) استمناء

(۷) عقد نکاح

(۸) خوشبو لگانا

(۹) مردوں کے لئے سلا ہوا یا ایسا لباس پہننا جو سلے ہوئے کے حکم میں ہو

(۱۰) سرمہ لگانا

(۱۱) آئینہ دیکھنا

(۱۲) مردوں کے لئے بند جوتے یا موزے پہننا

(۱۳) فسوق (جھوٹ بولنا، مغلظات بکنا)

(۱۴) بحث و جھگڑا کرنا ایسا طرز عمل اختیار کرنا جو کسی مومن کے لئے اہانت کا باعث ہو

(۱۵) جسم کی جوئیں وغیرہ مارنا

(۱۶) آرائش کرنا بننا سنورنا

(۱۷) بدن پر تیل ملنا

(۱۸) بدن کے بال صاف کرنا

(۱۹) مردوں کیلئے سر ڈھانپنا اسی طرح پانی میں سر ڈبونا اور یہ عورتوں پر بھی حرام ہے

(۲۰) عورتوں کا اپنے چہرے کو چھپانا

(۲۱) مردوں کا سائے میں رہنا

(۲۲) جسم سے خون نکالنا

(۲۳) ناخن کاٹنا (۲۴) ایک قول کے مطابق دانت نکالنا

(۲۵) ہتھیار لے کر چلنا

۱۔ خشکی کے جانور کا شکار

(۱۹۹) محرم کے لئے خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا، ہلاک کرنا زخمی کرنا یا ان کے کسی عضو کو توڑنا بلکہ کسی قسم کی اذیت جائز نہیں اسی طرح محلّ (جو حالت احرام میں نہ ہو) کے لئے بھی حرم میں حیوانات کو اذیت پہنچانا جائز نہیں یہاں خشکی کے جانور سے مراد وہ جانور ہیں جو جنگلی ہوں چاہے اس وقت کسی وجہ سے پالتو ہوگئے ہوں اور ظاہر یہ ہے کہ اس حکم میں حلال و حرام گوشت جانور میں فرق نہیں۔

(۲۰۰) محرم کے لئے خشکی کے جانور کو شکار کرنے میں کسی اور کی مدد کرنا بھی حرام ہے خواہ دوسرا شخص محرم ہو یا محل یہاں

تک کہ اشارہ وغیرہ کے ذریعے بھی مدد کرنا حرام ہے بلکہ احوط یہ ہے کہ محرم شخص ہر اس کام میں جو خود محرم پر حرام ہیں جو مسئلہ (۱۹۹) میں بیان ہوئے کسی دوسرے کی مدد نہ کرے۔

(۲۰۱) محرم کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ شکار کو اپنے پاس محفوظ رکھے چاہے احرام سے پہلے خود اس نے کیا ہو یا کسی اور نے حرم میں کیا ہو یا حرم سے باہر۔

(۲۰۲) محرم کیلئے شکار کا کھانا جائز نہیں چاہے محل نے حرم سے باہر شکار کیا ہو اسی طرح محل کے لئے بھی اس حیوان کا گوشت کھانا جسے محرم (احرام والے شخص نے سے شکار کیا ہو، خواہ شکار کو مارا ہو یا شکار کرکے ذبح کیا ہو بنابر احوط حرام ہے نیز محل پر اس حیوان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے جسے کسی محرم یا کسی اور شخص نے حرم میں شکار یا ذبح کیا ہو۔

(۲۰۳) بری جانوروں کا بھی وہی حکم ہے جو خود جانوروں کا حکم ہے ۔ چنانچہ بعید نہیں کہ اس حیوان کے انڈے کو کھانا، توڑنا اور اٹھانا بھی محرم پر حرام ہے۔ لہذا احوط یہ ہی کہ انڈوں کے اٹھانے کھانے اور توڑے میں بھی کسی کی مدد بھی نہ کرے۔

(۲۰۴) جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ یہ مسائل خشکی کے جانوروں کے لیے مخصوص ہیں اور ٹڈی بھی انہیں میں سے ہے ۔ لیکن دریائی جانوروں کے شکار میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دریائی حیوانات سے مراد وہ جانور ہیں جو صرف پانی میں زندگی گزارتے ہوں مثلا مچھلی، خشکی اور پانی دونوں میں زندگی گزارنے والے جانوروں کا شمار خشکی کے جانوروں میں ہوگا۔ اگرچہ اظہر یہ ہے کہ وہ حیوان جس کے خشکی کے ہونے میں شک ہو، اس کا شکار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۵) جس طرح خشکی کے جانور کا شکار حرام ہے اسی طرح ہلاک کرنا، خواہ شکار نہ بھی کرے حرام ہے اس حکم سے چند چیزیں مستثنی ہیں۔

۱۔ پالتو جانور چاہے کسی وجہ سے وحشی بن گئے ہوں مثلا بھیڑ، گائے، اونٹ اور پرندے جو مستقل طور اڑ نہیں سکتے مثلا مرغ، چینی مرغ وغیرہ کو ذبح کرنا محرم کے لیے جائز ہے۔ اسی طرح ان حیوانات کو بھی ذبح کرنا جائز ہے جن کے پالتو ہونے کا احتمال ہو۔

۲۔ اجگر اور سانپ وغیرہ جن سے محرم کو اپنی جان کا خطرہ ہو، مارنا جائز ہے۔

۳۔ درندہ صفت پرندے جو حرم کے کبوتروں کو اذیت دیں ان کو مارنا جائز ہے۔

۴۔ زہریلا سیاہ سانپ بلکہ ہر خطرناک سانپ، بچھو اور چوہا، ان کو ہر حال میں مارنا جائز ہے اور ان کو مارنے میں کوئی کفارہ نہیں ہے۔ مشہور قول کے بناپر شیر مستثنی ہے۔ مزید بر آں جن درندوں سے جان کا خوف نہ ہو ان کو مارنے سے کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور ان کا کفارہ ان کی قیمت ہے۔

(۲۰۶) محرم کے لئے کوے اور شکاری باز کو تیر مارنا جائز ہے اور اگر وہ تیر لگ جانے سے مرجائیں تو کفارہ واجب نہیں ہے۔

شکار کے کفارات

(۲۰۷) اگر محرم شتر مرغ کو ہلاک کر دے تو ایک اونٹ کفارہ دینا ہوگا اگر جنگلی گائے کو مارے تو ایک گائے کا کفارہ دے بنابر

احوط وحشی گائے کو بھی مارنے کا بھی یہی حکم ہے ہرن اور خرگوش کے مارنے پر ایک بکری دے بنابر احوط لومڑی کو مارنے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲۰۸) جو شخص ایسے جانور کا شکار کرے جس کا کفارہ اونٹ ہو اور اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے اونٹ خرید سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہے اور ہر مسکین کو ایک مدّ (تقریبا ۷۵۰ گرام) کھانا دے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو (۱۸) روزے رکھے اگر وہ ایسا جانور ہو کہ جس کا کفارہ گائے ہو اور گائے خریدنے کے پیسے نہ ہوں تو تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے اور کھانا نہ کھلا سکتا ہو (۹) روزے رکھے اگر وہ ایسا جانور ہو جس کا کفارہ بکری ہو اور اگر بکری نہ خرید سکتا ہو تو (۱۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے اور یہ بھی نہ کر سکے تو ۳ دن روزے رکھے۔

(۲۰۹) قطاۃ، چکور اور تیتر کو مارنے پر بھیڑ کا ایسا بچہ جو دودھ چھوڑ کر گھاس چرنا شروع کر دے بطور کفارہ دینا واجب ہے چڑیا، چنڈول اور ممولا وغیرہ مارنے پر اظہر یہ ہے کہ ایک مد طعام دے اور مذکورہ پرندوں کے علاوہ کبوتر یا کوئی اور پرندہ مارنے پر ایک دنبہ کفارہ دے اور ان کے بچے کو مارنے پر ایک بکری کا بچہ یا بھیڑ کا بچہ کفارہ دے اور انڈے کہ جس میں بچہ حرکت کر رہا ہو، کا بھی یہی حکم ہے اور اگر انڈے میں بچہ ہو جو حرکت نہ کر رہا ہو تو ایک درھم کفارہ دے بلکہ بنابر احوط اگر انڈے میں بچہ نہ بھی ہو تو بھی ایک درھم کفارہ دے ایک ٹڈی کے قتل پر ایک کھجور یا مٹھی بھر طعام کفارہ دے اور مٹھی بھر طعام دینا افضل ہے اور اگر متعدد ٹڈیاں ہوں تو کفارہ بھی متعدد ہو جائے گا لیکن اگر عمومی طور پر وہ بہت زیادہ شمار ہوں تو کفارہ پھر ایک بکری

دینا ہوگا۔

(۲۱۰) جنگلی چوہے، خار پشت اور سوسمار (گوہ) وغیرہ مارنے پر بکری کا بچہ اور صحرائی چھپکلی مارنے پر مٹھی بھر کفارہ دے۔

(۲۱۱) زنبور (شہد کی مکھی) کو عمدا مارنے پر کچھ مقدار طعام کفارہ دے تاہم اذیت سے بچنے کے لئے مارنے پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

(۲۱۲) اگر محرم حرم سے باہر شکار کرے تو اس کو ہر حیوان کے مطابق کفارہ دینا ہوگا اور جن حیوانات کے لئے کفارہ معیّن نہ ہو تو ان کی بازار میں موجودہ قیمت کفارہ کے طور پر دے اور اگر کسی حیوان کو محل (بغیر احرام والا) شخص مار دے تو اس کی قیمت کفارہ دے سوائے شیر کے اظہر یہ ہے کہ اس کا کفارہ ایک میں ڈھا دینا ہوگا اور اگر محرم حرم میں شکار کرے تو اسے دونوں

کو جمع کر کے دینا ہوگا۔

(۲۱۳) محرم کے لئے ایسے راستے کو ترک کرنا جس پر ٹڈے زیادہ ہوں واجب ہے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو تو پھر ان کے مارنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۱۴) اگر کچھ لوگ جو کہ حالت احرام میں ہوں مل کر شکار کریں تو ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ کفارہ دینا پڑے گا۔

(۲۱۵) شکار کئے گئے جانور کا گوشت کھانے کا کفارہ اور شکار کرنے کا کفارہ برابر ہے چنانچہ اگر کسی نے حالت احرام میں شکار کیا اور پھر اس کو کھا لیا تو دو کفارے واجب ہوں گے ایک شکار کا، دوسرا کھانے کا۔

(۲۱۶) محرم کے علاوہ اگر کوئی اور شخص شکار کو لے کر حرم میں داخل ہو تو اس پر واجب ہے کہ اسے چھوڑ دے۔ چنانچہ

اگر وہ نہ چھوڑے اور وہ مر جائے تو اس پر کفارہ دینا واجب ہے

مسئلہ نمبر ۲۰۱ میں بیان شدہ تمام صورتوں میں احرام باندھتے وقت شکار کو ساتھ رکھنا حرام ہے۔ چنانچہ اگر اس نے آزاد نہ کیا اور وہیں مر گیا تو کفارہ دے اور احوط یہ ہے کہ خواہ حرم میں داخل ہونے سے پہلے بھی مر جائے تب بھی کفارہ دے۔

(۲۱۷) حیوان کا شکار یا اس کا گوشت کھانے پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور اس سے فرق نہیں پڑتا کہ یہ فعل جان بوجھ کر کرے یا بھول کر یا لاعلمی کی وجہ سے سرزد ہوا ہو۔

(۲۱۸) شکار کے تکرار سے کفارہ بھی مکرر ہو جاتا ہے۔ چاہے اس کی وجہ غلطی یا بھول یا لاعلمی ہو اسی طرح بغیر احرام والا شخص عمدا حرم میں اور محرم شخص متعدد احراموں میں شکار کا تکرار کریں تو کفارہ بھی مکرر ہو جائے گا۔ لیکن اگر محرم عمدا ایک

ہی احرام میں شکار کی تکرار کرے تو صرف ایک کفارہ واجب ہو جائے بلکہ یہ ان افراد میں سے ہوگا جن کے بارے میں خدا نے کہا کہ و من عاد فینتقم اللہ منہ یعنی جو تکرار کرے گا اللہ اس سے انتقام لے گا۔

۲۔ جماع

(۲۱۹) محرم پر عمرہ تمتع کے دوران، عمرہ مفردہ کے دوران اور اثنائے حج نماز طواف النساء سے پہلے جماع کرنا حرام ہے۔

(۲۲۰) اگر عمرہ تمتع کرنے والا عمدا اپنی بیوی سے جماع کرے تو چاہے قبل (آگے) میں کرے یا دبر (پیچھے) میں کرے اگر سعی کے بعد کیا ہو تو اس کا عمرہ باطل نہیں ہوگا تاہم کفارہ واجب ہوگا اور بنابر احوط کفارے میں ایک اونٹ یا ایک گائے دے اور اگر سعی سے فارغ ہونے سے پہلے جماع کرے تو اس کا کفارہ

بھی وہی ہے جو بیان ہو چکا اور احوط یہ ہے کہ اپنا عمرہ تمام کرے پھر اس کے بعد حج کرے اور پھر آئندہ سال ان کو دوبارہ انجام دے۔

(۲۲۱) اگر حج کے لئے احرام باندھنے والا جان بوجھ کر اپنی بیوی کے ساتھ مزدلفہ کے وقوف سے پہلے جماع کرے خواہ قبل میں کرے یا دبر میں، تو اس پر کفارہ واجب ہے اور واجب ہے کہ اس حج کو پورا کرے اور آئندہ سال اس کا اعادہ کرے خواہ حج واجب ہو یا مستحب، عورت کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ احرام کی حالت میں ہو اور حکم کو جانتی ہو اور اس عمل پر راضی ہو تو اس پر کفارہ واجب ہے اور ضروری ہے کہ حج کو پورا کرکے آئندہ سال اس کا اعادہ کرے لیکن اگر عورت کے ساتھ زبردستی کی گئی ہو تو اس پھر کچھ واجب نہیں ہے اور شوہر پر دو

کفارے واجب ہیں جماع کا کفارہ ایک اونٹ ہے اور اگر اونٹ نہ دے سکے تو ایک بکری کفارہ دے اور اس حج میں واجب ہے کہ شوہر و بیوی جدا جدا رہیں یعنی دونوں اس وقت تک ایک جگہ جمع نہ ہوں جب تک کوئی تیسرا موجود نہ ہو یہاں تک کہ دونوں اعمال حج سے فارغ ہو جائیں حتی کہ منی کے اعمال سے بھی فارغ ہو کر اس جگہ جائیں جہاں جماع کیا تھا لیکن اگر کسی اور راستے سے آئیں (یعنی جماع کی جگہ اس راستے میں نہ ہو) تو جائز ہے کہ اعمال تمام ہونے کے بعد وہ ایک ساتھ آئیں اسی طرح دوبارہ کیے جانے والے حج میں بھی جماع کرنے والی جگہ پر پہنچنے سے لے کر منی میں ذبح کرنے تک دونوں کا جدا رہنا واجب ہے بلکہ احوط یہ ہے کہ اس وقت تک جدا رہیں جب تک کہ تمام اعمال حج سے فارغ ہو کر واپس اس جگہ آجائیں جہاں جماع ہوا

تھا۔

(۲۲۲) اگر محرم عمدا وقوف مشعر کے بعد اور طواف النساء سے پہلے اپنی بیوی سے جماع کرے تو سابقہ مسئلہ میں بیان شدہ کفارہ واجب ہے لیکن حج کا اعادہ کرنا واجب نہیں اور یہی حکم ہے اگر طواف النساء کا چوتھا چکر مکمل کرنے سے پہلے جماع کرے لیکن اگر چوتھا چکر مکمل ہونے کے بعد ہو تو کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔

(۲۲۳) اگر محرم عمرہ مفردہ میں عمدا اپنی بیوی سے جماع کرے تو سابقہ بیان شدہ کفارہ اس پر واجب ہے اور سعی کے بعد جماع کرنے پر اس کا عمرہ باطل نہیں ہوگا لیکن اگر سعی سے پہلے کرے تو اس کا عمرہ باطل ہو جائے گا چنانچہ واجب ہے کہ اگلے مہینے تک مکہ میں رہے اور مشہور پانچ میقاتوں میں سے کسی ایک

میقات سے عمرہ کا اعادہ کرنے کے لئے احرام باندھے، بنابر احوط ادنی حل سے احرام باندھنا کافی نہیں ہے اور یہ بھی احوط ہے کہ باطل ہونے والے عمرہ کو بھی مکمل کرے۔

(۲۲۴) اگر محل (بغیر احرام والا) شخص اپنی احرام والی بیوی کے ساتھ جماع کرے تو اگر بیوی راضی ہو تو عورت پر واجب ہے کہ ایک اونٹ کفارہ دے۔ لیکن اگر راضی نہ ہو بلکہ مجبوری ہو تو کچھ واجب نہیں ہے اور احوط ہے کہ شوہر اپنی بیوی پر واجب ہونے ولے کفارے کا نقصان ادا کرے یعنی کفارے کی قیمت ادا کرے۔

(۲۲۵) اگر محرم شخص لاعلمی کی وجہ سے یا بھول کی وجہ سے اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس کا عمرہ اورحج صحیح ہے اور اس پعر کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔ یہ حکم کفارہ کا موجب بننے

والے محرمات انجام دینے میں بھی جاری ہوگا۔ جن کی تفصیل آگے آئے گی۔ یعنی لاعلمی یا بھول کی وجہ سے محرم ان محرمات کا مرتکب ہو تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ تاہم مندرجہ ذیل بعض موارد مستثنی ہیں:

۱۔ حج یا عمرہ میں طواف کرنا بھول جائے۔ یہاں تک کہ اپنے شہر واپس آکر اپنی بیوی سے مجامعت کرے۔

۲۔ عمرہ تمتع میں سعی کی کچھ مقدار بھول جائے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ سعی مکمل ہوگئی ہے احرام سی فارغ ہو جائے۔

۳۔ اگر بلا وجہ اپنے سر یا داڑھی پر ہاتھ پھیری جس کی وجہ سے ایک سغ زیادہ بال گر جائیں۔

۴۔ اگر کوئی لاعملی کی وجہ سے خوشبودار تیل یا جسمیں خوشبو ملائی گئی ہو اپنے بدن میں ملے ان سب کا حکم اپنی جگہ پر آئے گا۔

۳۔ عورت کا بوسہ لینا۔

(۲۲۶) محرم کا لذت کے ارادہ سے اپنی بیوی کا بوسہ لینا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اگر اس نے لذت سے بوسہ لیا اور منی نکل گئی تو اونٹ کفارہ واجب ہو جائے گی اور اگر منی خارج نہ ہو تو بعید نہیں کہ ایک گوسفند کا کفارہ واجب ہو اگر لذت سے بوسہ لیا ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک بکری کفارہ دے۔

(۲۲۷) اگر محل (بغیر احرام والا) شخص اپنی بیوی کا بوسہ لے تو احتیاط یہ ہے کہ ایک بکری کفارہ دے۔

۴۔ عورت کو مس کرنا۔

محرم کا شہوت کے ساتھ اپنی بیوی کو مس کرنا، اٹھانا یا اپنے بازوؤں میں بھیچنا جائز نہیں ہے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو لازم ہے کہ ایک بکری کفارہ دے خواہ منی خارج ہو یا نہ ہو۔ لیکن

اگر ایسا کرنا لذت کے لیے نہ ہو تو کفارہ واجب نہیں ہے۔

۵۔ عورت کو دیکھنا اور چھیڑ چھاڑ کرنا۔

(۲۲۹) محرم کے لیے جائز نہیں کہ اپنی بیوی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرے چنانچہ اگر ایسا کرنے سے منی خارج ہو جائے تو ایک اونٹ کفارہ دے اور اگر اونٹ نہ دے سکتا ہو تو ایک بکری دے اگر شوہر کو معلوم ہو کہ شہوت سے دیکھنے کی وجہ سے منی خارج ہو جائے گی تو واجب ہے کہ وہ نہ دیکھے بلکہ احوط اولی یہ ہے کہ جا ہے منی خارج ہو یا نہ ہو شہوت سے اپنی بیوی کی طرف نگاہ نہ کرے۔ چنانچہ شہوت کی نظر سے بیوی کو دیکھنے پر اگر منی خارج ہو تو احوط یہ ہے کہ کفارہ دے جو کہ ایک اونٹ ہے۔ لیکن اگر منی خارج نہ ہو یا بغیر شہوت کے دیکھنے پر منی خارج ہو تو پھر کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۲۳۰) اگر محرم اجنبی عورت کو ایسی نگاہ سے دیکھے جو اس کے لیے جائز نہیں ہے اور منی نہ نکلے تو کفارہ واجب نہیں ہے اور اگر منی نکل آئے تو لازم ہے کہ کفارہ دے اور احوط یہ ہے کہ اگر مالدار ہو تو ایک اونٹ کفارہ دے اور اگر متوسط ہو تو ایک گائے اور اظہر یہ ہے کہ ایک فقیر کو ایک بکری کفارہ دے۔

(۲۳۱) محرم کا اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھنے یا باتیں کرنے سے لذت حاصل کرنا جائز ہے اگرچہ احوط یہ ہے کہ محرم اپنی بیوی سے ہر قسم کی لذت حاصل کرنے کو ترک کرے۔

۶۔ استمناء۔

(۲۳۲) استمناء کی چند اقسام ہیں:

۱۔ عضو تناسل کو ہاتھ سے ملنا یا کسی اور چیز سے مطلقا حرام ہے۔ حج میں اس کا حکم وہی ہے جو جماع کا اور عمرہ مفردہ میں

بھی بنابر احوط اس کا حکم یہی ہے۔ لہذا اگر محرم مذکورہ عمل کو احرام حج میں مشعر کے وقوف سے پہلے انجام دے تو لازم ہے کہ کفارہ دے اور اس حج کو تمام کرے اور آئندہ سال اس حج کا اعادہ بھی کرے اگر عمرہ مفردہ میں سعی سے فارغ ہونے سے پہلے یہ عمل انجام دے تو احتیاط واجب کی بناپر کفارہ دے۔ اس عمرہ کو تمام کرکے اگے ماہ اس کا اعادہ بھی کرے ۔

۲۔ اپنی بیوی کے بوسہ لینے، چھونے، دیکھنے یا چھیڑ چھاڑ کے ذریعے استمناء وہی حکم رکھتا ہے جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے ۔

۳۔ عورت سے متعلق باتیں سننے سے یا اس کے اوصاف یا اس کے خیال و تصور کرنے سے استمناء کرنا بھی محرم پرحرام ہے۔ لیکن اظہر یہ ہے کہ موجب کفارہ نہیں ہے ۔

۷۔ نکاح کرنا۔

(۲۳۳) محرم کا نکاح کرنا یا کسی دوسرے کا نکاح پڑھنا جائز نہیں ہے چاہے دوسرا آدمی محرم ہو یا نہ ہو، چاہے نکاح دائمی ہو یا غیر دائمی اور مذکورہ تمام صورتوں میں عقد باطل ہے۔

(۲۳۴) اگر محرم کا کسی عورت سے نکاح کر دیا جائے اور وہ اس کے ساتھ جماع کرے تو اگر یہ لوگ حکم شرعی بلحاظ موضوع جانتے تھے تو محرم، عورت اور نکاح خواں پر ایک ایک اونٹ کفارہ واجب ہے اور اگر ان میں سے بعض حکم شرعی بلحاظ موضوع جانتے ہوں اور بعض نہ جانتے ہوں تو جو نہیں جانتے تھے ان پر کفارہ واجب نہیں ہوگا اس سے فرق نہیں پڑتا کہ نکاح خواں اور عورت محرم تھے یا نہیں۔

(۲۳۵) فقہا کے درمیان مشہور ہے کہ محرم کے لیے کسی نکاح

کی محفل میں شریک ہونا جائز نہیں ہے حتی کہ بنابر احوط اولی نکاح پر گواہی بھی نہ دے خواہ احرام باندھنے سے پہلے نکاح کی محفل میں شریک ہوا ہو۔

(۲۳۶) احوط اولی یہ ہے کہ محرم نکاح کے لیے پیش کش بھی نہ کرے تاہم طلاق رجعی میں محرم رجوع کر سکتا ہے۔ جس طرح طلاق دینا بھی جائز ہے۔

۸۔ خوشبو لگانا۔

(۲۳۷) محرم کے لیے خوشبو کا استعمال حرام ہے چاہے سونگھے، کھانے، ملنے، رنگ یا بخارات لینے کی صورت میں ہو اسی طرح ایسا لباس پہننا بھی حرام ہے جس میں خوشبو کے اثرات باقی ہوں۔ خوشبو سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے جسم، لباس یا خوراک کو خوشبودار کیا جائے۔ مثلا مشک عنبر، ورس اور

زعفران وغیرہ۔ اظہر یہ ہے کہ محرم تمام معروف خوشبوؤں مثلاً گل محمدی، گل یاسمین، گل رازقی وغیرہ سے اجتناب کرے تاہم خلوق کعبہ (خاص قسم کی خوشبو) کو سونگھنے سے اجتناب کرنا یا اس کو جسم پر یا لباس پر ملنے سے پرہیز کرنا واجب نہیں ہے۔ خلوق کعبہ ایک عطر ہے جو کہ زعفا اور دوسری چیزوں سے بنایا جاتا ہے اور اس سے کعبہ معظمہ کو معطر کیا جاتا ہے۔

(۲۳۸) ریاحین کو سونگھنا محرم کے لیے حرام ہے چاہے وہ ریاحین ہو جن سے عطر تیار کیا جاتا ہے مثلاً یاسمیں، گلاب وغیرہ یا ان کے علاوہ دوسرے پودے ریاحین ایسی جڑی بوٹیاں ہیں جن سے خوشبو آتی ہے اور انہیں سونگھنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اظہر یہ ہے کہ بعض صحرائی خودرو سبزیوں کی خوشبو کو سونگھنا حرام نہیں ہے مثلاً شیح (ایک قسم کی گھاس ہے) اذخر

(خوشبودار گھاس) خزامی (ایک خوشبودار پودا) کا سونگھنا اشکال نہیں رکھتا۔ لیکن خوشبودار پھلوں اور سبزیوں مثلا سیب، بہ (ایک قسم کا پھل) اور طودینہ کو کھانا محرم کے لیے جایز ہے۔ لیکن احوط یہ ہے کہ کھاتے وقت انہیں نہ سونگھے یہی حکم خوشبودار تیل کا ہے چنانچہ اظہر یہ ہے کہ مہک دار تیل جو کھانے میں استمال ہوتا ہے اور عام طور پر رطرات میں شمار نہیں ہو اس کا کھانا جائز ہے لیکن احوط یہ ہی کھاتے وقت نہ سونگھے۔

(۲۳۹) صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت اگر وہاں عطر بیچنے والے موجود ہوں تو محرم کا اپنے آپ کو خوشبو سے بچانا واجب نہیں ہے لیکن سعی کے علاوہ اس پر واجب ہے کہ خوشبو سونگھنے سے اپنے آپ کو بچائے سوائے خصوق کعبہ کے سونگھنے سے، جیسے مسئلہ ۲۳۷ میں بیان ہوا ہے کہ کعبہ کی خوشبو

سونگھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۴۰) اگر محرم عمدا کوئی خوشبودار چیز کھائے یا ایسا لباس پہنے جس میں خوشبو کا اثر باقی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک بکرا کفارہ دے لیکن ان دو موارد کے علاوہ خوشبو کا استعمال پر کفارہ واجب نہیں ہے۔ لیکن اگرچہ احوط یہ ہے کہ کفارہ دے۔

(۲۴۱) محرم کا بدبو کی وجہ سے اپنے ناک کو بند رکھنا حرام ہے۔ تاہم اس مقام سے تیزی سے گذر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

۹۔ مرد کے لیے سلا ہوا یا ایسا لباس پہننا جو سلے ہوئے لباس کے حکم آتا ہو ۔

(۲۴۲) محرم کے لیے جائز نہیں کہ ایسا لباس پہنے جس میں بٹن یا ایسی چیز ہو جو بٹن کا کام دے سکتی ہو (یعنی ایسی چیز جس کا

ایک حصہ دوسرے حصہ سے بٹن یا کسی ایسی چیز سے ملا ہوا ہو) اسی طرح زرہ کی طرح لباس کا پہننا بھی جائز نہیں ہے (یعنی ایسا لباس جس میں آستین، گریبان ہو اور سر کو گریبان اور ہاتھوں کو آستینوں سے نکالے) اسی طرح پاجامہ اور اس جیسی چیزوں مثلاً پتلون وغیرہ کو شرمگاہ کے چھپانے کے لیے پہننا جائز نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ ان میں بٹن نہ ہوں ۔ اور احتیاط واجب یہ ہے کہ عموما استعمال ہونے والے لباس مثلاً قمیض، قبا، جبہ اور دوسرے عربی لباس نہ پہنے خواہ ان میں بٹن لگے ہوئے ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن مجبوری کی حالت میں قمیض یا کسی ایسی چیز کا اپنے کندھوں پر قبا کی طرح ڈالنا، قبا کو الٹا کر کے پہننا، قبا کی آستینوں سے اپنا ہاتھ نکالے بغیر پہننا جائز ہے۔

مذکورہ حکم میں لباس کے سلے ہوے، بنے ہوے یا تہدار ہونے

سے فرق نہیں پڑتا۔ محرم کے لیے پیسوں کی تھیلی کا کمر سے باندھنا جائز ہے۔ چاہے سلی ہوئی ہو۔ مثلا ہمیان (وہ چیز جسمیں پیسے رکھ کر کمر سے باندھا جاتا ہے) اور منطقہ (ایسا کمر بند جسے مختلف مقاصد کے لیے کمر سے باندھا جاتا ہے) اسی طرح ہرنیا کے مرض میں بتلا محرم فتق بند (ایسا کمر بند جو مریض انتڑیوں کو نیچے آنے سے روکتا ہے) چاہے سلا ہو بوقت ضرورت استعمال کر سکتا ہے۔ اسی طرح محرم کے لیے سوتے وقت یا اس کے علاوہ اپنے جسم کو (سوائے سر کے) سلے ہوئے لحاف وغیرہ کے ڈھانپنا جائز ہے۔

(۲۴۳) احوط یہ ہے کہ محرم اپنی لنگ کو اپنی گردن میں ڈال کر نہ باندھے بلکہ کسی جگہ پر بھی نہ باندھے اور سوئی وغیرہ سے بھی اسے مضبوط نہ کرے بلکہ بنابر احوط چادر میں بھی گرہ نہ لگائے

لیکن سوئی وغیرہ سے چادر کو مضبوط و محکم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۴۴) عورت کے لیے حالت احرام میں سوائے دستانوں کے ہر قسم کا سلا ہوا لباس پہننا جائز ہے۔

اگر محرم عمدا ایسا لباس پہنے جس کا پہننا اس کے لیے جائز نہیں تھا تو واجب ہے کہ ایک بکری کفارہ دے بلکہ احوط یہ ہے کہ اگر مجبورا پہنے تب بھی کفارہ دے۔ اگر اس نے کئی مرتبہ اس لباس کو پہنا یا یک مشت کئی لباس پہنے ہوں تو ان کے عدد کے مطابق کفارہ دے مثلا کچھ کپڑوں کو ایک دوسرے کے اوپر ایک ہی مرتبہ پہنے جب کہ وہ مختلف لباس ہوں تب بھی ان کی تعداد کے برابر کفارہ دے۔

۱۰۔ سرمہ لگانا

(۲۴۶) سرمہ لگانے کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ سیاہ سرمہ لگانا ایسا سرمہ لگایا جائے جسے عرف عام میں زینت شمار کیا جاتا ہو تو اظہر یہ ہے کہ محرم کے لیے زینت کی خاطر سرمہ لگانا حرام ہے۔ بلکہ احوط یہ ہے کہ اگر زینت کی لیے نہ بھی لگائے تب بھی حرام ہے۔ لیکن بحالت مجبوری مثلا بطور دوائی سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ سیاہ سرمہ یا ایسا سرمہ کہ جو زینت کے لے استعمال ہوتا ہے ان دونوں قسم کے سرمہ کے علاوہ کوئی اور سرمہ لگائے تو اگر زینت کے لیے نہ لگائے تو کوئی حرج نہیں ہے ورنہ احوط یہ ہے کہ اس سرمہ کو بھی نہ لگائے۔ تمام صورتوں میں سرمہ لگانے پر کفارہ واجب نہیں ہے اگرچہ حرام سرمہ لگانے کی صورت میں

بہتر ہے کہ ایک بکری کفارہ دے ۔

۱۱۔ محرم کے لیے زینت کی خاطر آئینہ دیکھنا جائز نہیں ہے لکین کسی دوسری غرض مثلا اپنے چہرے کے زخم پر مرہم لگانے کے لئے یا چہرہ پر وضو کے لیے پانی پہنچنے سے رکاوٹ تلاش کرنے کیلیے یا ڈرائیور کا پیچھے آنے والی گاڑی کو دیکھنے کے لیے یا کسی اور ضرورت کے لیے آئینہ دیکھنا جائز ہے اور تمام صورتوں میں وہ چیزیں جو صاف شفاف ہوں اور آئینہ کا کام دے سکتی ہوں آئینہ کا حکم رکھتی ہیں ۔ وہ شخص زینت کے لیے آئینہ دیکھے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ تلبیہ دوبارہ کہے۔ تاہم عینک لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے تاہم اگر چشمہ لگانے میں عرفا زینت شمار ہو تو اس سے اجتناب کرنا چاہیے ۔

۱۲۔ مردوں کے لیے جوتے یا موزے پہننا۔

(۲۴۸) محرم مرد کے لیے ایسی چیز پہننا حرام ہے جو اس کے پاؤں کے اوپر کا تمام حصہ ڈھانپ لے مثلا بوٹ اور موزے۔ سوائے مجبوری کے مثلا مرد کو ہوائی چپل ایسی ہی کوئی اور چپل نہ مل سکے اور مجبورا بوٹ پہننا پڑے لیکن احوط یہ ہے کہ اوپر کا حصہ پھاڑ کر پہنے تاہم ایسی چیز پہننا جائز ہے جو پاؤں کے بعض حصوں کو چھپائے۔ اسی طرح بوٹ و موزے وغیرہ پہنے بغیر پاؤں کے اوپر کے حصے کو چھپانا مثلا بیٹھ کر چادر کو اپنے پاؤں پر لپیٹنا جائز ہے۔ بوٹ یا اس جیسی چیزوں کو پہننے سے کفارہ واجب نہیں ہے۔

چاہے مجبورا پہنے یا بغیر مجبوری کے لیکن موزے یا اس جیسی چیز کو عمدا پہننے سے بنابر احوط کفارہ واجب ہو جائیگا جو کہ ایک بکری

ہے۔ عورتوں کے لیے بوٹ یا موزے یا اس جیسی کوئی اور چیز جو پاؤں کے اوپر کے حصے کو چھپا دے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۳۔ فسوق (جھوٹ بولنا، گالی گلوچ کرنا اور فخر و غرور کرنا)

(۲۴۹) فسوق میں جھوٹ بولنا، گالی دینا اور فخر کرنا شامل ہے اگرچہ فسوق ہر حال میں حرام ہے مگر حالت احرام میں اس کی حالت تاکیدی ہے۔ فخر کرنے سے مراد یہ ہے کہ کوئی اپنے حسب و نسب، مال، رتبہ یا اس جیسی چیزوں پر فخر کرے۔ فخر اس وقت حرام ہے جب اس کے سبب سے کسی مومن کی توہین یا تحقیر ہو رہی ہو ورنہ حرام نہیں ہے۔ نہ محرم پر اور نہ غیر محرم پر، فسوق کا استغفار کے علاوہ اور کچھ کفارہ نہیں ہے اگرچہ احوط یہ ہے کہ ایک گائے کا کفارہ دے۔

۱۴۔ جدال (بحث و جھگڑا کرنا)

(۲۵۰) محرم کا اس طرح سے بحث یا جھگڑا کرنا جس میں اللہ کی قسم کھا کر کسی چیز کو ثابت کیا جائے یا کسی چیز کا انکار کیا جائے حرام ہے۔ اظہر یہ ہے کہ قسم میں صرف ان دو لفظوں بلی و اللہ یا لا و اللہ کا لحاظ کرنا معتبر نہیں ہے بلکہ ذات حقیقی کی قسم ہو تو کافی ہے چاہے اسم مخصوص اللہ کے ذریعے قسم کھائے یا اس کے علاوہ کسی اور اسم سے اور چاہے قسم لا، یا، بلی، سے شروع ہو یا نہ ہو، اسی طرح حاہے قسم عربی زبان میں کھائے یا کسی اور زبان میں، اللہ کے نام کے علاوہ کسی اور مقدس نام کی قسم کا کوئی اعتبار نہیں ہے چہ جائے کہ کوئی یوں کہے کہ میری جان کی قسم ایسا ہے ایسا نہیں ہے۔ اسی طرح خبر دینے کے علاوہ قسم کا کوئی اثر نہیں ہے مثلا کسی سے التماس کرنے کے لیے قسم

کھانا اور کہنا کہ اللہ کی قسم مجھے فلاں چیز دے دو، خود اپنے ارادے کی تاکید کے لیے قسم کھانا کہ میں مستقبل میں یہ کام کرونگا اور یوں کہنا کہ اللہ میں فلاں چیز تمہیں دونگا، فقہا کا کہنا ہے کہ سچی قسم میں جدال متحقق ہونے میں قسم کا تین مرتبہ پے در پے تکرار کرنا ضروری ہے۔ ورنہ جدال متحقق نہیں ہوگا تاہم یہ قول اشکال سے خالی نہیں ہے اگرچہ احوط اس کے خلاف میں ہے یعنی ایک مرتبہ میں بھی جدال متحقق ہو جائے گا اور جھوٹی قسم میں جدال کے متحقق ہونے میں بلا اشکال تعدد معتبر نہیں ہے۔

(۲۵۱) حرمت جدال سے ہر وہ مورد مستثنی ہے کہ جہاں قسم کو ترک کرنے سے مکلف کو نقصان ہو رہا ہو جیسے قسم کو ترک کرنے کی وجہ سے اس کا حق ضائع ہو جائے گا۔

(۲۵۲) اگر جدال کرنے والا تین مرتبہ پے در پے سچی قسم کھائے تو اس پر ایک بکری کفارہ واجب ہو گی اور تین مرتبہ سے زیادہ تکرار کرنے کی وجہ سے متعدد کفارہ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تین یا زیادہ مرتبہ قسم کھانے کے بعد پھر تین یا زیادہ مرتبہ قسمیں کھائے تو ان دو صورتوں میں کفارہ بھی متعدد ہو جائیگا ۔ اگر ایک جھوٹی قسم کھائے تو ایک مرتبہ پر ایک بکری اور دو مرتبہ پر دو بکری اور تین مرتبہ قسم کھانے پر ایک گائے کفارہ واجب ہے تین مرتبہ سے زیادہ قسم کھانے پر کفارہ نہ دیا ہو تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ تاہم دوسری مرتبہ جھوٹی قسم کا کفارہ دینے کے بعد تیسری مرتبہ جھوٹی قسم کھانے پر ایک بکری ہی کفارہ ہوگی نہ کہ گائے ۔

۱۵۔ جسم کی جوئیں مارنا۔

(۲۵۳) محرم کے لیے جوئیں مارنا اور بنابر احوط اپنے لباس یا

جسم سے نکال کر باہر پھیکنا جائز نہیں ہے۔ تاہم جسم کی ایک جگہ سے پکڑ کر دوسری جگہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر کوئی جوؤں کو مار دے یا پھینک دے تو احوط اولی یہ ہے کہ مٹھی بھر کھانا کفارہ دے۔ احوط یہ ہے کہ اگر مچھر، کھٹمل اور ان جیسے جانور محرم کو ضرر نہ پہچائیں تو ان کو بھی نہ مارے لیکن اظہر یہ ہے کہ انہیں اپنے قریب آنے سے روکنا جائز ہے۔ اگرچہ احوط یہ ہے کہ اس کو بھی ترک کرے۔

۱۶۔ آرائش کرنا (بناؤ سنگھار کرنا)

(۲۵۴) احوط یہ ہے کہ محرم مرد اور عورت اپنے آپ کو ہر اس چیز سے بچائیں جو عموما زینت شمار ہوتی ہے۔ خواہ زینت کا قصد کرے یا نہ کرے ویسے تو عام طور پر مہندی لگانا بھی زینت میں شمار ہوتا ہے لیکن اگر مہندی لگانا زینت میں شمار نہ ہوتا ہو مثلا

علاج کی غرض سے استعمال کی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔
اسی طرح احرام باندھنے سے پہلے لگانے میں کوئی حرج نہیں
ہے۔ چاہے اس کے اثرات احرام باندھنے تک باقی رہیں ۔
(۲۵۵) زینت کے بغیر انگوٹھی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔
چنانچہ انگوٹھی پہننا ایک مستحب عمل ہونے کی وجہ سے یا گم
ہونے سے بچانے کے لیے، طواف کے چکروں کو شمار کرنے
کی لیے یا اسی طرح کے کسی اور کام کے لیے ہو تو کوئی حرج
نہیں تاہم احوط یہ ہے کہ زینت کے لیے نہ پہنے ۔
(۲۵۶) محرم عورت کے لیے زینت کی نیت سے زیوارات پہننا
حرام ہے بلکہ احوط یہ ہے کہ اگر زینت شمار ہوتے ہوں تو
زینت کی نیت کی بغیر بھی نہ پہنے تاہم اتنی مقدار میں زیورات
پہننا جنہیں وہ عام طور پر احرام سے پہلے پہنتی تھی اس حکم سے

مستثنی ہے لیکن احوط اولی یہ ہے کہ زیورات پہن کرا اپنے شوہر یا دوسرے محرم مردوں کو نہ دکھائے مذکورہ بالا تمام موارد میں اگر کوئی زینت کرے تو کوئی کفارہ واجب نہیں ہے۔

۱۷۔ تیل لگانا۔

(۲۵۷) محرم کے لیے تیل لگانا حرام ہے چاہے وہ خوشبودار نہ بھی ہو لیکن خوشبودار تیل کھانا جائز ہے چاہے وہ تیل اچھی خوشبو والا ہو جیسا کہ مسئلہ ۲۳۸ میں بیان ہوا محرم کے لیے بغیر خوشبو کا تیل بغیر دوا کے استعمال کرنا جائز ہے بلکہ ضرورت و مجبوری کے وقت خوشبودار تیل چاہے اس کی خوشبو طبیعی ہو یا ملائی گئی ہو استعال کرنا بھی جائز ہے۔

(۲۵۸) عمدا خوشبودار تیل اس کی خوشبو خواہ طبیعی ہو یا غیر طبیعی استعمال کرنے کا کفارہ ایک بکری ہے اور اگر تیل لا علمی

کی وجہ سے استعمال کیا جائے تو دونوں تیلوں کا کفارہ بنابر احوط ایک فقیر کو کھانا کھلانا ہے۔

۱۸۔ بدن کے بال صاف کرنا۔

(۲۵۹) محرم کا اپنے یا کسی دوسرے کے بدن سے بال صاف کرنا جائز نہیں ہے چاہے دوسرا بغیر احرام کے ہی کیوں نہ ہو اور چاہے مونڈ کر صاف کرے یا اکھاڑ کر اس حکم میں بالوں کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ایک بال کا کچھ حصہ مثلا آدھا بال کاٹنا جائز نہیں ہے لیکن اگر سر میں جوئیں زیادہ ہونے کے وجہ سے اسے اذیت اور تکلیف ہوتی ہو تو پھر سر منڈوانا جائز ہے۔ اسی طرح سے اگر ضرورت ہو تو بال صاف کرنا بھی جائز ہے وضو یا غسل اور تیمم یا نجاست سے پاک ہونے یا ایسی رکاوٹ کو دور کرتے وقت جو جسم سے چپکی ہوئی ہو حدث یا

خبث طہارت سے مانع بن رہی ہو یا کسی اور ضرورت کے وقت اگر بال گریں تو کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ اس کا قصد نہ رکھتا ہو۔

(۲۶۰) بغیر ضرورت کے سر منڈوانے کا کفارہ ایک بکری یا تین دن کے روزے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ ہر مسکین کا طعام دو مد (یعنی تقریبا ۱۵۰۰ گرام کے برابر ہے) اگر محرم اپنی دنوں بغلوں کے نیچے کے بالوں کو نوچ کر نکالے تو ایک بکری کا کفارہ دے اور احوط یہ ہے کہ اگر ایک بغل کے نیچے کے بال نوچ کر نکالے تب بھی ایک بکری کا کفارہ دے۔ اگر داڑھی یا کسی اور جگہ کے بال نکالے تو ایک مسکین کو مٹھی بھر کھانا دے۔ مذکورہ بالا موارد میں اگر کوئی مونڈھنے یا نوچ کر نکالنے کے علاوہ کسی اور طرح سے بال نکالے تو احوط یہ ہے کہ اس کا بھی یہی

حکم ہے۔ اگر محرم کسی دوسرے کا سر مونڈے تو دوسرا سر مونڈوانے والا حالت احرام میں ہو یا بغیر احرام کے تو محرم پر کوئی کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۲۶۱) محرم کے لیے اس طرح سر کھجانے میں کہ جب بال نہ گریں یا خون نہ نکلے کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی حکم بدن کھجانے کا بھی ہے۔ اگر محرم بلا وجہ اپنے سر یا داڑھی پر ہاتھ پھیرے اور ایک یا کچھ بال گر جائیں تو مٹھی بر کھانا صدقہ دے اور اگر وضو کرتے وقت کچھ بال گریں تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔

۱۹۔ مردوں کے لیے سر ڈھانپنا۔

(۲۶۲) محرم مرد کے لیے مقنع یا کپڑے یا دوپٹے وغیرہ سے اپنا پورا سر یا کچھ حصہ ڈھانپنا جائز نہیں ہے بلکہ احوط یہ ہے کہ گیلی مٹھی یا جھاڑی وغیرہ کے ذریعے بھی سر نہ ڈھانپے تاہم مشک کا

تسمہ یا سر درد کی وجہ سے سر پر رومال باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں سر سے مراد بال اگنے کی جگہ ہے اور اقرب یہ ہے کہ اس میں دونوں کان بھی شامل ہیں۔

(۲۶۳) بدن کے کسی حصے مثلاً ہاتھوں سے سر ڈھانپنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس سے بھی اجتناب ضروری ہے۔

(۲۶۴) محرم کے لیے پورے سر کو پانی یا بنابر احوط کسی اور چیز میں ڈبونا جائز نہیں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس حکم میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے اور سر سے مراد گردن کے اوپر کا پورا حصہ ہے۔

(۲۶۵) احوط یہ ہے کہ اگر محرم سر کو چھپائے تو ایک بکری کفارہ دے اور جن موارد میں سر چھپانا جائز نہیں ہے یا مجبوراً سر چھپائے تو ظاہر یہ ہے کہ کوئی کفارہ واجب نہیں ہے۔

۲۰۔ عورتوں کے لیے چہرے کا چھپانا۔

(۲۶۶) حالت احرام میں عورتوں کے لیے برقعہ، نقاب یا چہرے سے چپکنے والی چیز سے چہرہ چھپانا حرام ہے چنانچہ احوط یہ ہے کہ اپنے چہرے یا چہرے کے کچھ حصے کو بھی کسی چیز سے نہ چھپائے تاہم سوتے وقت اور نماز میں سر چھپاتے وقت مقدمہ کے طور پر جب سر پر موجود چادر کو لٹکانے سے نہ چھپ سکتا ہو تو چہرے کا کچھ حصہ ڈھانپنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۶۷) حالت احرام میں عورت اپنی چادر کو لٹکا کر، نامحرم سے پردہ کر سکتی ہے یعنی سر پر موجود چادر کو اپنی ناک بلکہ گردن کے مقابل تک کھینچ لے اور اظہر یہ ہے کہ چادر کے اس حصے کو ہاتھ وغیرہ سے چہرے سے دور رکھنا واجب نہیں ہے اگرچہ احوط

ہے۔

(۲۶۸) احوط اولی یہ ہے کہ چہرہ ڈھانپنے کا کفارہ ایک بکری ہے۔

۲۱۔ مردوں کا سائے میں رہنا

(۲۶۹) سائے میں ہونا دو طرح سے تصور کیا جا سکتا ہے:

۱۔ متحرک اشیاء مثلا چھتری، محمل کی چھت، گاڑی یا ہوائی جہاز کی چھت وغیرہ کے زیر سایہ چلنا، جب کہ سایہ دار چیز مذکورہ مثالوں کی طرح اس کے سر کے اوپر ہوں تو محرم مرد پر حرام ہے خواہ وہ سوار ہو یا پیدل تاہم بادل کے نیچے کھڑا ہونا جائز ہے لیکن اگر سایہ دار چیز اس کی سیدھی طرف مثلا سامنے یا پیچھے ہو تو ظاہر یہ ہے کہ پیدل شخص کے لیے ایسا سایہ جائز ہے لہذا محمل یا گاڑی کے سائے میں چلنا محرم مرد کے لے جائز ہے اور سوار کے لیے احتیاط یہ ہے کہ وہ اس سے پرہیز کرے سوائے

اس کے کہ عام سورج سے بچنے کا نہ ہو یعنی وہ چیز کھلی ہوئی گاڑی کی دیوار میں محرم مرد کے کسی ایک طرف ہوں اور اتنی چھوٹی ہو کہ محرم کا سر اور سینہ اس سے نہ چھپتا ہو۔

۲۔ ثابت اور غیر متحرک اشیاء مثلا دیواریں، درخت و پہاڑ یا انہیں جیسی کسی اور چیز کے سائے میں ہونا محرم مرد کے لیے بنا بر احوط جائز ہے خواہ سوار ہو یا پیدل۔ اسی طرح محرم کا اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچانا سورج کی تپش سے بچانا جائز ہے اگرچہ احوط اس کو ترک کرنے میں ہے۔

(۲۷۰) سائے میں ہونے سے مراد اپنے آپ کو سورج سے بچانا ہے اور احوط یہ ہے کہ اس حکم میں سورج کے ساتھ بارش کو بھی شامل کیا جائے لیکن اظہر یہ ہے کہ ہوا، سردی، گرمی یا ان جیسی دوسری چیزوں سے اپنے آپ کو بچانا جائز ہے لیکن احتیاط

اس میں بھی ترک کرنے میں ہے۔ چنانچہ بنابر احوط رات کے وقت بارش نہ ہونے کی صورت میں محرم کے لیے چھت والی گاڑی یا کسی اور چیز میں سوار ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگرچہ یہ سواری محرم شخص کو ہوا سے بچا رہی ہو۔

(۲۷۱) زیر سایہ ہونے کی جو حرمت بیان ہوئی ہے وہ حالت سفر سے مخصوص ہے۔ لہذا اگر محرم کسی جگہ پہنچے اور اس جگہ کو رہنے کے لیے منتخب کرے یا نہ کرے مثلا دوران سفر آرام کرنے یا دوستوں سے ملاقات کرنے یا کسی اور وجہ سے رکے تو اس وقت سائے میں رہنے میں اشکال نہیں ہے۔ لیکن اس صورت میں کہ جب یہ کسی جگہ پہنچنے اور رہنے کے لیے قرار دے مگر چاہتا ہو کہ اپنے کاموں کو انجام دینے کے لیے ادھر ادھر جائے مثلا مکہ میں پہنچے اور چاہتا ہو کہ طواف سعی کرنے کے بعد

مسجد الحرام جائے یا مثلا منیٰ پہنچے اور قربان یا رمی جمرات کے لیے جانا چاہتا ہو تو اس صورت میں اس کے لیے چھت والی گاڑی میں یا چھتری سے سر پر سایہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواز کا حکم دینا کافی مشکل ہے۔ چنانچہ احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

(۲۷۲) اگر محرم اپنے آپ کو سورج سے بچائے تو اس پر کفارہ واجب ہے اور ظاہر یہ ہے کہ کفارہ واجب ہونے میں اختیاری حالت اور مجبوری کی حالت ہونے میں فرق نہیں ہے۔ لہذا اگر کوئی بار بار سائے میں چلے تو اظہر یہ ہے کہ ہر احرام کے لیے ایک کفارہ دے۔ اگرچہ ہر دن کے لیے ایک کفارہ بنابر احوط کافی ہے اور کفارہ میں ایک بکری کافی ہے۔

۲۲۔ جسم سے خون نکالنا۔

احوط یہ ہے کہ محرم کے لیے اپنے جسم سے خون نکالنا جائز نہیں ہے۔ سوائے کسی مجبوری یا ضرورت کے گرچہ فصد کھولنے، حجامت، دانت نکلوانے، جسم کو کھجانے یا کسی اور وجہ سے۔ لیکن اظہر یہ ہے کہ مسواک کرنا جائز ہے چاہے اس کی وجہ سے خون نکلے احوط اولی یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے خون نکالنے کا کفارہ ایک بکری ہے۔

۲۳۔ ناخن کاٹنا۔

محرم کے لیے ناخن کاٹنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ کچھ مقدار میں کاٹے، سوائے کسی مجبوری و ضرورت کے مثلا ناخن باقی رکھنے میں اذیت و تکلیف ہوتی ہو۔ یعنی اگر ناخن کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا ہو اور باقی حصہ میں درد ہو رہا ہو تو باقی ناخن کو کاٹنا بھی جائز ہے ۔

(۲۷۴) ہاتھ یا پاؤں کا ایک ناخن کاٹنے کا کفارہ ایک مد یعنی تقریبا ۷۵۰ گرام کھانا ہے ۔ چنانچہ اگر دو ناخن کاٹے تو کفارہ دو مد طعام اور اسی طرح نو ناخنوں تک (ناخن کاٹنے کے لحاظ سے کفارہ ہوگا) لیکن اگر ہاتھ اور پاؤں کے پورے ناخن متعدد نشستوں میں کاٹے تو کفارہ دو بکریاں (ایک ہاتھ اور دوسری پاؤں کے ناخنوں کے لیے) ہوگا اور اگر ایک ہی نشست میں کاٹے تو پھر ایک بکری کفارہ واجب ہوگا ۔

(۲۷۵) اگر محرم ایسے شخص کے فتوی پر عمل کرتے ہوئے ناخن کاٹے جس نے ناخن کاٹنے کے جائز ہونے کا فتوی غلطی سے دیا ہو اور کاٹتے ہوئے خون نکل آئے تو احوط یہ ہے کہ کفارہ فتوی دینے والے پر واجب ہے ۔

۲۴۔ دانت نکلوانا۔

(۲۷۶) بعض فقہاء نے محرم کے لیے دانت نکلوانا حرام قرار دیا ہے چاہے خون نہ بھی نکلے اور اس کا ایک دنبہ کفارہ واجب ہے۔ لیکن اس حکم کی دلیل میں تامل ہے بلکہ بعید نہیں ہے کہ یہ کام جائز ہو۔

۲۵۔ اسلحہ رکھنا۔

(۲۷۷) محرم کے لیے اسلحہ پہننا بلکہ بنابر احوط اس طرح ساتھ رکھنا کہ مسلح شمار ہو جائز نہیں ہے۔ اسلحہ سے مراد ہر وہ چیز جو عموما اسلحہ کہلاتی ہے مثلا تلوار، بندوق، تیر وغیرہ تاہم زرہ سپر وغیرہ حفاظتی آلات ہیں نہ کہ اسلحہ۔

(۲۷۸) محرم کے پاس اسلحہ ہونے میں جبکہ اس نے پہنا ہوا نہ ہو کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اسلحہ ساتھ رکھنا جبکہ عرفا

مسلح شمار نہ ہوتا ہو کوئی حرج نہیں ہے لیکن پھر بھی ترک کرنا احوط ہے۔

(۲۹۷) حالت اختیاری میں اسلحہ رکھنا حرام ہے لیکن وقت ضرورت مثلاً دشمنی یا چوری کا خوف ہو تو جائز ہے۔

(۲۸۰) بغیر ضرورت کے اسلحہ ساتھ رکھنے کا کفارہ ایک دنبہ ہے۔

ابتک محرم پر حرام ہونے والی چیزیں بیان ہوئی ہیں۔ ذیل میں حرم میں حرام ہونے والے امور بیان کیے جا رہیں ہیں:

محرمات حرم

۱۔ خشکی کے حیوانات کا شکار کرنا جیسا کہ مسئلہ ۱۹۹ میں بیان ہوا ہے۔

۲۔ حرم میں اگنے والی کسی چیز کو اکھاڑنا یا کاٹنا خواہ وہ درخت ہو یا کوئی اور چیز لیکن معمول کے مطابق چلنے سے گھاس اکھڑنے یا جانور یا کھانے کیلیے جانور کو حرم میں چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن حیوانات کیلیے ذخیرہ کرنے کے لیے گھاس نہیں توڑی جا سکتی ہے چاہے وہ جانور اونٹ ہی کیوں نہ ہو۔ درست ترین قول کے مطابق گھاس وغیرہ اکھاڑنے یا توڑنے کے حکم

سے چند چیزیں مستثنیٰ ہیں:

(الف) اذخر۔ جو مشہور خوشبودار گھاس ہے۔

(ب) کھجور اور دوسرے پھلدار درخت۔

(ج) وہ درخت یا گھاس جسے خود لگایا ہو یعنی اپنی ملکیت میں یا کسی دوسرے کی ملکیت میں ہو۔

(د) وہ درخت یا گھاس جو کسی کے گھر میں اگیں لیکن اس کی ملکیت میں آنے سے پہلے اس گھر میں موجود درخت اور گھاس وغیرہ کا حکم باقی تمام درختوں اور گھاس کے حکم جیسا ہے۔

(۲۸۱) وہ درخت جس کی جڑیں حرم میں اور شاخیں حرم سے باہر ہوں یا ایسا درخت جس کی جڑیں حرم میں ہوں اور شاخیں باہر ہوں وہ پورا درخت حرم میں شمار ہوگا۔

(۲۸۲) درخت اکھاڑنے کا کفارہ اس درخت کی قیمت ہے اور

درخت کے کچھ حصے کو کاٹنا کا کفارہ کچھ حصے کی قیمت ہے گھاس کو کاٹنے یا اکھاڑنے کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔

۳۔ حرم کے باہر کسی پر ظلم کرکے حرم میں پناہ لینے والے شخص پر حد، قصاص یا تعزیر جاری کرنا جائز نہیں ہے لیکن ظالم کو کھانا اور پانی نہ دیا جائے۔ نہ ہی اس سے بات چیت کی جائے اور نہ ہی اس سے خرید و فرخت کی جائے نہ ہی اس کو کوئی پناہ یا جگہ دی جائے یہاں تک کہ وہ حرم سے باہر آنے پر مجبور ہو جائے اور پھر اسے پکڑ کر اسے اس کے جرم کی سزا دی جائے۔

۴۔ ایک قول کے مطابق حرم میں پڑی ہوئی کسی چیز کو اٹھانا حرام ہے جبکہ اظہر یہ ہے کہ سخت مکروہ ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص حرم میں پڑی ہوئی چیز اٹھالے اور اس پر کوئی ایسی علامت نہ ہو جس کی وجہ سے اسے اس کے مالک تک پہنچایا جا

سکے تو اسے اپنی ملکیت میں لینا جائز ہے خواہ وہ چیز ایک درہم یا اس سے زیادہ مالیت کی ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر اس پر کوئی ایسی علامت ہو جس کی وجہ سے اسے اس کے مالک تک پہنچا یا جا سکتا ہو اور اس کی مالیت ایک درہم سے کم ہو تو اعلان کرنا واجب نہیں ہے اور احوط یہ ہے کہ اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کردے اگر اسی قیمت ایک درہم یا اس سے زیادہ ہو تو پھر پورا ایک سال تک اعلان کرنا واجب ہے اور اس کے باوجود مالک نہ ملے تو احوط یہ ہے کہ مالک کی طرف سے صدقہ کردے۔

کفارے کے جانور ذبح کرنے کی جگہ

(۲۸۳) اگر محرم پر عمرہ مفردہ میں شکار کی وجہ سے کفارہ واجب ہو تو جانور کو مکہ مکرمہ میں، اگر عمرہ تمتع یا حج کے احرام میں شکار کرے تو کفارے کے جانور کو منی میں ذبح کرے۔ جب شکار کے علاوہ کسی اور وجہ سے کفارہ واجب ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۲۸۴) اگر محرم پر شکار یا کسی اور وجہ سے (جانور ذبح کرنے کا) کفارہ واجب ہو جائے اور وہ اسے کسی عذر یا بغیر عذر کے مکہ یا منی میں ذبح نہ کرے تو اظہر یہ ہے کہ کسی بھی جگہ ذبح کرنا جائز ہے۔

(کفارہ کا مصرف (کفارہ خرچ کرنے کی جگہ

محرم پر واجب ہونے والے کفارات کو فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے اور احوط یہ ہے کہ کفارہ دینے والا اس میں سے کچھ نہ کھائے اور اگر خود کھالے تو احتیاط یہ ہے کہ جس مقدار من کھایا ہو اس کی قیمت فقراء میں صدقہ کرے۔

طواف

عمرہ تمتع میں دوسرا واجب عمل طواف ہے طواف کو عمدا چھوڑنے سے حج باطل ہو جاتا ہے چاہے اس حکم کا علم ہو یا نہ ہو اور حکم سے ناآشنا شخص پر بنابر احوط ایک اونٹ کفارہ ہوگا۔ طواف ترک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ طواف انجام دینے میں اتنی تاخیر کی جائے کہ عرفہ کے دن زوال سے پہلے اعمال عمرہ ادا نہ کیے جا سکیں۔ اظہر یہ ہے کہ اگر عمرہ باطل ہو جائے تو احرام بھی باطل ہو جاتا ہے چنانچہ عمرہ تمتع سے حج افراد میں طرف عدول و رجوع کرنا کافی نہیں ہے۔ اگرچہ احوط ہے۔ یعنی حج افراد کے اعمال انجام دیے جائیں بلکہ احوط یہ ہے کہ طواف،

نماز طواف، سعی، حلق یا تقصیر کو حج افراد و عمرہ تمتع کی عمومی نیت سے انجام دے کہ ان دو میں سے جو واجب ہے اسے انجام دے رہا ہوں۔

شرائط طواف

طواف میں چند چیزیں شرط ہیں:

۱۔ نیت ۔ طواف قربت کی نیت اور خضوع کے ساتھ خدا کا حکم اور بندگی کی بجا آوری کے لیے انجام دے۔ طواف میں عبادت کو معین کرنا بھی معتبر ہے جیسا کہ حرام کی نیت کے مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے ۔

۲۔ طہارت ۔ حدث اکبر و اصغر سے پاک ہو، چنانچہ عمدا یا لا علمی یا بھول کر حالت حدث میں کیا ہوا طواف باطل ہے ۔

(۲۸۵) اگر طواف کے دوران حدث صادر ہو جائے تو اس کی چند صورتیں ہیں:

(ا) چوتھا چکر مکمل کرنے سے پہلے ہو تو طواف باطل ہو جائیگا چنانچہ پاک ہونے کے بعد طواف دوبارہ انجام دینا ضروری ہے بلکہ اظہر یہ ہے کہ چوتھے چکر کے نصف تک پہنچنے کے بعد بھی اگر حدث صادر ہو تب بھی طواف باطل ہے اور دوبارہ انجام دینا ضروری ہے ۔

(ب) چوتھا چکر مکمل ہونے کے بعد غیر اختیاری طور پر حدث صادر ہو تو اپنا طواف قطع کر کے طہارت کرے اور بعد از طہارت اپنا طواف وہیں سے شروع کر کے مکمل کرے جہاں

سے چھوڑا تھا۔

(ج) چوتھا چکر مکمل ہونے کے بعد اختیاری طور پر حدث صادر ہو تو احوط یہ ہے کہ طہارت کے بعد اس طواف کو پورا کرے اور اس کا اعادہ بھی کرے۔

(۲۸۶) اگر طواف شروع کرنے سے پہلے طہارت میں شک ہو تو اگر جانتا ہو کہ پہلے طہارت پر تھا اور بعد میں حدث کے صادر ہونے میں شک ہو تو اس شک کی پرواہ نہ کی جائے ورنہ طواف سے پہلے طہارت کرنا واجب ہے۔

(۲۸۷) طواف سے فارغ ہونے کے بعد طہارت میں شک ہو تو شک کی پرواہ نہ کی جائے، تاہم طواف کو دوبارہ انجام دینا احوط اور نماز طواف کے کئے طہارت کرنا واجب ہے۔

(۲۸۸) اگر مکلف کسی عذر کی وجہ سے وضو نہ کر سکتا ہو اور عذر

کے زائل ہونے کی امید بھی نہ ہو تو تیمم کرکے طواف انجام دے اور اگر تیمم بھی نہ کر سکتا ہو تو اس پر اس شخص کا حکم جاری ہوگا جو طواف کرنے پر قادر نہ ہو اگر امید نہ ہو کہ تیمم کر سکے گا تو طواف کے لئے نائب بنانا ضروری ہے اور احوط یہ ہے کہ خود بغیر طہارت کے طواف کرے۔

(۲۸۹) حائض اور نفساء پر ایام ختم ہونے کے بعد اور مجنب شخص پر طواف کے لئے غسل کرنا واجب ہے اور اگر غسل نہ کر سکتے ہوں اور امید بھی نہ ہو کہ غسل کر سکیں گے تو پھر تیمم کرکے طواف انجام دیں نیز احوط اولی یہ ہے کہ کسی کو طواف کے لئے نائب بنا دیا جائے اگر تیمم بھی نہ کر سکتا ہو اور امید بھی نہ ہو کہ بعد میں تیمم کر سکے گا تو کسی کو طواف کے لئے نائب بنانا ہی معین ہے۔

(۲۹۰) اگر کوئی عورت احرام کے دوران یا احرام سے پہلے یا بعد میں مگر طواف سے پہلے حائض ہو جائے اور اتنا وقت ہو کہ ایام حیض گزرنے کے بعد اور حج کا وقت آنے سے پہلے وہ اعمال عمرہ کو بجا لا سکے تو پاک ہونے کے بعد غسل کر کے اعمال عمرہ انجام دے اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ احرام سے پہلے یا احرام کے باندھتے وقت حیض آئے تو اس کا حج، حج افراد میں تبدیل ہو جائے گا چنانچہ حج افراد مکمل کرنے کے بعد اگر ممکن ہو تو عمرہ مفردہ انجام دے۔

۲۔ احرام حج کے بعد حیض آئے تو احوط یہ ہے کہ پہلی صورت کی طرح عمرہ تمتع حج افراد میں بدل دے اگرچہ ظاہر یہ ہے کہ عمرہ تمتع پر بھی باقی رہنا جائز ہے یعنی طواف اور نماز طواف کے

بغیر عمرہ تمتع کے اعمال انجام دے اس کے بعد سعی اور تقصیر کرے اور پھر حج کیلئے احرام باندھ کر منی میں اعمال انجام دینے کے بعد مکہ واپس آکر حج کے طواف سے پہلے عمرہ کا طواف اور نماز طواف کی قضاء انجام دے اگر عورت کو یقین ہو کہ اس کا حیض باقی رہے گا اور وہ طواف نہیں کر سکے گی یہاں تک کہ منی سے واپس آجائے اور اس کا سبب خواہ قافلے والوں کا عدم صبر ہی کیوں نہ ہو، چنانچہ طواف اور نماز طواف کیلئے نائب بنائے اور پھر سعی کو خود انجام دے۔

(۲۹۱) اگر عورت طواف کے دوران حائض ہو جائے تو اگر چوتھا چکر مکمل ہونے سے پہلے حیض آئے تو طواف باطل ہوگا اور اس کا حکم وہی ہے جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہوا اگر چوتھا چکر مکمل ہونے کے بعد حیض آئے تو جتنا طواف وہ کر چکی ہے

وہ صحیح ہوگا اور اس پر واجب ہے کہ حیض سے پاک ہونے اور غسل کرنے کے بعد اسے مکمل کرے نیز احوط اولی یہ ہے کہ اس طواف کو مکمل کرنے کے بعد اس کا اعادہ بھی کرے یہ حکم وقت کے وسیع ہونے کی صورت میں ہے، اگر وقت تنگ ہو تو سعی اور تقصیر کرکے حج کے لئے احرام باندھے اور باقی طواف کی قضاء جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا منی سے واپس آکر حج کے طواف سے پہلے انجام دے۔

(۲۹۲) اگر عورت طواف کے انجام دینے کے بعد مگر نماز طواف سے پہلے حیض دیکھے تو اس کا طواف صحیح ہوگا اور یہ عورت پاک ہونے اور غسل کرنے کے بعد نماز طواف انجام دے اگر وقت تنگ ہو تو پھر سعی اور تقصیر کرکے حج کے طواف سے پہلے نماز طواف کی قضاء انجام دے۔

(۲۹۳) اگر عورت کو طواف اور نماز طواف کے بعد پتہ چلے کہ وہ حائضہ ہے اور یہ نہ جانتی ہو کہ حیض طواف سے پہلے یا دوران طواف یا نماز طواف سے پہلے یا نماز طواف کے بعد آیا ہے تو طواف اور نماز طواف کو صحیح سمجھے اگر یقین ہو کہ حیض طواف سے پہلے یا دوران نماز آیا ہے تو اس کا وہی حکم ہے جو گذشتہ مسئلہ میں بیان ہوا۔

(۲۹۴) اگر عورت عمرہ تمتع کیلئے احرام باندھے اور اعمال کو انجام دینا بھی ممکن ہو اور یہ جاننے کہ بعد میں حائض ہونے اور وقت کی کمی کی وجہ سے اعمال انجام نہیں دے سکے گی اعمال کو انجام نہ دے اور حائض ہو جائے نیز حج سے پہلے اعمال عمرہ انجام دینے کا وقت بھی نہ بچے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کا عمرہ بھی باطل ہو جائے گا اور اس کا حکم بھی وہی ہے جو احکام طواف

کے شروع میں بیان ہو چکا ہے۔

(۲۹۵) مستحب طواف میں حدث اصغر سے پاک ہونا معتبر نہیں ہے اسی طرح قول مشہور کی بناء پر حدث اکبر سے بھی پاک ہونا معتبر نہیں ہے لیکن نماز طواف طہارت کے بغیر صحیح نہیں ہے۔

(۲۹۶) وہ شخص جو کسی عذر کی وجہ سے کسی خاص طریقے سے طہارت کرتا ہو وہ اپنی اسی طہارت پر اکتفا کرے مثلا جبیرہ والا شخص یا وہ شخص جو اپنا پیشاب یا پاخانہ نہ روک سکتا ہو، اگرچہ مبطون (جو پاخانہ نہ روک سکے) کیلئے احوط یہ کہ اگر ممکن ہو تو جمع کرے یعنی خود بھی خاص طریقے سے طہارت کرکے طواف اور نماز انجام دے اور کسی کو نائب بھی بنائے۔

وہ عورت جسے استحاضہ آئے تو اگر اس کا استحاضہ "قلیلہ" ہو تو

طواف اور نماز طواف کے لئے ایک ایک وضو، "متوسطہ" ہو تو دونوں کیلئے ایک ایک وضو علاوہ ایک غسل اور اگر "کثیرہ" ہو تو دونوں کیلئے ایک ایک غسل کرے اور اگر حدث اصغر سے پاک ہو تو وضو کی ضرورت نہیں ہے ورنہ احوط اولی یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

۳۔ خبث سے طہارت

تیسری چیز جو طواف میں معتبر ہے وہ خبث سے پاک ہونا ہے چنانچہ نجس لباس یا بدن میں طواف صحیح نہیں ہے احوط یہ ہے کہ ایک درہم سے کم خون جو نماز میں معاف ہے وہ طواف میں معاف نہیں ہے اسی طرح چھوٹے لباس مثلا جوراب وغیرہ کی نجاست جو کہ نماز کیلئے مضر نہیں لیکن طواف کیلئے مضر ہے وہ نجاست بھی طواف کیلئے مضر ہے جس کے ساتھ نماز مکمل نہیں

ہو سکتی لیکن متنجس چیز کو طواف کی حالت میں اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے چاہے نجاست کم لگی ہو یا زیادہ۔

(۲۹۷) اگر حالت طواف میں بدن یا لباس پر زخم یا پھوڑے کا خون لگا ہو جب کہ زخم یا پھوڑا ابھی صحیح نہ ہوا ہو اور پاک یا تبدیل کرنا بہت زیادہ تکلیف کا سبب ہو اسی طرح بحالت مجبوری بدن یا لباس نجس ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر پاک یا تبدیل کرنے میں بہت سی مشقت یا تکلیف نہ ہو تو احوط یہ ہے کہ نجاست کو دور کرنا واجب ہے۔

(۲۹۸) اگر کسی کو اپنے بدن یا لباس کے نجس ہونے کا علم نہ ہو اور طواف کے بعد پتہ چلے تو اس کا طواف صحیح ہے اور اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح جب نجاست کا نماز طواف سے فارغ ہونے کے بعد پتہ چلے جب کہ نماز سے پہلے اس

نجاست کے موجود ہونے کا شک نہ ہو یا پہلے سے شک ہو مگر تحقیق کر چکا ہو اور نجاست کا پتہ نہ چلا ہو تو نماز طواف بھی صحیح ہوگی لیکن اگر کسی کو پہلے سے نجاست کا شک ہو اور اس نے تحقیق بھی نہ کی ہو اور پھر نماز کے بعد اسے نجاست کا پتہ چلے تو احتیاط واجب کی بنا پر نماز دوبارہ پڑھے۔

(۲۹۹) اگر کوئی شخص بھول جائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے طواف کے بعد یاد آئے تو اظہر یہ ہے کہ اس کا طواف صحیح ہے اگرچہ اعادہ کرنا احوط ہے نماز طواف کے بعد یاد آئے تو اگر اس کا بھولنا لاپرواہی کی وجہ سے ہو تو احوط یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔ ورنہ اظہر یہ ہے کہ اعادہ ضروری نہیں ہے

۔

(۳۰۰) اگر دوران طواف بدن یا لباس کے نجس ہونے کا پتہ چلے

یا طواف سے فارغ ہونے سے پہلے اس کا بدن یا لباس نجس ہو جائے تو اگر موالات عرفی منقطع کیے بغیر نجاست دور کرنا ممکن ہو چاہے اس کے لیے ستر پوشی کی معتبر مقدار کا لحاظ رکھتے ہوئے نجس کپڑا اتارنا پڑے یا پاک کپڑا میسر ہونے کی صورت میں نجس کپڑا اتار کر پاک کپڑا پہننا پڑے دونوں صورتوں میں نجاست دور کرکے طواف پورا کرے اور اس کے بعد کوئی ذمہ داری باقی نہیں رہ جاتی ورنہ احوط یہ ہے کہ طواف بھی پورا کرے اور نجاست دور کرنے کے بعد اس کا اعادہ بھی کرے، اعادہ اس صورت میں کرے جب کہ نجاست کا علم یا نجاست کا لگنا چوتھا چکر مکمل کرنے سے پہلے ہو اگرچہ اعادہ کرنا مطلقاً واجب نہیں ہے۔

۴۔ مردوں کا ختنہ شدہ ہونا ۔

طواف میں چوتھی شرط مردوں کا ختنہ شدہ ہونا ہے ۔ احوط بلکہ اظہر یہ ہے کہ ممیز بچے میں بھی یہ شرط معتبر ہے لیکن غیر ممیز بچہ میں جسے اس کا ولی طواف کرائے ۔ اس شرط کا معتبر ہونا ظاہر ہے اگرچہ اس صورت میں بھی احوط یہ ہے کہ اسے معتبر سمجھا جائے ۔

(۳۰۱) محرم خواہ بالغ ہو یا ممیز بچہ اگر ختنہ شدہ نہ ہو تو اس کا طواف کافی نہیں ہوگا۔ لہذا ختنہ کے بعد دوبارہ طواف نہ کرے تو احوط یہ ہے کہ طواف مطلقا ترک کرنے والے کے حکم میں ہوگا اور طواف کے ترک کرنے والے کے احکام جو آئندہ بیان ہونے والے ہیں اس پر بھی جاری ہوں گے ۔

(۳۰۲) ایسا شخص جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اور وہ مستطیع ہو جائے

تو اگر اسی سال ختنہ کرکے حج پر جا سکتا ہو تو حج پر جائے ورنہ ختنہ کرنے تک حج میں تاخیر کرے۔ اگر ختنہ کرانا کسی نقصان، رکاوٹ، تکلیف یا کسی اور وجہ سے ممکن نہ ہو تو حج ساقط نہ ہوگا لیکن احوط یہ ہے کہ حج عمرہ میں خود بھی طواف کرے اور کسی کو نائب بھی بنائے اور نماز طواف نائب کے طواف کے بعد پڑھے۔

۵۔ شرمگاہ کو چھپانا۔

احوط یہ ہے کہ حالت طواف میں بھی اتنی ہی مقدار میں شرمگاہ کو چھپانا واجب ہے جتنی مقدار کا نماز میں، اولی بلکہ احوط یہ ہے کہ جو نمازی کے لباس کی شرائط معتبر ہیں ساتر (وہ چیزیں جن سے شرمگاہ کو چھپایا جائے) میں، بلکہ طواف کرنے والے کے تمام لباس میں ان شرائط کا خیال رکھا جائے۔

واجبات طواف

طواف میں آٹھ چیزیں معتبر ہیں:

۱۔۲ ہر چکر کو حجر اسود سے شروع کر کے اسی پر ختم کرنا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ شرط اس وقت حاصل ہوگی جب حجر اسود کے جس حصے سے چکر شروع کیا جائے وہیں پر ختم کرے۔ اگرچہ احوط یہ ہے کہ ابتدا و انتہاء میں اپنے بدن کو تمام حجر اسود سے گزارے۔ اس احتیاط کے لیے کافی ہے کہ حجر اسود سے کچھ پہلے کھڑا ہو جائے اور طواف کی نیت اس جگہ سے کی جائے جہاں سے حقیقت میں حجر اسود سے سامنا ہو رہا ہو۔ پھر خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ چکر لگائے جائیں اور آخری چکر کے اختتام پر حجر

اسود سے یہ نیت کرتے ہوئے تھوڑا آگے تک جائے کہ طواف معتبر مقام سے پورا ہو جائے۔ اس طرح یقین ہو جائیگا کہ حقیقت میں حجر اسود جس جگہ سے شروع ہونا تھا اور جہاں ختم ہونا تھا وہ اس عمل سے حاصل ہو گیا ہے۔

۳۔ طواف کرتے وقت خانہ کعبہ کو اپنے بائیں طرف قرار دے چنانچہ اگر دوران طواف کسی رکن کو بوسہ دینے یا رش کی وجہ سے کعبہ کی طرف رخ یا پشت ہو جائے یا کعبہ دائیں جانب قرار پائے تو اتنی مقدار طواف میں شمار نہیں ہوگا۔ کعبہ کو بائیں طرف قرار دینے میں ظاہر ہے کہ اگر عرفا یہ کہا جائے کہ کعبہ حاجی کے بائیں طرف ہے تو کافی ہے جیسا کہ نبی کریم (ص) کے سواری پر طواف کرنے سے ظاہر ہے ہوتا ہے۔ لہذا جب جسم کعبہ کے چاروں ارکان اور حجر اسمعیل کے دو سروں سے گزر رہا

ہو تو جسم کو بائیں جانب کعبہ کی طرف کرنے میں دقت اٹھانے بدن کو موڑنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

۴۔ حجر اسمعیل کو بھی طواف میں شامل کرنا یعنی حج اسمعیل کے باہر سے چکر لگایا جائے نہ ہی اس کے اوپر سے گزرے اور نہ ہی اندر سے ۔

۵۔ طواف کرنے والا دیوار کعبہ اور اس کے اطراف میں موجود چبوترے (شاذروان) سے ہٹ کر چلے ۔

۶۔ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا، سات سے کم کافی نہیں ہونگے اگر کوئی جان بوجھ کر سات سے زیادہ چکر لگائے تو اس کا اطواف باطل ہو جائگا۔ جس کا بیان بعد میں آئے گا۔

۷۔ ساتوں چکر اس طرح سے لگائے جائیں کہ عرفا اسے پی درپی شمار ہوں یعنی بغیر زیادہ توقف کے ایک کے بعد ایک بجا لایا

جائے۔ اس حکم سے کچھ موارد مستثنیٰ ہیں۔ جس کا بیان بعد میں آئے گا۔

۸۔ طواف کرنے والا اپنے ارادے اور اختیار سے کعبہ کے گرد چکر لگائے اگر رش یا کسی اور وجہ سے کچھ مقدار بے اختیاری کی وجہ سے بجا لائے تو یہ کافی نہیں ہوگا اور اس کا جبران اور تدارک کرنا ضروری ہے۔

(۳۰۳) فقہاء کے درمیان مشہور ہے کہ کعبہ اور مقام ابراہیم کے درمیان چکر لگایا جائے۔ جس کا فاصلہ ساڑھے چھبیس ہاتھ ہے (۱۲/۲میٹر) چونکہ حجر اسمعیل کو طواف کے اندر رکھنے کی وجہ سے حجر اسماعیل کی جانب سے زیادہ نہیں ہے لیکن بعید نہیں کہ طواف اس حصے سے زیادہ میں بھی جائز ہو مگر کراہت کے ساتھ خصوصاً اس شخص کے لیے جو اس مقدار میں طواف

نہ کر سکتا ہو یا اس مقدار میں اس کیلیے طواف کرنا حرج و مشتقت کا باعث ہو لیکن اگر اس مقدار میں طواف کرنا ممکن ہو تو احتیاط ملحوظ خاطر رکھنا بہتر ہے۔

مطاف (وہ جگہ جہاں طواف کیا جائے) سے خارج ہونا ۔

(۳۰۴) اگر طواف کرنے والا مطاف سے خارج ہو کر کعبہ میں داخل ہو جائے تو اس کا طواف باطل ہو جائے گا جو دوبارہ کرنا ہوگا۔ اگر آدھے طواف کے بعد مطاف سے باہر ہو تو بہتر یہ ہے کہ پہلے اس طواف کو پورا کرے اور پھر دوبارہ طواف کرے ۔

(۳۰۵) اگر کوئی مطاف سے نکل کر چبوترے سے (شازروان) پر جلے تو اتنی مقدار میں طواف باطل ہوگا چنانچہ اتنی مقدار کا تدارک و جبران کرنا ضروری ہے۔ احوط اولی یہ ہے کہ اتنی مقدار تدارک اور طواف پورا کرنے کے بعد یہ طواف دوبارہ

بھی کرے۔ اسی طرح احوط اولی یہ ہے طواف کرنے والا دوران طواف اپنے ہاتھ سے کعبہ کی دیوار تک ارکان وغیرہ کو چھونے کے لیے نہ پھلائے۔

(۳۰۶) اگر طواف کرنے والا حج اسمعیل کے اندر چلا جائے چاہے مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے یا بھول کر تو اس کا یہ چکر باطل ہو جائے گا اور ضروری ہے کہ اسے دوبارہ انجام دے۔ احوط یہ ہے کہ طواف پورا کرنے کے بعد دوبارہ انجام دے۔ حجر اسمعیل کے اوپر سے گزرنے کا بنابر احوط وہ حکم ہے جو حکم اندر جانے کا ہے نیز احوط یہ ہے کہ طواف کرتے وقت حجر اسمعیل کی دیوار ہاتھ نہ رکھے۔

طواف کو توڑنا اور طواف کے چکروں کا کم ہونا۔

(۳۰۷) مستحب طواف کی طرح واجب طواف بھی کسی

ضرورت و مجبوری سے بلکہ بنابر اظہر بلا ضرورت و مجبوری بھی توڑنا جائز ہے۔

(۳۰۸) اگر واجب طواف چوتھا چکر پورا ہونے سے پہلے بغیر کسی وجہ کے توڑا جائے تو طواف باطل ہو جائے گا اور دوبارہ بجا لانا ضروری ہے لیکن اگر چوتھا چکر پورا کرنے کے بعد توڑا جائے تو احوط یہ ہے کہ اس طواف کو بھی پورا کرے اور دوبارہ بھی انجام دے۔ تاہم مستحب طواف میں کہ جہاں سے توڑا گیا ہو وہیں سے شروع کرکے پورا کرے۔ چاہے چوتھے چکر سے پہلے توڑے یا بعد میں جب تک کہ عرفا موالات ختم نہ ہو جائے۔

(۳۰۹) اگر عورت کو دوران طواف حیض آجائے تو واجب ہے کہ طواف توڑ کر فورا مسجد الحرام سے باہر نکل جائے اور اس طواف کا حکم مسئلہ نمبر ۲۹۱ میں بیان ہو چکا ہے۔ اسی طرح

اگر طواف کرنے والے سے دوران طواف حدث سرزد ہو جائے یا دوران طواف اسے بدن یا لباس کے نجس ہونے کا پتہ چل جائے تو اس کا حکم مسئلہ نمبر ۲۸۵ اور تین سو میں بیان ہو چکا ہے۔

(۳۱۰) اگر بیماری یا اپنی یا کسی مومن بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے کوئی اپنا واجب طواف کر چوتھا چکر سے پہلے توڑے تو ظاہر یہ ہے کہ طواف باطل ہے اور دوبارہ کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر چوتھے چکر کے بعد توڑے تو اظہر یہ ہے کہ طواف صحیح ہوگا لہذا واپس آکر جہاں سے توڑا تھا وہیں سے شروع کرے اور احوط یہ ہے کہ اسے پورا کرنے کے بعد دوبارہ بھی بجا لائے تاہم مستحب طواف میں جائز ہے کہ جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے شروع کرے چاہے چوتھے چکر سے پہلے چھوڑا ہو۔

(۳۱۱) طواف کے دوران آرام کرنا بیٹھنا یا لیٹنا جائز ہے لیکن ضروری ہے کہ اتنی دیر بیٹھے یا لیٹے کہ تسلسل کا تاثر ختم نہ ہو۔ چنانچہ اتنی دیر لیٹنے یا بیٹھنے سے تسلسل ٹوٹ جائے تو طواف باطل ہو جائے گا لہذا پھر سے شروع کرنا ضروری ہے۔

(۳۱۲) اگر کوئی واجب نماز کو وقت پر پڑھنے کے لیے یا نماز کو جماعت سے پڑھنے کے لیے یا نافلہ نماز کو پڑھنے کے لیے جب کہ اس کا وقت تنگ ہو طواف توڑے تو جہاں سے طواف چھوڑا ہے نماز کے بعد وہیں سے شروع کرے چاہے طواف واجب ہو یا مستحب اور چاہے چوتھے چکر سے پہلے چھوڑا ہو یا بعد میں اگر چہ احوط یہ ہے کہ جب طواف چوتھے چکر سے پہلے چھوڑا ہو تو اس طواف کو پورا کرکے دوبارہ طواف کرے۔

(۳۱۳) اگر طواف میں بھولے سے کمی ہو جائے اور تسلسل

ختم ہونے سے پہلے یاد آجائے تو کمی کو پورا کرے اور اس کا طواف صحیح ہوگا۔ اسی طرح اگر تسلسل ختم ہونے کے بعد یاد آئے اور ایک یا دو یا تین چکر بھولا ہو تو انہیں بجا لائے اور اس کا طواف بھی صحیح ہو جائے گا۔ اگر خود انجام دینے) پر قادر نہ ہو چاہیے اس لیے کہ اپنے شہر واپس آکریاد آیا ہو تو کسی کو نائب بنائے۔ لیکن اگر تین سے زیادہ چکر بھول گیا ہو ہو تو واپس جا کر جتنے چکر کم ہوں انہیں انجام دے۔ احوط یہ ہے کہ اس طواف کو پورا کرنے کے بعد دوبارہ بھی انجام دے۔

طواف میں زیادتی

طواف میں زیادتی کی پانچ صورتیں ہیں:

۱۔ طواف کرنے والا زیادتی کو اس طواف یا دوسرے طواف کا جزنہ سمجھے یعنی سات چکرپورے کرنے کے بعد مستحب کی

نیت سے ایک اور چکر انجام دینے سے طواف باطل نہیں ہوگا۔

۲۔ طواف شروع کرتے وقت ہی یہ ارادہ ہو کہ زائد حصے کو اس طواف کے جزکی نیت سے انجام دے گا تو اس صورت میں اس کا طواف باطل ہے اور ضروری ہے کہ طواف کو دوبارہ انجام دے۔۔ اسی طرح اگر طواف کے دوران اس قسم کا ارادہ کرے اور کچھ حصہ زیادہ انجام دے تو یہی حکم ہے لیکن اگر زیادہ حصہ نیت کے بعد انجام نہ دے تو نیت کرنے سے پہلے والے چکر کے باطل ہونے میں اشکال ہے۔

۳۔ زائد چکر اس نیت سے کرے کہ جس طواف سے فارغ ہوا ہے یہ اس کا جز ہے جبکہ عرفا موالات ختم نہ ہوا ہو یعنی طواف سے فارغ ہونے کے بعد زاید چکر کے جز ہونے کا قصد کرے تو اظہر یہ ہے کہ طواف باطل ہے۔

۴۔ زائد چکر اس نیت سے کرے کہ یہ دوسرے طواف کا جز ہے اور پھر دوسرے طواف کا کوئی بھی جز بجا نہ لائے تو اس صورت میں نہ ہی زیادتی وجود میں آئیگی اور نہ ہی قران ہوگا لیکن بعض صورتوں میں ممکن ہے کہ اس وجہ سے طواف کرنے والے کو قصد قربت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے اس کا طواف باطل بھی ہو سکتا ہے مثلا کوئی شخص قران کی نیت رکھتا ہو جو کہ حرام ہے اور جانتا بھی ہو کہ قران کی وجہ سے طواف باطل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں قصد قربت ثابت نہیں اگرچہ اتفاقا عملی طور پر قران بھی واقع نہ ہو۔

(۳۱۴) اگر سہوا طواف میں چکر زیادہ ہو جائے اور رکن عراقی تک پہنچنے کے بعد یاد آئے تو زائد چکر کو باقی چکروں کے ساتھ ملا کر طواف کو پورا کرے۔ بنابر احوط یہ ہے کہ طواف واجب یا

مستحب کا تعین کیے بغیر یعنی مطلقا قصد قربت سے انجام سے دے اور اس کے بعد چار رکعت نماز پڑھے افضل بلکہ احوط یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو جدا جدا پڑھے یعنی دو رکعت سعی سے پہلے واجب طواف کی نیت سے اور دو رکعت سعی کے بعد مستحب طواف کی نیت سے اسی طرح اگر رکن عراقی تک پہنچنے سے پہلے یاد آئے تو بھی بنا بر احوط یہی حکم ہے۔

چکروں کی تعداد میں شک

(۳۱۵) چکروں کی تعداد یا چکروں کے صحیح ہونے کے بارے میں شک طواف کے بعد یا موقع گزر جانے کے بعد شک ہو تو اس شک کی پرواہ نہ کی جائے۔ اسی طرح اگر تسلسل کے ختم ہونے

یا نماز طواف شروع کرنے کے بعد شک ہو تو اس کی بھی پرواہ نہ کی جائے۔

(۳۱۶) اگر سات چکروں کا یقین ہو اور زیادہ کے بارے میں شک ہو کہ یہ آٹھواں چکر تھا تو ایسے شک کی پرواہ نہ کی جائے اور یہ طواف صحیح ہوگا لیکن اگر یہ شک آخری چکر پورا ہونے سے پہلے ہو تو اظہر یہ ہے کہ طواف باطل ہے چنانچہ احوط یہ ہے کہ رجاء اسے بھی پورا کرے اور دوبارہ بھی انجام دے۔

(۳۱۷) اگر چکر کے اختتام یا چکر کے دوران شک کرے کہ تیسرا چکر ہے یا چوتھا، پانچواں ہے یا چھٹا یا سات چکروں سے کم کا شک ہو تو طواف باطل ہو جائے گا حتی کہ اگر چکر کے اختتام پر چھ اور سات کا شک ہو جائے تب بھی احوط یہ ہے کہ طواف باطل ہے اگر اسی طرح سات سے کم یا زیادہ کا شک ہو مثلا

آخری چکر کا چھٹا، ساتواں یا آٹھواں ہونے میں شک ہو تب بھی طواف باطل ہے۔

(۳۱۸) اگر کسی کو چھ اور سات میں شک ہو اور حکم نہ جاننے کی وجہ سے وہ چھٹا سمجھتے ہوئے اپنا طواف تمام کرے اور اس کی جہالت، جبران و تدارک کا وقت ختم ہونے تک برقرار رہے تو بعید نہیں کہ اس کا طواف صحیح ہو۔

(۳۱۹) طواف کرنے کے لیے جائز ہے کہ اگر اس کے ساتھی کو اس کے چکروں کی تعداد کا یقین ہو تو وہ اس کی بات پر اعتماد کر سکتا ہے۔

(۳۲۰) اگر کوئی عمرہ تمتع میں جان بوجھ کر طواف چھوڑ دے تو چاہے حکم و مسئلہ جانتا ہو اور طواف اور عمرہ کے باقی اعمال روز عرفہ کے زوال آفتاب تک انجام دینا ممکن نہ ہو تو اس کا

عمرہ باطل ہوگا چنانچہ احوط یہ ہے کہ اگر مسئلہ نہ جانتا ہو تو ایک اونٹ کفارہ بھی دے جیسا کہ اس کا ذکر طواف کے باب میں گذر چکا ہے۔ اگر حج میں جان بوجھ کر طواف چھوڑ دے تو خواہ مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور اس کا طواف کا جبران کرنا بھی ممکن نہ ہو تو اس کا حج باطل اور اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے چھوڑا ہو تو ایک اونٹ کفارہ دینا بھی ضروری ہے۔

(۳۲۲) اگر بھول کر طواف چھوڑ دے اور اس کا وقت ختم ہونے سے پہلے یاد آجائے تو اس کا تدارک و جبران کرے اور اظہر یہ ہے کہ سعی بھی طواف کے بعد دوبارہ انجام دے۔ اگر وقت ختم ہونے کے بعد یاد آئے مثلا عمرہ تمتع کا طواف وقوف عرفات تک بھولا رہے یا حج کا طواف ماہ ذی الحجہ تمام ہونے تک یاد نہ آئے تو طواف کی قضا واجب ہے اور احوط یہ ہے کہ

سعی بھی طواف کے بعد دوبارہ انجام دے۔

(۳۲۳) اگر کوئی طواف بھول جائے یہاں تک کہ وطن واپس پہنچ کر اپنی بیوی سے مجامعت کرلے تو واجب ہے کہ اگر حج کا طواف بھولا ہو تو ایک قربانی منی بھیجے اور اگر عمرہ کا طواف بھولا ہو تو ایک قربانی مکہ بھیجے اور دنبہ کی قربانی کافی ہے۔

(۳۲۴) اگر بھولا ہوا طواف اس وقت یاد آئے جب خود طواف انجام دے سکتا ہو تو طواف کی قضا بجا لائے چاہے احرام اتار چکا ہو تاہم دوبارہ احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر مکہ سے نکل جانے کے بعد یاد آئے تو مکہ میں داخل ہونے کے لیے احرام باندھنا ضروری ہے۔ سوائے ان حالتوں کے جن کا بیان مسئلہ ۱۴۱ میں ہو چکا ہے۔

(۳۲۵) وہ چیزیں جو محرم پر حرام تھیں اور جن کا حلال ہونا

طواف پر موقوف تھا وہ طواف بھولنے والے پر اس وقت تک حلال نہیں ہونگی جب تک وہ خود یا اس کا نائب طواف کی قضا نہ کرے۔

(۳۲۶) اگر مکلف کسی بیماری، ہڈی ٹوٹنے یا کسی اور وجہ سے خود طواف نہ کر سکتا ہو اور نہ ہی کسی کی مدد سے انجام دے سکتا ہو تو واجب ہے کہ اسے طواف کروایا جائے یعنی کوئی دوسرا شخص اسے کندھوں پر اٹھا کر طواف کرائے یا کسی گاڑی وغیرہ میں بیٹھا کر طواف کرائے، احوط اولی یہ ہے کہ طواف کرتے وقت حاجی کے پاؤں زمین کو چھو رہے ہوں۔ اگر اس طرح سے بھی طواف کرنا ممکن نہ ہو تو واجب ہے کہ اگر نائب بنا سکتا ہو تو نائب بنائے جو اس کی جانب سے طواف کرے۔ اگر نائب نہ بنا سکتا ہو مثلا بیہوش ہو تو اس کا ولی یا کوئی اور شخص

اس کی جانب سے طواف کرے یہی حکم نماز طواف کا بھی ہے لہذا اگر مکلف قدرت رکھتا ہو تو تو خود نماز پڑھے اور اگر خود نہ پڑھ سکتا ہو تو کسی کو نائب بنائے۔ (حائض اور نفساء کا حکم شرائط طواف میں بیان ہو چکا ہے)۔

نماز طواف

عمرہ تمتع میں تیسرا واجب نماز طواف ہے۔
یہ دو رکعت نماز ہے جو طواف کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ یہ نماز نماز فجر کی طرح ہے لیکن اس کی قرائت میں بلند آواز یا آہستہ سے پڑھنے میں اختیار ہے اور واجب ہے کہ یہ نماز مقام ابراہیم کے قریب پڑھی جائے اور اظہر یہ ہے کہ مقام ابراہیم کے پیچھے

پڑھنا ضروری ہے۔ اگر مقام ابراہیم کے قریب پیچھے کی طرف پڑھنا ممکن نہ تو احوط یہ ہے کہ مقام ابراہیم کے نزدیک دائیں یا بائیں طرف پڑھے یا اس کے پیچھے دور کھڑے ہو کر پڑھے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ان دو جگہوں میں سے جہاں ممکن ہو وہاں پڑھے اور احوط اولی یہ ہے کہ مقام ابراہیم کے پیچھے جتنے قریب میں نماز پڑھنا ممکن ہو جائے بہتر ہے۔

بناء بر احوط اولی بعد میں سعی کے لیے وقت تنگ نہ ہونے کی صورت میں مقام ابراہیم کے نزدیک یا اس کے پیچھے نماز پڑھنا ممکن ہو تو اسے چاہیے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

یہ واجب طواف کا حکم ہے جب کہ مستحب طواف میں مکلف کو حق ہے حتی کہ اختیاری طور پر بھی کہ مسجد میں جس جگہ چاہے نماز پڑھے۔

(۳۲۷) جو شخص جان بوجھ کر نماز طواف نہ پڑھے، احوط یہ ہے کہ اس کا حج باطل ہے۔

(۳۲۸) احوط یہ ہے کہ طواف کے بعد فورا نماز طواف پڑھی جائے یعنی عرفا طواف اور نماز طواف میں فاصلہ نہ ہو۔

(۳۲۹) اگر نماز طواف بھول جائے اور وہ اعمال جو ترتیب میں اس کے بعد ہیں مثلا سعی کے بعد اسے یاد آئے تو نماز طواف پڑھے اور جو اعمال انجام دے چکا ہو ان کا دوبارہ انجام دینا ضروری نہیں ہے اگرچہ تکرار کرنا احوط ہے لیکن اگر سعی کے دوران یاد آجائے تو سعی چھوڑ کر مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھے اور پھر سعی کو جہاں سے چھوڑا تھا وہاں سے شروع کرکے تمام کرے۔ اگر مکہ سے نکل جانے کے بعد یاد آئے تو اگر مشقت و زحمت کا باعث نہ ہو تو احوط یہ ہے کہ واپس جاکر نماز

کو اس جگہ پر پڑھے ورنہ جہاں یاد آئے وہیں پڑھ لے۔ حرم جاکر پڑھنا ضروری نہیں ہے خواہ لوٹنا ممکن ہو۔ جو شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے نماز طواف نہ پڑھے اس کا حکم وہ ہے جو نماز بھول جانے والے کا ہے اور جاہل قاصر و مقصر کے حکم میں فرق نہیں ہے۔

(۳۳۰) اگر کوئی مرجائے اور اس پر نماز طواف واجب ہو اور قضا نمازوں کے باب میں مذکورہ شرائط موجود ہوں تو اس کا بڑا بیٹا اس کی قضا انجام دے۔

(۳۳۱) اگر نماز کی قرائت میں اعراب کی غلطی ہو اور وہ اس کی درستگی نہیں کر سکتا ہو تو اس غلطی کے ساتھ سورہ حمد کا پڑھنا کافی ہے بشرطیکہ زیادہ مقدار اچھی قرائت کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔ لیکن اگر زیادہ قرائت درست قرائت کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا تو

احتیاط یہ ہے کہ اپنی اس قرائت کے ساتھ پورے قران میں جو درست قرائت کر سکتا ہو قرائت کرے اور اگر یہ نا ممکن ہو تو تسبیحات پڑھے ۔

اگر وقت کی تنگی کی وجہ سے پوری قرائت درست نہیں کر سکتا تو جتنی زیادہ مقدار درست کر سکتا ہو تو اسی کو پڑھے۔ اگر اس کی زیادہ مقدار بھی درست قرائت نہ کر سکے تو قرآن کی وہ آیات جن کی قرائت درست پڑھ سکتا ہے پڑھے مگر اتنا پڑھے کہ عرف میں اسے قرآئت قرآت کہا جا سکے اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو تسبیحات کا پڑھنا کافی ہے۔ یہ جو کچھ بیان ہوا ہے وہ سورہ حمد کے بارے میں اور سورہ حمد کے بعد والے سورہ کے بارے میں ظاہر یہ ہے کہ جس شخص نے اسے یاد نہیں کیا یا یاد نہیں کر سکتا اس پر واجب نہیں ہے اور مذکورہ حکم ہر اس شخص کے لیے

ہے جو صحیح قرآئت نہیں کر سکتا ہے۔ چاہے نہ سیکھنے میں مقصر ہی کیوں نہ ہو لیکن مقصر ہونے کی صورت میں احوط اولی یہ ہے کہ مذکورہ طریقے سے نماز پڑھے اور جماعت کے ساتھ بھی پڑھے نیز اپنی طرف سے کسی کو نائب بنائے جو اس کی طرف سے نماز ادا کرے۔

(۳۳۲) اگر قرائت میں اعراب کو صحیح ادا نہ کر سکتا ہو اور نہ جاننے میں معذور ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس پر بھول کر نماز طواف چھوڑ دینے والے کے احکام جاری گا۔

سعی

عمرہ تمتع کا چوتھا واجب سعی ہے۔

سعی کو قصد قربت اور خلوص سے ادا کرنا معتبر ہے۔ شرمگاہ کو چھپانا یا حدث و خبث سے پاک ہونا شرط نہیں تاہم بہتر یہ ہے کہ طہارت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

(۳۳۳) سعی کو طواف اور نماز طواف کے بعد انجام دینا چاہیے لہذا اگر کوئی طواف یا نماز طواف سے پہلے انجام دے تو طواف اور نماز کے بعد دوبارہ انجام دینا واجب ہے۔ وہ شخص کو طواف بھول جائے اور اسے سعی کے بعد اسے یاد اسکا حکم

بیان ہو چکا ہے۔

(۳۳۴) سعی کی نیت میں یہ معین کرنا معتبر ہے کہ یہج عمرہ کی سعی ہے یا حج کی۔

(۳۳۵) سعی میں سات چکر ہیں۔پہلا چکر صفا سے شروع ہو مروہ پر ہے جب کہ دوسرا چکر مروہ سے شروع ہو کر صفا پر ختم ہوتا ہے اور تیسرا چکر پہلے چکر کی طرح ہوگا اسی طرح چکروں کو شمار کیا جائے گا۔

یہاں تک کہ ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا ہر چکر صفا و مروہ کے درمیان کا پورا راستہ طے کرنا معتبر ہے اور ان پہاڑیوں پر چڑھنا واجب نہیں اگرچہ اولی اور احوط ہے۔ اسی طرح احوط ہے کہ اس بات کو مد نظر رکھا جائے کہ حقیقت میں پورا راستہ طے کرتے ہوئے مروہ کے ابتدائی حصے تک جائے اور باقی چکر بھی

اس طرح مکمل کرے۔

(۳۳۶) اگر کوئی مروہ سے سعی شروع کرے چاہے بھولے سے شروع کرے پھر بھی جو چکر اس نے لگایا ہے وہ بیکار ہوگا اور ضروری ہے کہ سعی کو پھر سے شروع کرے۔

(۳۳۷) سعی میں پیدل چلنا معتبر نہیں ہے بلکہ حیوان یا کسی اور چیز پر سوار ہو کر بھی سعی کی جا سکتی ہے۔ لیکن افضل چلنا ہے ۔

(۳۳۸) سعی سے متعارف راستے سے آنا اور جانا معتبر ہے۔ لہذا اگر کوئی غیر متعارف راستے سے مسجد الحرام یا کسی اور راستے سے جائے یا آئے تو یہ کافی نہیں ہے۔ تاہم بالکل سیدھا یا جانا یا آنا معتبر نہیں ہے۔

(۳۳۹) مروہ کی طرف جاتے ہوئے رخ صفا کی طرف اور مروہ

سے صفا کی طرف جاتے ہوئے صفا کی طرف رخ ہونا ضروری ہے۔ لہذا اگر کوئی مروہ کی طرف جاتے ہوئے پشت کر لے یا صفا طرف واپس آتے ہوئے صفا کی جانب پشت کرے تو یہ کافی نیں ہے لیکن آتے یا جاتے ہوئے دائیں بائیں یا پیچھے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۴۰) احوط یہ ہے کہ طواف کی طرح سعی میں بھی موالات عرفی کو ملحوظ رکھا جائے تاہم صفا یا مروہ یا ان کے درمیانی راستے میں آرام کے لیے بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگرچہ احوط یہ ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان تھکنے کے علاوہ نہ بیٹھا جائے۔ اسی طرح سعی کو روک کر نماز افضل وقت میں پڑھنا اور نماز کے بعد سعی جو دوبارہ وہیں سے شروع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ سعی کو کسی ضرورت کے بغیر کسی ضرورت کے لیے توڑنا

بھی جائز ہے۔ لیکن اگر تسلسل خراب ہو جائے تو احوط یہ ہے کہ اس سعی کو بھی مکمل کرے اور دوبارہ بھی انجام دے ۔

احکام سعی

سعی ارکان حج میں سے ایک رکن ہے لہذا اگر کوئی مسئلہ نہ جانتے ہوئے یا خود سعی کے بارے میں علم نہ رکھنے کی وجہ سے جان بوجھ کر سعی کو اس وقت تک ترک کردے کہ اعمال عمرہ کو عرفہ کے دن زوال آفتاب سے پہلے تک انجام دینا ممکن نہ ہو تو اس کا حج باطل ہے۔ اس کا حکم وہی ہے جو اس طرح طواف کو چھوڑ دینے والے کا حکم ہے جو طواف کے باب میں بیان ہو چکا ہے ۔

(۳۴۱) اگر بھول کر سعی چھوٹ جائے تو جب بھی یاد آئے خواہ اعمال حج سے فارغ ہونے کے بعد یاد آئے سعی ادا کی جائے اگر خود ادا کرنا ممکن نہ ہو یا حرج و مشقت و زحمت جو تو کسی دوسرے کو سعی کے لیے نائب بنایا جائے اور دونوں صورتوں میں حج صحیح ہوگا۔

(۳۴۲) جو شخص سعی کو اس کے وقت مقررہ پر انجام دینے پر قادر نہ ہو اور کسی کی مدد سے بھی سعی نہ کر سکتا ہو تو واجب ہے کہ کسی کی مدد طلب کرے تا کہ وہ دوسرا شخص اسے کندھوں پر اٹھا کر یا کسی گاڑی وغیرہ نہیں بیٹھا کر سعی کرائے۔ اگر اس طرح سے بھی سعی نہ کر سکتا ہو تو کسی کو سعی کے لیے نائب بنائے اور نائب بنانے پر قادر نہ ہو مثلا بیہوش ہو تو اس کا ولی یا کوئی اور شخص اسی جانب سے سعی انجام دے، اس طرح اس

کا حج صحیح ہوگا۔

(۳۴۳) طواف اور نماز طواف سے فارغ ہونے کے بعد احتیاط کی بناء پر سعی میں جلدی کی جائے۔ اگرچہ ظاہر یہ ہے کہ رات تک تاخیر کرنا جائز ہے تاکہ تھکن دور ہو جائے یا گرمی کی شدت کم ہو جائے۔ بلکہ اقوی یہ ہے کہ بغیر سبب کے بھی رات تک تاخیر کرنا جائز ہے لیکن حالت اختیار میں اگلے دن تک تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳۴۴) سعی میں چکروں کے زیادہ ہونے کا وہی حکم ہے جو طواف میں چکروں زیادہ ہونے کا ہے لہذا طواف کے باب میں مذکورہ بیان کی مطابق سعی میں بھی جان بوجھ کر زیادتی کی جائے تو سعی باطل ہوگی۔ لکین اگر مسئلہ نہ جانتا ہو تو اظہر یہ ہے کہ زیادتی کی وجہ سے سعی باطل نہیں ہوگی اگرچہ احوط یہ ہے کہ سعی

دوبارہ انجام دی جائے۔

(۳۴۵) اگر غلطی سے سعی میں اضافہ ہو جائے تو سعی صحیح ہوگی اور ایک چکر یا اس سے زیادہ اضافہ ہو تو مستحب یہ ہیکہ اس سعی کی بھی سات چکر پورے کیے جائیں تاکہ یہ پہلی سعی کے علاوہ مکمل سعی ہو جائے چنانچہ اس کی سعی کا اختتام صفا پر ہوگا۔

(۳۴۶) اگر کوئی جان بوجھ کر سعی کے چکروں کو کم یا زیادہ انجام دے جاہے مسئلہ جانتے ہوئے یا نہ جانتے ہوئے تو اس کا حکم اس شخص کی حکم کی طرح ہے جو جان بوجھ کر سعی کو چھوڑ دے جس کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن اگر بھول کر کمی ہو جائے تو اظہر یہ ہے کہ جب یاد آجائے تو اس وقت اس کمی کو پورا کرے چاہے وہ ایک چکر ہو یا ایک سے زیادہ چکر ہوں اگر سعی کا وقت ختم ہونے کے بعد یاد آئے مثلا عمرہ تمتع کی سعی میں

کمی عرفات میں یاد آئے کیا حج کی سعی میں کمی کی طرف۔ ماہ ذی الحجہ گزرنے کے بعد متوجہ ہو تو یہ کہ کمی کو پورا کرنے کے بعد سعی کو بھی دوبارہ انجام دی جائے۔ اگر خود انجام نہ دے سکتا ہو یا خود انجام دینے میں زحمت و مشقت ہو تو کسی نائب بنانے اور احتیاط یہ ہی کہ نائب بھولے ہوئے چکر کا جبران بھی کرے سعی بھی دوبارہ انجام دے۔

(۳۴۷) اگر کسی سے عمرہ تمتع کی سعی میں بھول کر کمی ہو جائے اور یہ شخص یہ سمجھتے ہوئے کہ سعی سے فارغ جو گیا ہے احرام کھول دے تو احوط یہ ہے کہ ایک گائے کفارہ دے اور بیان شدہ ترتیب کے مطابق سعی کو مکمل کرے۔

سعی میں شک

سعی کا موقع گذرنے کے بعد اگر سعی کے چکروں کی تعداد یا ان کے صحیح ہونے کی بارے میں شک ہو تو اس شک کی پرواہ نہ کی جائے مثلا عمرہ تمتع میں تقصیر کے بعد سرعی کے چکروں کی تعداد یا صحیح ہونے کا شک یا حج میں طواف النساء شروع ہونے کے بعرد شک ہو تو اس شک کی پرواہ نہ کی جائے۔ اگر سعی سے فارغ ہونے کے بعد ہی چکروں کے زیادہ ہونے کے بارے میں شک ہو تو سعی کو صحیح سمجھا جائے۔ اگر چکروں کے کم ہونے کا شک تسلسل ختم ہونے سے پہلے ہو تو سعی باطل ہوگی بلکہ احتیاط کی بناپر تسلسل ختم ہونے کے بعد شک ہو تب بھی سعی باطل ہو گی۔

(۳۴۸) اگر چکر کے اختتام پر زیادہ ہونے کا شک ہو مثلا مروہ پہچ کر شک ہو کہ یہ ساتواں چکر تھا یا نواں تو اس شک کی پرواہ نہ کی جائے اور یہ سعی صحیح ہوگی۔ اگر چکر کے دوران یہ شک ہو تو سعی باطل ہے اور واجب ہے کہ سعی پھر سے شروع کی جائے ۔

(۳۴۹) سعی کے دوران شک کا حکم وہی ہے جو طواف کے دوران چکروں کی تعداد میں شک کا حکم ہے چنانچہ سعی کے دوران چکرواں کی تعداد کی شک سے ہر صورت میں سعی باطل ہے ۔

تقصیر

عمرہ تمتع میں پانچواں واجب تقصیر ہے۔
تقصیر میں قصد قربت اور خلوص معتبر ہے تقصیر کا مطلب یہ ہے کہ حاجی اپنے سر، داڑھی یا مونچھوں کے کچھ بال کاٹے۔ اظہر یہ ہے کہ کاٹنے کی بجائے نوچنا کافی نہیں ہے۔ فقہاء کے درمیان مشہور ہے کہ ہاتھ پاؤں کا کوئی ناخن کاٹنے سے بھی تقصیر وجود میں آجاتی ہے لیکن احوط یہ ہے کہ ناخن کاٹنے کو کافی نہ سمجھا جائے اور بال کاٹنے تک اس کو کاٹنے میں تاخیر کی جائے۔
(۳۵۰) عمرہ تمتع کے احرام کو صرف تقصیر ہی کے ذریعے کھولا جا سکتا ہے۔ سر منڈوانا کافی نہیں ہے بلکہ سر منڈوانا حرام ہے لہذا کوئی جان بوجھ کر سر مونڈھ لے تو ضروری ہے کہ ایک بکری

کفارہ دے بلکہ احوط اولی یہ ہے کہ چاہے جان بوجھ کر نہ بھی مونڈھے تب بھی کفارہ دے۔

(۳۵۱) اگر کوئی سعی کے بعد اور تقصیر سے پہلے اپنی بیوی ساتھ جان بوجھ کر ہمبستری کرے تو ایک اونٹ کفارہ دے جیسا کہ تروک احرام کی بحث میں بیان ہوا۔ لیکن حکم شرعی نہ جانتے ہوئے یہ فعل انجام دے تو اظہر یہ ہے کہ اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

(۳۵۲) تقصیر کو سعی کے بعد انجام دینا چاہے لہذا سعی کو مکمل ہونے سے پہلی تقصیر انجام دینا جائز ہے۔

(۳۵۳) سعی کے بعد تقصیر فورا انجام دینا واجب نہیں اور جائز ہے کہ تقصیر کو کسی بھی جگہ انجام دے خواہ سعی کی جگہ پر یا اپنے گھر میں یا کسی اور جگہ۔

(۳۵۴) اگر کوئی جان بوجھ کر تقصیر چھوڑ دے اور پھر حج کی لیے احرام باندھ لے تو ظاہر ہے کہ اس کا عمرہ باطل ہو جائے گا اور اس کا حج، حج افراد میں تبدیل ہو جائے لہذا اگر حج کے بعد اگر ممکن ہو تو عمرہ مفردہ کرے اور احوط یہ ہے کہ اگلے سال دوبارہ حج انجام دے۔

(۳۵۵) جب عمرہ تمتع میں محرم شخص تقصیر انجام دے تو جو چیزیں احرام کی وجہ سے حرام ہوئیں تھیں حلال ہو جائیں گی حتی کہ اظہر یہ ہے کہ سر منڈوانا بھی حلال ہو جائے گا اگر چہ احوط یہ ہے کہ عید الفطر سے تیس دن گزرنے تک سر مونڈنے سے اجتناب کرے۔ اگر کوئی یہ جانتے ہوئے بھی عمدا سر مونڈھے تو احوط اولی یہ ہیے کہ ایک قربانی کفارہ دے۔

(۳۵۷) عمرہ تمتع میں طواف النساء واجب نہیں ہے لیکن رجاء کیا جا سکتا ہے۔

احرام حج

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حج کے واجبات تیرہ ہیں جن کا اجمالا ذکر کیا گیا اور اب ان کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔

۱۔ احرام

احرام۔ حج کا اول وقت ترویہ کی دن (۸ ذی الحجہ) زوال کا وقت ہے۔ تاہم بوڑھے اور بیمار شخص کو جب ہجوم کا خوف ہو تو ان کے لیے جائز ہے کہ ترویہ کے دن سے پچلے دوسرے لوگوں کے نکلنے سے پہلے احرام باندھ کر مکہ سی نکل جائیں۔ اسی طرح وہ شخص جس کی لیے طواف حج کو دو وقوف سے پہلے انجام دینا

جائز ہے۔ مثلا وہ عورت جسے حیض کا خوف ہو تو اس کے لیے بھی پہلے احرام باندھنا جائز ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عمرہ تمتع سے فارغ ہونے کے بعد کسی وقت بھی حج کے احرام میں مکہ سے کسی کام کے لیے باہر جانا جائز ہے مذکورہ موقعوں کے علاوہ بھی تین دن پہلے بلکہ اظہر یہ ہی کہ تین دن سے پہلے بھی احرام باندھنا جائز ہے۔

(۳۹۸) جس طرح عمرہ تمتع کرنے والے کے لیے تقصیر سے پہلے حج کے لیے ہرام باندھنا جائز نہیں ہے اسی طرح حج کرنے والے کے لیے بھی حج کے احرام کو اتارنے سے پہلے عمرہ مفردہ کے لیے احرام باندھنا جائز بہیں ہے حاجی پر طواف النساء کی علاوہ کچھ باقی نہ رہا ہو تب بھی بنابر احوط احتیاط حج کا احرام اتارنے سے پہلے عمرہ مفردہ کا احرام نہیں باندھ سکتا۔

(۳۵۹) جو شخص اختیاری طور پر یوم عرفہ کی وقوف کا پورا وقت عرفہ میں حاصل کر سکتا ہو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ احرام باندھنے میں اتنی دیر کرے کہ پھر عرفہ کے وقوف کا وقت پورا حاصل نہ کر سکے۔

(۳۶۰) حج اور عمرہ کے احرام کا طریقہ واجبات اور محرمات میں ایک ہی ہے صرف نیت کا فرق ہے۔

(۳۶۱) واجب ہے کہ احرام مکہ سے باندھا جائے جیسا کہ میقاتوں کی بحث میں بیان ہوا۔ احرام باندھنے کی سب سے افضل جگہ مسجد الحرام ہے اور مستحب ہے کہ مقام ابراہیم یا حجر اسمعیل میں دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد احرام باندھا جائے۔

(۳۶۲) جو شخص بھول کر یا حکم شرعی نہ جاننے کی وجہ سے

احرام کو چھوڑ دے یہاں تک کہ مکہ سے باہر چلا جائے پھر اسے یاد آئے یا مسئلہ کا پتہ چلے تو اس پر مکہ واپس جانا واجب ہے خواہ عرفات سے واپس جانا پڑے اور پھر مکہ سے احرام باندھے۔ اگر وقت تنگ ہونے یا کسی اور وجہ سے واپس نہ جا سکتا ہو تو جہاں ہو وہیں سے احرام باندھ لے۔یہی حکم ہے جب وقوف عرفات کے بعد یاد آئے یا مسئلہ پتہ چلے خواہ مکہ واپس جانا اور وہاں سے احرام باندھنا ممکن ہو اگر یاد ہی نہ آئے یا مسئلہ ہی پتہ نہ چلے یہاں تک کہ حج سے فارغ ہو جائے تو حج صحیح ہو گا۔

(۳۶۳) اگر کوئی احرام کو واجب جانتے ہوئے جان بوجھ کر چھوڑ دے یہاں تک کہ عرفات میں وقوف کا وقت بھی اسکی وجہ سے ختم ہو جائے تو اس کا حج باطل ہو گا۔ لیکن اگر وقوف، جو کہ رکن ہے، اس کے ختم ہونے سے پہلے احرام کا جبران کر

لے تو اگرچہ گنہگار ہوگا تاہم اس کا حج باطل نہیں ہوگا۔

(۳۶۴) احتیاط یہ ہے کہ حج تمتع کرنے والا شخص حج کا احرام باندھنے کے بعد اور عرفات سے نکلنے سے پہلے مستحب طواف نہ کرے اور اگر کوئی مستحب طواف کرے تو احوط اولی یہ ہے کہ طواف کے بعد دوبارہ تلبیہ کہے۔

وقوف عرفات

حج تمتع کے واجبات میں دوسرا واجب وقوف عرفات ہے۔ جسے قربۃ الی اللہ اور خلوص نیت سے انجام دینا چاہیے۔ وقوف عرفات سے مراد یہ ہے کہ حاجی عرفات میں موجود ہو اس سے فرق نہیں پڑتا کہ سواری کی حالت میں ہو پیادہ، متحرک ہو یا حالت سکون میں۔

(۳۶۵) میدان عرفات کی حدود عرنہ، ثوبہ اور نمرہ کے میدان سے ذی المجاز تک اور مازین کے آخر موقف (وقوف کی جگہ) تک ہے۔ البتہ یہ خود حدود عرفات ہیں اور وقوف کی جگہ سے خارج ہے۔

(۳۶۶) ظاہر یہ ہے کہ رحمت نامی پہاڑی وقوف کی جگہ میں شامل ہے لیکن پہاڑی کے دامن میں بائیں جانب قیام کرنا افضل ہے۔

(۳۶۷) وقوف میں معتبر یہ ہے کہ وہاں سے رہنے کی نیت سے ٹھہرے پس اگر حاجی اول وقت میں وہاں ٹہرنے کی نیت کرے مثلا آخر تک سوتا رہے یا بیہوش رہے تو یہ کافی ہے۔ لیکن اگر نیت سے پہلے سوتا رہے یا بیہوش رہے تو وقوف ثابت نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر وقوف کی نیت کرکے وقوف کا پورا وقت سوتا رہے یا بیہوش رہے تو اس وقوف کے کافی ہونے میں اشکال ہے۔

(۳۶۸) واجب ہے کہ نویں ذی الحجہ کو عرفات میں حاضر ہو اور بنا بر احتیاط زوال آفتاب کی ابتدا سے غروب تک وہاں رہے

اظہر یہ ہے کہ زوال سے اتنی دیر تاخیر کر سکتا ہے کہ غسل کر کے ظہر و عصر کی نماز ملا کر پڑھ لے۔ اگر چہ اس پورے وقت میں وہاں رہنا واجب ہے اور کوئی جان بوجھ کر چھوڑے تو گنہگار ہوگا مگر یہ کہ یہ رکن نہیں ہے۔ یعنی اگر وقوف کے وقت اگر کچھ مقدار چھوڑ دے تو اس کا حج باطل نہیں ہوگا۔ تاہم اگر کوئی اختیار پورا وقوف چھوڑ دے تو اس کا حج باطل ہو جائے گا۔ لہذا وقوف میں سے جو رکن ہے وہ فی الجملہ (یعنی کچھ مقدار قیام) رکن ہے (نہ کہ پورا وقوف)۔

(۳۶۹) اگر کوئی شخص بھول کر یا لاعلمی کی وجہ سے کسی اور عذر کی وجہ سے عرفات کے اختیاری قیام (دن میں قیام) کو حاصل نہ کر سکے تو اس کے لیے وقوف اضطراری ہے۔ شب عید ضروری ہے اور اس کا حج صحیح ہوگا اور اگر جان بوجھ کر وقوف

اضطراری کو چھوڑ دے تو حج باطل ہو جائیگا۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ جب اس کے لیے وقوف اضطراری کو اس طرح سے حاصل کرنا ممکن ہو کہ اس کی وجہ سے طلوع آفتاب سے پہلے وقوف مشعر ختم نہ ہوتا ہو۔ لیکن اگر عرفات میں وقوف اضطراری سے وقت مقررہ وقوف مشعر کے ختم ہونے کا خوف ہو تو صرف وقوف مشعر پر اکتفا کرنا واجب ہے اور اس کا حج صحیح ہوگا۔

(۳۷۰) جان بوجھ کر غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے باہر جانا حرام ہے لیکن اس کی وجہ سے حج باطل نہیں ہوتا چنانچہ اگر کوئی جاکر واپس آجائے تو اس کا کفارہ واجب نہیں ہے ورنہ ایک اونٹ کفارہ واجب ہوگا۔ جسے عید دن قربان کے دن نحر کرے ۔ احوط یہ ہے کہ اونٹ کو منی میں قربان کرے نہ کہ مکہ میں اگر

قربانی کرنا ممکن نہ ہو تو مکہ میں یا راستے میں یا گھر واپس آکر اٹھارہ روزے رکھے۔ احوط اولی یہ ہے کہ روزے پے در پے رکھے یہی حکم اس شخص کیلیے ہے بھی ہے جو بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے عرفات سے باہر نکلے۔ لہذا جب بھی اسے یاد آئے یا مسئلہ پتہ چلے اس پر عرفات میں واپس جاننا واجب ہے او اگر واپس نہ جائے تو احوط یہ ہے کہ کفارہ دے۔

(۳۷۱) چونکہ حج کے بعض اعمال مثلا وقوف عرفات و مشعر، رمی جمرات اور منی میں رات گزارنے کے لیے دن اور رات مخصوص ہیں تو مکلف کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ اس مہینے کے چاند کے بارے میں تحقیق کرے تاکہ اعمال حج کو ان کے مخصوص دن یا رات میں ادا کر سکے۔ جب ان مقدس مقامات کے قاضی کے نزدیک چاند ثابت ہو جائے اور وہ اس کے مطابق حکم کرے،

جب کہ چاند کا ثابت ہو ان قوانین شرعیہ کے مطابق نہ ہو تو بعض فقہاء نے کہا ہے کہ قاضی کا حکم اس شخص کے لیے حجت ہے اور قابل عمل ہے جسے احتمال ہو کہ یہ حکم واقع کے مطابق ہے لہذا اس مکلف کیلیے ضروری ہے کہ وہ اس حکم کی اتباع کرے اور چاند کے ثابت ہونے کے آثار سے مربوط حج کے اعمال مثلا وقوف عرفات و مشعر اور منی میں رات گزارنا وغیرہ کو حکم کے مطابق انجام دے چنانچہ اگر اس نے حکم کے مطابق عمل کیا تو اس کا حج صحیح ہوگا ورنہ باطل ہوگا۔ بعض فقہاء نے یہاں تک فرمایا ہے کہ تقیہ کے سبب اس وقت قاضی کی حکم کی اتباع کرنا کافی ہے جب حکم کے واقع کے مطابق ہونے کا احتمال نہ ہو لیکن چونکہ دونوں قول انتہائی مشکل ہیں لہذا اگر مکلف کے لیے اعمال حج کو ان کے شرعی طریقے سے ثابت شدہ وقت

خاص میں انجام دینا ممکن ہو اور وہ انجام دے تو بنا بر اظہر اس کا حج مطلقا صحیح ہوگا ۔ لیکن اگر اعمال حج کو کسی بھی عذر کی وجہ سے اس طرح انجام نہ دے اور وقوف میں قاضی کی حکم کی پیروی بھی نہ کرے تو اس کا حج باطل ہونے میں کوئ شک نہیں ہے۔ اگر قاضی کے حکم کی اتباع کرے تو اس کا حج صحیح ہونے میں اشکال ہے ۔

وقوف مزدلفہ (مشعر)

حج تمتع کے واجبات میں سے تیسرا واجب وقوف مزدلفہ ہے ۔ مزدلفہ اس جگہ کا نام ہے جسے مشعر الحرام کہتے ہیں اس وقوف کی حدود مازمین سے حیاض اور وادی محسر تک ہیں یہ مقامات موقوف کی حدود ہیں۔ خود وقوف کی جگہ میں شامل نہیں ہیں۔

سوائے اس وقت کے جب ہجوم زیادہ ہو اور وقوف کی جگہ تنگ ہو رہی ہو تو اس وقت جائز ہے کہ مازین کی طرف سے اوپر جائیں (مازمین عرفات اور مشعر الحرام کی درمیان ایک گھاٹی کا نام ہے)۔

(۳۷۲) حج کرنے والے پر عرفات سے نکلنے کے بعد واجب ہے کہ شب عید سے صبح تک کچھ وقت مزدلفہ میں قیام کرے احوط یہ ہے کہ مزدلفہ میں طلوع آفتاب تک رہے۔ اگرچہ اظہر یہ ہے کہ مزدلفہ سے وادی محسر جانے کے لیے طلوع سے کچھ پہلے نکلنا جائز ہے تاہم وادی محسر سے منی کی طرف طلوع آفتاب سے پہلے جانا جائز نہیں ہے۔

(۳۷۳) مذکورہ تمام وقت اختیاری طور پر مزدلفہ میں رہنا واجب ہے۔ مگر یہ کہ وقوف میں سے جو رکن ہے وہ کچھ مقدار میں ٹھرنا

ہے چنانچہ اگر کوئی شب عید کا کچھ حصہ مزدلفہ میں رہے پھر وہاں سے طلوع آفتاب سے پہلے نکل جائے تو اظہر یہ ہے کہ اس کا حج صحیح ہوگا۔ لیکن اگر مسئلہ جانتے ہوئے نکلے تو اس پر ایک بکری کفارہ ہوگی۔ اور مسئلہ نہ جانتے ہوئے نکلے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔ اس طرح اگر طلوع فجر و طلوع آفتاب کے درمیان کچھ مقدار مزدلفہ میں رہے اور کچھ مقدار نہ رہے خواہ جان بوجھ کر نہ رہا ہو اس کا حج صحیح ہے اور کفارہ بھی واجب نہیں ہے اگرچہ کہ گنہگار ہوگا۔

(۳۷۴) مزدلفہ میں وقت مقررہ میں وقوف (قیام کرنا) واجب ہے اس حکم سے بعض افراد مثلا خائف عورتیں، بچے، بوڑھے اور مریض جیسے کمزور لوگ اور وہ لوگ جو ان افراد کے امور کی سرپرستی کرتے ہوں مستثنی ہیں لہذا ان افراد کے لیے شب

عید مزدلفہ میں رہنے کے بعد طلوع فجر سے پہلے منی کے لیے روانہ ہونا جائز ہے۔

(۳۷۵) وقوف مزدلفہ کے لیے قصد قربت اور خلوص نیت معتبر ہیں یہ بھی معتبر ہے کہ ارادے و اختیار سے وہاں رہے جیسا کہ وقوف عرفات میں بیان ہو چکا ہے۔

(۳۷۶) جو شخص مزدلفہ میں وقوف اختیاری (شب عید سے طلوع آفتاب تک رہنا) بھولنے یا کسی اور وجہ سے حاصل نہ کر سکے تو وقوف اضطراری عید کے دن طلوع آفتاب سے زوال کے درمیان کچھ دیر وہاں رہنا کافی ہوگا۔ اگر کوئی وقوف اضطراری کو جان بوجھ کر دے تو اس کا حج باطل ہوگا۔

دونوں یا کسی ایک وقوف کو حاصل کرنا

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وقوف عرفات اور وقوف مزدلفہ میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں وقوف اختیاری اور وقوف اضطراری، اگر مکلف دونوں وقوف اختیاری حاصل کرے تب بھی کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر وقوف اختیاری کسی عذر کی وجہ سے حاصل نہ کر سکے تو اس کی چند صورتیں ہیں:

۱۔ دونوں وقوف کے اختیاری و اضطراری میں سے کوئی حاصل نہ ہو تو حج باطل ہے اور واجب ہے کہ اس حج کے احرام سے عمرہ مفردہ انجام دیا جاہے اگر یہ حج حج الاسلام تھا اور واجب ہے کہ اگر استطاعت باقی ہو یا حج اس کے ذمہ ثابت و واجب ہو چکا ہو تو آیندہ سال دوبارہ حج کرے۔

۲۔ عرفات کا وقوف اختیاری اور مزدلفہ کا وقوف اضطراری حاصل ہو۔

۳۔ عرفات کا وقوف اضطراری اور مزدلفہ کا وقوف اختیاری حاصل ہو درج بالا دونوں صورتوں میں بلا اشکال حج صحیح ہے۔

۴۔ عرفات کا وقوف اضطراری حاصل ہو تو اظہر یہ ہے کہ حج صحیح ہے اگرچہ احوط ہے کہ اگلے سال دوبارہ حج کیا جائے جیسا کہ پہلی صورت میں ذکر ہوا۔

۵۔ صرف مزدلفہ کا وقوف اختیاری حاصل ہونے کی صورت میں بھی حج صحیح ہے۔

۶۔ صرف مزدلفہ کا وقوف اضطراری حاصل ہو تو اظہر یہ ہے کہ حج باطل ہو جائے گا اور عمرہ مفردہ میں تبدیل ہو جائے گا۔

۷۔ صرف عرفات کا وقوف اختیاری حاصل ہر تو اظہر یہ ہے کہ

حج باطل ہو جائے گا اور عمرہ مفردہ میں تبدیل ہو جائے گا اس حکم سے یہ مورد مستثنی ہے کہ جب حاجی مزدلفہ کے وقت اختیاری میں منی جاتے ہوئے مزدلفہ سے گزرے لیکن مسلہ نہ جاننے کی وجہ سے وہاں قیام کی نیت نہ کرے تو اگر وہاں سے گزرتے ہوے ذکر خدا کیا ہو تو بعید نہیں کہ اس کا حج صحیح ہو۔

۸۔ صرف عرفات کا وقوف اصطراری حاصل ہوا ہو تو اس کا حج باطل ہوگا اور عمرہ مفردہ میں تبدیل ہو جائے گا۔

منی اور اس کے واجبات

حاجی پر واجب ہے کہ وقوف مزدلفہ کے بعد منی جانے کے لیے نکلے تا کہ وہ اعمال جو منی میں واجب ہیں انہیں انجام دے سکے اور یہ تین اعمال ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

رمی جمراہ عقبہ (جمرہ عقبہ کو کنکر مارنا)

واجبات حج میں سے چوتھا واجب عید قربان کے دن جمرہ عقبہ کو کنکر مارنا ہے اس میں چند چیزیں معتبر ہیں:

۱۔ قصد قربت اور خلوص نیت ۔

۲۔ رمی سات کنکروں سے ہو، اس سے کم کافی نہیں، اسی طرح کنکروں کے علاوہ کسی اور چیز سے مارنا بھی کافی نہیں ہے ۔

۳۔ ایک ایک کرکے سات کنکر مارے جائیں چنانچہ ایک ہی مرتبہ میں دو یا زیادہ کنکر مارنا کافی نہیں ہے ۔

۴۔ جو کنکر جمرہ تک پہنچے وہی شمار ہوگا چنانچہ جو کنکر جمرہ تک نہ پہنچے وہ شمار نہیں ہوگا۔

۵۔ کنکر پھینکنے کی وجہ سے جمرہ تک پہنچے، چنانچہ جمرہ پر رکھ دینا کافی

نہیں ہے ۔

۶۔ کنکر کو پھینکنا اور جمرہ تک پہنچنا حاجی کے پھینکنے کی وجہ سے ہو چنانچہ اگر کنکر حاجی کے ہاتھ میں اور حیوان یا کسی اور انسان کے ٹکرانے کی وجہ سے کنکر جمرہ کو لگ جائیے تو یہ کافی نہیں ہے اسی طرح اگر حاجی کنکر پھینکے اور وہ حیوان یا کسی انسان پر جا گرے اور اس کے حرکت کرنے کے وجہ سے جمرہ کو لگ جائے تو کافی نہیں ہے ۔ لیکن کنکر اپنے راستے میں کسی چیز کو لگ کر پھر جمرہ کو لگے مثلا کنکر سخت زمیں کو لگ کر پھر جمرہ کو لگے تو ظاہر یہ ہے کہ یہ کافی ہے ۔

۷۔ رمی ہاتھ سے کرے پس اگر منہ سے یا پاؤں سے کرے تو کافی نہیں ہے اسی طرح احوط یہ ہے کہ کسی آلے سے مثلا غلیل وغیرہ کے ذریعے سے رمی کرنا کافی نہیں ہے ۔

۸۔ رمی طلوع آفتاب سے غروب آفتاب کے درمیان ہو، تاہم عورتیں اور وہ تمام افراد جن کے لیے مشعر سے رات نکلنا جائز ہے شب عید رمی کر سکتے ہیں۔

(۳۷۷) کنکروں میں دو چیزیں معتبر ہیں:

۱۔ اگر کسی کو کنکر لگنے میں شک ہو تو وہ سمجھے کہ نہیں لگا سوائے اس کے کہ شک موقع گزرنے کے بعد ہو مثلا قربانی کے بعد یا حلق کے بعد یا رات شروع ہونے کے بعد شک ہو۔

(۳۷۸) کنکروں میں دو چیزیں معتبر ہیں:

۱۔ کنکروں حرم کی حدود سے سوائے مسجد الحرام اور مسجد الخیف کے، اٹھائیں جائیں۔ افضل یہ ہیں کہ مشعر سے اٹھایا جائے۔

۲۔ بنابر احتیاط کنکر پہلے سے استعمال شدہ نہ ہوں یعنی کنکروں کو

پہلے رمی کے لے استعمال نہ کیا گیا ہو، مستحب ہے کہ کنکر رنگدار، نقطہ دار اور نرم ہوں نیز حجم کی لحاظ سے انگلی کے پور کے برابر ہوں جسے رمی کرنے والا کھڑا ہو کر اور با طہارت ہو کر رمی کرے۔

۳۷۹۔ اگر جمرہ کی لمبائی کو بڑھایا جائے اور اس زائد مقدار پر رمی کے کافی ہونے میں اشکال ہے احوط یہ ہے کہ جمرہ کی پہلے جو مقدار تھی اسی پر رمی کی جائے اگر پرانی مقدار پر رمی کرنا ممکن نہ ہو تو خود زائد مقدار پر رمی کی جائے اور پرانی مقدار پر رمی کرنے کے لئے کسی کو نائب بھی بنایا جائے اس مسئلہ میں مسئلہ جاننے اور نہ جاننے اور بھول جانے والے میں فرق نہیں ہے۔

۳۸۰۔ اگر کوئی بھولنے یا مسئلہ نہ جاننے یا کسی اور وجہ سے عید کے دن رمی نہ کرے تو جب یاد آئے یا عذر دور ہو جائے تو رمی

انجام دے اگر یہ عذر رات میں دور ہو تو ضروری ہے کہ دن تک تاخیر کرے جس کا بیان جمروں کی رمی کی بحث میں آئے گا ظاہر یہ ہے کہ عذر دور ہونے کے بعد جبران کرنا اس وقت واجب ہے جب حاجی منی میں بلکہ مکہ میں ہو حتی کہ اگر عذر و سبب تیرہویں ذی الحجہ کے بعد دور ہو اگرچہ احوط یہ ہے کہ اس صورت میں رمی کو آئندہ سال خود یا نائب کے ذریعے دوبارہ انجام دے اگر مکہ سے نکلنے کے بعد عذر زائل ہو تو مکہ واپس جانا واجب نہیں ہے بلکہ احوط اولی یہ ہے کہ آئندہ سال خود یا نائب کے ذریعے رمی انجام دے۔

۳۸۱۔ اگر کوئی بھول جانے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے عید کے دن رمی نہ کرے پھر اسے طواف کے بعد یاد آئے یا مسئلہ پتہ چلے اور وہ رمی انجام دے تو دوبارہ طواف کرنا واجب نہیں

ہے تاہم احتیاط یہ ہے کہ اسے دوبارہ انجام دے اور اگر رمی کو بھولنے یا مسئلہ نہ جاننے کے علاوہ کسی اور وجہ سے چھوڑا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس کا طواف باطل ہوگا، لہذا رمی کرنے کے بعد طواف کو دوبارہ انجام دینا واجب ہے۔

منی میں قربانی

قربانی کرنا حج تمتع کے واجبات میں سے پانچواں واجب ہے اس میں قصد قربت اور خلوص معتبر ہے قربانی یوم عید سے پہلے نہ کرے سوائے اس شخص کے جسے خوف ہو چنانچہ خائف شخص کیلئے شب عید قربانی کرنا جائز ہے احتیاط کی بناء پر قربانی رمی کی بعد کرنا واجب ہے لیکن اگر کوئی بھول کر یا مسئلہ نہ

جاننے کی وجہ سے قربانی رمی سے پہلے کرے تو اس کی قربانی صحیح ہوگی اور دوبارہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ واجب ہے کہ قربانی منی میں ہو تاہم اگر حاجیوں کے زیادہ ہونے اور جگہ کم ہونے کی وجہ سے منی میں قربانی کرنا ممکن نہ ہو تو بعید نہیں ہے کہ وادی محسر میں قربانی کرنا جائز ہو اگرچہ احوط یہ ہے کہ ایام تشریق (۱۲، ۱۱، ۱۳ ذی الحجہ) کے آخر تک منی میں قربانی نہ کر سکنے کا جب تک یقین نہ ہو اس وقت تک وادی محسر میں قربانی نہ کی جائے۔

۳۸۲۔ احتیاط یہ ہے کہ قربانی عید قربان کے دن ہو اگرچہ اقوی یہ ہے کہ قربانی کو ایام تشریق کے آخر تک تاخیر کرنا جائز ہے

احتیاط یہ ہے کہ رات حتی کہ ایام تشریق کے آخر تک تاخیر کرنا جائز ہے احتیاط یہ ہے کہ رات حتی کہ ایام تشریق کی درمیانی راتوں میں بھی قربانی نہ کی جائے سوائے اس شخص کے جسے

خوف ہو۔

۳۸۳۔ اگر مستقل طور پر قربانی کرنے پر قادر ہو تو ایک قربانی ایک شخص سے کفایت کرے گی اور اگر اکیلا شخص قربانی پر قادر نہ ہو تو اس کا حکم مسئلہ ۳۹۶ میں آئے گا۔

۳۸۴۔ واجب ہے کہ قربانی کا جانور اونٹ، گائے یا بکری وغیرہ ہو اونٹ کافی ہوگا جب وہ پانچ سال مکمل کرکے چھٹے سال داخل ہو چکا ہو، گائے اور بکری بنا بر احوط اس وقت کافی ہوں گے جب دو سال مکمل کرکے تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور دنبہ اس وقت کافی ہوگا جب سات مہینے پورے کرکے آٹھویں مہینے میں داخل ہو جائے۔ اگر قربانی کرنے کے بعد پتہ چلے کہ جانور مقررہ عمر سے چھوٹا تھا تو کافی نہیں ہوگی اور قربانی دوبارہ کرنی پڑے گی قربانی کے جانور کا سالم الاعضاء ہونا معتبر

ہے چنانچہ کانا، لنگڑا، کان کٹا یا اندر سے سینگ ٹوٹا ہوا ہو تو کافی نہیں ہے اپاہج، خصی جانور بھی کافی نہیں ہے، سوائے اس کے کہ غیر خصی جانور نہ مل رہا ہو، معتبر ہے کہ جانور عرفا کمزور نہ ہو اور احوط اولی یہ ہے کہ مریض یا ایسا جانور نہ ہو جس کے بیضتین (انڈے) کی رگیں یا خود بیضتین دبائے ہوئے ہو، اتنا بوڑھا بھی نہ ہو کہ اس کا بھیجا نہ ہو لیکن اگر اس کے کان چیرے ہوئے یا سوراخ والے ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اگرچہ احوط یہ ہے کہ یہ بھی سالم ہو۔ احوط اولی یہ ہے کہ قربانی کا جانور پیدائشی طور پر سینگ دار ہو اور بغیر دم والا نہ ہو۔

(۳۸۵) اگر کوئی قربانی کا جانور صحیح و سالم سمجھ کر خریدے اور قیمت دینے کے بعد عیب دار ثابت ہو تو ظاہر ہے کہ اس جانور کو کافی سمجھنا جائز ہے۔

(۳۸۶) اگر قربانی کے دنوں (عید کا دن اور ایام تشریق) میں شرائط والا کوئی جانور (مثلا اونٹ گائے و بکری وغیرہ) نہ ملے تو احوط یہ ہے کہ جمع کرے یعنی جانور مل رہا ہو اسے ذبح کرے اور قربانی کی بدلے روزے بھی رکھے یہی حکم اس وقت بھی ہے جب اس کے پاس فاقد الشرائط جانور (جسمیں پور شرائط نہ پائیں جائیں) کے پیسے ہوں۔ اگر باقی ماہ ذی الحجہ میں شرائط والا جانور ممکن ہو تو احوط یہ ہے کہ دو چیزوں (فاقد الشرائط جانور کی قربانی کے بدلے روزے) کے ساتھ اس کو ملائے۔

(۳۸۷) اگر جانور کو موٹا سمجھ کر خریدا جائے اور بعد میں وہ کمزور نکلے تو یہی جانور کافی ہے خواہ قربانی سے پہلے پتہ چلے یا بعد میں لیکن اگر خود اس کے پاس مثلا دنبہ ہو اور اس گمان سے یہ موٹا ہے ذبح کرے مگر بعد میں پتہ چلے کہ وہ کمزور تھا تو احوط یہ ہے یہ

قربانی کافی نہیں ہوگی ۔

(۳۸۸) اگر جانور ذبح کرنے کے بعد شک ہو کہ جانور شرائط والا تھا یا نہیں تو اس کے شک کی پرواہ نہ کی جائے اگر ذبح کے بعد شک ہو کہ قربانی منی میں کی ہے یا کسی اور جگہ تو اس جگہ تو اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن اگر خود ذبح کرنے میں شک ہو کہ ذبح کیا بھی تھا کہ نہیں تو اگر موقع گذرنے کے بعد حلق یا تقصیر کے بعد شک ہو تو اس شک کی پرواہ نہ کی جائے اگر موقع گذرنے سے پہلے ہی شک ہو تو قربانی کرنی ہوگی۔ اگر جانور کے کمزور ہونے کے بارے میں شک ہو اور قصد قربت کے ساتھ اس امید پر کہ جانور ذبح کیا جائے کہ کمزور نہیں ہے اور ذبح کرنے کے بعد پتہ چلے کہ واقعی کمزور نہیں تھا تو یہ قربانی کافی ہوگی ۔

(۳۸۹) اگر کوئی حج تمتع کی قربانی کے لیے صحیح جانور خریدے اور

خریدنے کی بعد مریض یا عیب دار ہو جائے یا کوئی عضو ٹوٹ جائے تو اس جانور کا کافی ہونا مشکل ہے بلکہ اس پر اکتفا کرنا صحیح نہیں ہے احوط یہ ہے کہ جانور کو بھی ذبح کرے اور اگر اسے بیچ دے تو اس کی قیمت کو صدقہ کردے ۔

(۳۹۰) اگر قربانی کے لیے خریدا گیا جانور گم ہو جائے اور نہ ملے نیز اور پتہ نہ چلے کہ کسی نے اس کی جانب سے قربانی کی ہے تو واجب ہے کہ دوسرا جانور خریدے اور دوسرا جانور ذبح کرنے سے پہلے، پہلا جانور مل جائے تو پہلے جانور کو ذبح کیا جائے اور دوسرے میں اختیار ہے چاہے ذبح کرے یا نہ کرے اور وہ اس کے دوسرے اموال کی طرح ہے، تاہم احوط اولی یہ ہے کہ اسے بھی ذبح کرے۔ اگر پہلا جانور دوسرے کو ذبح کرنے کے بعد ملے تو احوط یہ ہے پہلے والے جانور کو بھی ذبح کرے ۔

(۳۹۱) اگر کسی کو دبنہ ملے اور وہ جانتا ہو کہ یہ قربانی کے لیے ہے اگر اس کے مالک سے گم ہو گیا ہے تو اس کے لیے جایز ہے کہ اس کے مالک کی جانب سے اسے ذبح کردے اگر اس جانور کے مالک کو اس قربانی کا علم ہو جائے تو وہ اس کو کافی سمجھ سکتا ہے۔ جس کو جانور ملا ہو اس کے لیے احوط یہ ہے کہ وہ اسے ذبح کرنے سے پہلے بارھویں ذی الحجہ کی عصر تک اعلان کرے۔

(۳۹۲) وہ شخص جسے قربانی کے ایام میں جانور نہ ملے جبکہ اس کی قیمت موجود ہو تو احوط یہ ہے کہ قربانی کے بدلے میں روزے بھی رکھے اور اگر ممکن ہو تو ماہ ذی الحجہ میں قربانی بھی کرے، چاہے اس کے لیے کسی قابل اطمینان شخص کو پیسے دینے پڑیں کہ وہ آخر ذی الحجہ جانور خرید کر اس کی جانب سے قربانی کر دے اور اگر ذی الحجہ تمام ہو جائے اور جانور نہ ملے تو اگلے سال اس

کی جانب سے قربانی کرے۔ تاہم بعید نہیں ہے کہ کہ صرف روسروں پر اکتفا کرنا جائز ہو اور ایام تشریق گذرنے کے بعد قربانی ساقط ہو جائے۔

(۳۹۳) اگر کوئی شخص قربانی کا جانور حاصل نہ کر سکتا ہو اور نہ ہی اس کی قیمت رکھتا ہو تو قربانی کی بدلے میں دس روزے رکھے ان میں سے تین ذی الحجہ میں بنابر احوط ۷،۸،۹ کو رکھے اور اس سے پہلے نہ رکھے اور باقی سات روزے اپنے وطن واپس جانے کے بعد رکھے۔ مکہ میں یا راستے میں رکھنا کافی نہیں اگر مکہ سے واپس نہ جائے مکہ میں ہی قیام کرے تو پھر اسے چاہیے کہ اتنا صبر کرے کہ اس کے ساتھی اپنے شہر پہنچ جائیں یا ماہ ذی الحجہ تمام ہو جائے پھر یہ روزے رکھے پہلے تین روزے پے در پے رکھنا معتبر ہے جبکہ باقی سات میں معتبر نہیں ہے اگر

چہ احوط ہے کہ اسی طرح پہلے تین روزوں میں یہ بھی معتبر ہے کہ عمرہ تمتع کا احرام باندھے کے بعد رکھے، چنانچہ اگر احرام سے پہلے روزے رکھے تو کافی نہیں ہوں گے۔

(۳۹۴) وہ مکلف جس پر دوران حج تین دن روزے رکھنا واجب ہو اگر تینوں روزہ عید سے پہلے نہ رکھ سکے تو بنا بر احتیاط ۸ اور ۹ اور ایک دن منی سے واپس آکر روزہ رکھنا کافی نہیں ہوگا افضل یہ ہے کہ وہ ان روزوں کو ایام تشریق ختم ہونے کے بعد شروع کرے اگرچہ اس کیلئے جائز ہے کہ اگر وہ تیرھویں ذی الحجہ سے پہلے منی سے واپس آجائے تو تیرھویں ذی الحجہ سے شروع کرے بلکہ اظہر یہ ہے کہ اگر منی سے تیرھویں ذی الحجہ کو بھی آئے تب بھی شروع کر سکتا ہے۔

احوط اولی یہ ہے کہ ایام تشریق کے بعد فورا روزے رکھے اور

بغیر عذر کے تاخیر نہ کرے اگر منی سے واپس آنے کے بعد روزے نہ رکھ سکتا ہو تو راستے میں یا اپنے وطن پہنچ کر روزے رکھ لے احوط اولی یہ ہے کہ ان تین روزوں اور سات روزوں، جو اس نے وطن واپس آکر رکھنا ہے، کو جمع نہ کرے اگر محرم کا چاند نظر آنے تک یہ تین روزے نہ رکھ سکے تو پھر روزہ ساقط ہو جائیں گے اور آئندہ سال قربانی کرنا معین ہو جائے گا۔

۳۹۵۔ جس کیلئے قربانی کرنا ممکن نہ ہو اور نہ ہی اس کے پاس قربانی کیلئے پیسے موجود ہوں اور حج میں تین روزے رکھے اور قیام قربانی گذرنے سے پہلے قربانی کرنے پر قادر ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ قربانی کرے۔

۳۹۶۔ اگر اکیلے قربانی کرنے پر قادر نہ ہو لیکن کسی کے ساتھ مل کر قربانی کر سکتا ہو تو احوط یہ ہے کہ کسی کے ساتھ مل کر قربانی

بھی کرے اور مذکورہ ترتیب کے مطابق روزہ بھی رکھے۔

۳۹۷۔ اگر جانور ذبح کرنے کیلئے کسی کو نائب بنایا جائے اور شک ہو کہ نائب نے اس کی جانب سے قربانی کی ہے یا نہیں تو یہی سمجھا جائے کہ قربانی نہیں کی اور اگر نائب خبر دے کہ قربانی کر دی ہے لیکن اطمینان نہ آئے تو اکتفا کرنا مشکل ہے۔

۳۹۸۔ جو شرائط قربانی کے جانور میں معتبر ہیں وہ کفارے کے جانور میں معتبر ہوں گے۔

۳۹۹۔ ذبح یا نحر جو واجب ہے چاہے حج کی قربانی ہو یا کفارہ اس میں خود ذبح یا نحر کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اختیاری حالت میں بھی کسی دوسرے کو نائب بنانا جائز ہے تاہم ضروری ہے کہ ذبح کی نیت نائب کرے اور قربانی کرنے والے پر نیت کرنا شرط

نہیں ہے اگرچہ احوط ہے کہ وہ بھی نیت کرے نائب کیلئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔

حج تمتع کی قربانی کا مصرف

احوط اولی یہ ہے کہ نقصان دہ نہ ہونے کی صورت میں حج تمتع کرنے والا اپنی قربانی کی کچھ مقدار کھائے چاہے کم مقدار ہی کھائے، قربانی کا ایک تہائی حصہ اپنے یا اپنے گھر والوں کیلئے مخصوص کرنا جائز ہے اسی طرح جائز ہے کہ اس کے دوسرے ایک تہائی حصے کو جس مسلمان کو چاہے ہدیہ دے اور تسیرا تہائی حصہ احتیاط واجب کی بناء پر مسلمان فقراء کو صدقہ دے اگر صدقہ دینا ممکن نہ ہو یا زیادہ زحمت و مشقت کا سبب ہو تو صدقہ دینا ساقط ہو جائے گا یہ واجب نہیں ہے کہ قربانی کا گوشت خود

فقیر ہی کو دیا جائے بلکہ اس کے وکیل کو بھی دیا جا سکتا ہے چاہے قربانی کرنے والا فقیر کا وکیل ہی ہو وکیل اپنے موکل کی اجازت سے اس گوشت میں تصرف مثلا ھبہ فروخت یا واپس کر سکتا ہے اگر منی میں موجود افراد میں سے کسی کو گوشت کی ضرورت نہ ہو تو گوشت کو منی سے باہر لے جانا جائز ہے۔

۴۰۰۔ وہ تہائی حصہ جو صدقہ دے رہا ہو اور وہ تہائی حصہ جو ھدیہ دے رہا ہو انہیں جدا کرنا شرط نہیں ہے بلکہ صرف وصول شرط ہے چنانچہ اگر تہائی مشاع کو صدقہ کرے اور فقیر وصول کر لے خواہ پورے جانور کو قبضے میں لینے کی وجہ سے تو یہ کافی ہے اور تہائی ھدیہ کی صورت بھی یہی ہے۔

۴۰۱۔ صدقہ و ھدیہ کو قبضے میں لینے والوں کیلئے جائز ہے کہ اس حصے میں جس طرح سے چاہے تصرف کرے لہذا وہ اسے کسی

غیر مسلم کو بھی دے سکتے ہیں ۔

۴۰۲۔ اگر کوئی جانور کی قربانی کرے اور بعد میں وہ چوری ہو جائے یا کوئی زبردستی اس سے چھین لے تو قربانی کرنے والا ضامن نہیں ہے لیکن اگر مالک خود اسے چھین لے تو قربانی کرنے والا ضامن نہیں ہے لیکن اگر مالک خود اسے ضائع کر دے چاہے غیر مستحق کو دینے کی وجہ سے تو احوط یہ ہے کہ فقراء کے حصے کا ضامن ہوگا ۔

۳۔ حلق یا تقصیر

حج کے واجبات میں سے چھٹا واجب حلق یعنی سر مونڈھنا اور تقصیر یعنی کچھ بال کاٹنا ہے اس میں قصد قربت اور اخلاص معتبر ہے اس عمل کو عید کے دن سے پہلے حتی کہ شب عید میں

بھی انجام دینا جائز نہیں ہے سوائے اس شخص کے جسے خوف ہو لہذا اس کے لئیے احوط یہ ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی اور قربانی کے جانور کے حصول کے بعد انجام دے احوط اولی یہ ہے کہ ذبح و نحر کے بعد انجام دے البتہ عید قربانی کے دن کے وقت سے آگے تاخیر نہ کی جائے اگر رمی سے پہلے یا قربانی کا جانور حاصل کرنے سے پہلے بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے حلق یا تقصیر انجام دے تو کافی ہوگا اور دوبارہ انجام دینا ضروری نہیں ہے۔

۴۰۳۔ مرد کو حلق و تقصیر میں اختیار ہے البتہ حلق افضل ہے سوائے اس شخص کے کہ جس نے جوؤں سے بچنے کی خاطر شہد یا گوند سے سر کے بالوں کو چپکایا ہو یا جس نے سر کے بالوں کو جمع کر کے باندھ کر لپیٹا ہوا ہو یا پہلی مرتبہ حج پر گیا ہو تو ان کیلئے

احتیاط واجب یہ ہے کہ یہ حلق کو اختیار کریں۔

۴۰۵۔ جو شخص حلق کرنا چاہتا ہو اور جانتا ہو کہ اگر حجام سے حلق کرائے گا تو وہ زخمی کر دے گا تو اسے چاہیے کی انتہائی باریک مشین سے سر مونڈوائے یا اگر اسے حلق و تقصیر میں اختیار ہو تو پہلے تقصیر کرائے اور پھر اگر چاہے تو استرے سے سر مونڈوائے اگر اس بیان شدہ حکم کی مخالفت کرے تو بھی کفایت کرے گا، اگرچہ گنہگار ہوگا۔

۴۰۶۔ خنثی مشکلہ نے اگر نہ اپنے بالوں کو چپکایا ہو نہ الجھا کر باندھا ہو یا اس کا پہلا سال نہ ہو تو اس پر تقصیر واجب ہے ورنہ پہلے تقصیر کرے اور احوط یہ ہے کہ اس کے بعد حلق بھی کرے۔

۴۰۷۔ جب محرم حلق یا تقصیر انجام دے تو وہ چیزیں جو احرام

کی وجہ سے حرام ہوئیں تھیں حلال ہو جائیں گی سوائے بیوی خوشبو اور بنا بر احوط شکار کے، ظاہر یہ ہے کہ حلق و تقصیر کے بعد بیوی جو حرام ہے تو صرف جماع حرام نہیں ہے بلکہ باقی تمام لذتیں بھی حرام ہیں جو احرام کی وجہ سے حرام ہوئیں تھیں البتہ اقوی یہ ہے کہ تقصیر یا حلق کے بعد کسی عورت سے عقد نکاح پڑھنا یا نکاح پر گواہ بننا جائز ہے۔ ۴۰۸۔ واجب ہے کہ حلق و تقصیر منی میں ہو اور اگر حاجی جان بوجھ کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے منی میں انجام نہ دے اور باہر چلا جائے تو اس پر واجب ہے کہ منی واپس جائے اور وہاں حلق یا تقصیر انجام دے بنا بر احوط بھولنے والے کا بھی یہی حکم ہے اگر واپس جانا ممکن نہ ہو یا بہت مشکل ہو تو جہاں موجود ہو وہیں پر حلق یا تقصیر انجام دے اور اپنے بال ممکن ہو تو منی بھیجے جو شخص

جان بوجھ کر منی کے علاوہ کسی اور جگہ حلق یا تقصیر انجام دے تو یہ کافی ہوگا لیکن اگر ممکن ہو تو واجب ہے کہ اپنے بال منی بھیجے۔

۴۰۹۔ اگر کوئی بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے حلق یا تقصیر انجام نہ دے اور اعمال حج سے فارغ ہونے کے بعد آئے یا مسئلہ پتہ چلے تو حلق یا تقصیر انجام دے اظہر یہ ہے کہ طواف و سعی کو دوبارہ کرنا ضروری نہیں ہے اگرچہ احوط ہے۔

حج کا طواف، نماز طواف اور سعی

واجبات حج میں سے ساتواں آٹھواں اور نواں واجب طواف، نماز طواف اور سعی ہیں۔

۴۱۰۔ حج کے طواف، نماز طواف اور سعی کے طریقے اور شرائط ہیں جو عمرہ کے طواف، نماز طواف اور سعی میں بیان کی جا چکی ہیں۔

۴۱۱۔ مستحب ہے کہ طواف حج عید قربانی کے دن انجام دیا جائے اور بنا بر احوط گیارھیوں ذی الحجہ سے زیادہ تاخیر نہ کی جائے اگرچہ ظاہر یہ ہے کہ تاخیر کرنا جائز ہے بلکہ ایام تشریق سے کچھ مقدار دیر کرنا بلکہ آخری ذی الحجہ تک تاخیر کا جائز ہونا قوت سے کالی نہیں ہے

۴۱۲۔ احوط یہ ہے کہ حج کے دو وقوف عرفات و مزدلفہ سے پہلے حج کے طواف نماز طواف اور سعی کو انجام نہ دیا جائے اگر کوئی مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے پہلے انجام دے تو کافیہونے میں اشکال ہے اگرچہ وجہ سے خالی نہیں ہے۔

درج بالا حکم سے بعض موارد مستثنی ہیں:

۱۔ وہ عورتیں جنہیں حیض یا نفاس آنے کا خوف ہے۔

۲۔ بوڑھا شخص مریض زخمی اور وہ افراد جن کیلئے مکہ واپس آنا مشکل ہو یا وہ افراد جن کیلئے ہجوم وغیرہ کی وجہ سے واپس آکر طواف کرنا مشکل ہے۔

۳۔ وہ شخص جو کسی ایسی چیز سے ڈرتا ہو جس کی وجہ سے وہ مکہ واپس نہیں آسکے گا۔ چنانچہ درج بالا افراد کیلئے طواف نماز طواف اور سعی کو احرام حج کے بعد دونوں وقوف سے پہلے انجام دینا جائز ہے احوط اولی یہ ہے کہ اگر بعد میں آخری ذی الحجہ تک ممکن ہو تو دوبارہ بھی انجام دیں۔

۴۱۳۔ طواف حج کو دونوں وقوف کے بعد انجام دینے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ طواف کو حلق و تقصیر کے بعد انجام دے

تو طواف کو دوبارہ انجام دینا واجب ہے اور ضروری ہے کہ ایک بکری کفارہ دے۔

۴۱۴۔ جو شخص حج میں طواف نماز طواف اور سعی خود انجام دینے سے عاجز ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو عمرہ میں یہ اعمال انجام نہ دے سکنے والے کا ہے جو مسئلہ ۳۲۶ اور۳۴۲ میں بیاں ہوا وہ عورت جسے حیض یا نفاس آجائے اور اتنا ٹھہرنا کہ پاک ہو کر طواف بجا لائے ممکن نہ ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ طواف اور نماز طواف کے لئے کسی کو نائب بنائے بنائے پھر نائب کے طواف کے بعد سعی کو خود انجام دے۔

۴۱۵۔ حج تمتع کرنے والے پر طواف نماز طواف اور سعی سے فارغ ہو جانے کے بعد خوشبو بھی حلال ہو جائے گی جبکہ بیوی مسئلہ ۴۰۷ میں موجود تفصیل کے مطابق اور احوط کی بناء پر شکار

حرام رہیں گے۔

۴۱۶۔ جس شخص کیلئے طواف اور سعی کی آدائیگی دونوں وقوف سے پہلے جائز ہو اور وہ طواف اور سعی دونوں وقوف سے پہلے انجام دے تو ایسے شخص کیلئے خوشبو اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک کہ وہ منی کے اعمال مثلاً رمی و ذبح و حلق یا تقصیر انجام نہ دیدے۔

طواف النساء

واجبات حج میں سے دسواں اور گیارھواں واجب طواف النساء اور اس کی نماز ہے یہ دونوں اگرچہ واجب ہیں لیکن رکن نہیں ہیں اس لئے اگر انہیں جان بوجھ کر چھوڑ بھی دیا جائے

تب بھی حج باطل نہیں ہوتا ۔

۴۱۷۔ طواف النساء مردوں اور عورتوں سب پر واجب ہے چنانچہ اگر کوئی مرد اسے چھوڑ دے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گیا ور اگر عورت اسے چھوڑ دے تو اس کا شوہر اس پر حرام ہو جائے گا نیابتی حج میں نائب طواف النساء کو منسوب عنہ جس کی جانب سے حج کر رہا ہے، کی جانب سے انجام دینہ کہ اپنی جانب سے ۔

۴۱۸۔ طواف النساء اور اس کی نماز کی شرائط اور طریقہ وہی ہے جو حج کے طواف اور اس کی نماز کا ہے صرف نیت کا فرق ہے ۔

۴۱۹۔ وہ شخص جو طواف النساء اور اس کی نماز خود انجام نہ دے سکتا ہو اس کا حکم وہی ہے جو عمرہ کو طواف اور اس کی

نماز خود انجام نہ دے سکنے والے کا ہے جو کہ مسئلہ ۳۲۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

۴۲۰۔ جو شخص چاہے مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو جان بوجھ کر یا بھولنے کی وجہ سے طواف النساء انجام نہ دے تو اس کا جبران وتدارک کرنا واجب ہے اور جبران کرنے سے پہلے اس کی بیوی اس پر حلال نہیں ہوگی لہذا اگر خود انجام دینا ممکن نہ ہو یا بہت مشکل ہو تو جائز ہے کہ کسی کو نائب بنایے نائب کے اس کی جانب سے طواف انجام دینے پر اس کی بیوی اس پر حلال ہو جائے گی اگر یہ شخص طواف النساء کے جبران سے پہلے مر جائے اور اس کا ولی یا کوئی اور اس کی جانب سے طواف کی قضاء کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے ورنہ احوط یہ ہے کہ اس کے بالغ ورثا کی اجازت سے ان کے مال سے قضاء کرائی جائے

۔

۴۲۱۔ طواف النساء کو سعی سے پہلے انجام دینا جائز نہیں ہے چنانچہ اگر کوئی طواف النساء کو عمدا سعی سے پہلے انجام دے تو ضروری ہے کہ سعی کے بعد دوبارہ انجام دے لیکن اگر حکم شرعی نہ جاننے یا بھول کر ایسا کیا ہو تو اظہر یہ ہے کہ کفایت کرے گا اگرچہ دوبارہ آدائیگی احوط ہے۔

۴۲۲۔ مسئلہ ۴۱۲ میں مذکور افراد کیلئے طواف النساء کو دونوں وقوف سے پہلے انجام دینا جائز ہے لیکن منی کے اعمال مثلا رمی ذبح اور حلق یا تقصیر سے پہلے ان کیلئے بیوی حلال نہیں ہو گی۔

۴۲۳۔ اگر عورت حائض ہو جائے اور قافلہ اس کی طہارت کا انتظار نہ کرے نیز قافلے سے جدا ہونا بھی ممکن نہ ہو تو اس کیلئے

جائز ہے کہ طواف النساء کو چھوڑ کر قافلے کے ساتھ وطن واپس آجائے تاہم احوط یہ ہے کہ کسی کو طواف النساء اور اس کی نماز کیلئے نائب بنائے اگر طواف النساء کا چوتھا چکر پورا ہونے کے بعد حیض آئے تو اس کے لئے جائز ہے کہ باقی کو چھوڑ کر قافلے کے ساتھ واپس آجائے اور احوط یہ ہے کہ باقی طواف اور اس کی نماز کیلئے کسی کو نائب بنائے۔

۴۲۴۔ طواف النساء کی نماز بھول جانے کا وہی حکم ہے جو عمرہ کے طواف کی نماز کو بھول جانے کا ہے جو مسئلہ ۴۲۹ میں بیان ہو چکا ہے۔

۴۲۵۔ مرد کا طواف النساء اور اس کی نماز انجام دینے پر اس کی بیوی اور اسی طرح عورت کا طواف النساء اور اس کی نماز انجام دینے پر اس کا شوہر حلال ہو جائیں گے احوط یہ ہے کہ شکار

تیرھویں ذی الحجہ زوال آفتاب تک حرام رہے گا اوراس کے بعد احرام کی وجہ سے حرام ہونے والی تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی ۔

منی میں رات گزارنا

واجبات حج میں سے بارھواں واجب منی میں گیارہ اور بارہ کی رات گزارنا ہے اس میں قصد قربت اور خلوص نیت معتبر ہے اگر حاجی عید کے دن طواف اور سعی کرنے کیلئے مکہ جائے تو منی میں رات گزارنے کیلئے واپس آنا واجب ہے حالت احرام میں شکار سے اجتناب نہ برتنے والے شخص پر تیرھویں ذی الحجہ کی شب بھی منی میں گزارنا واجب ہے اسی طرح وہ شخص بھی کہ جس نے اپنی بیوی سے نزدیکی کی ہو بناء بر احوط تیرھویں ذی

الحجہ کی شب منی میں گزارے مذکورہ اشخاص کے علاوہ باقی حجاج کیلئے جائز ہے کہ بارہ تاریخ کو ظہر کے بعد منی سے باہر چلے جائیں لیکن اگر وہاں رکیں یہاں تک کہ تیرھویں رات آجائے تو ضروری ہے کہ تیرھویں کی رات بھی طلوع فجر تک وہیں گزاریں ۔

۴۲۶۔ اگر منی سے نکلنے کیلئے اپنی جگہ سے سفر کا آغاز کیا جائے لیکن ہجوم وغیرہ کی وجہ سے غروب سے پہلے منی کی حدود سے باہر نہ جایا جا سکے تو اگر رات منی میں گزارنا ممکن ہو تو منی میں قیام کرے لیکن اگر ممکن نہ ہو یا حرج و شدید تکلیف کا باعث ہو تو منی سے نکلنا جائز ہے تاہم بناء بر احتیاط ایک دنبہ کفارہ دے ۔

۴۲۷۔ قبل ازیں ذکر شدہ سبب کے علاوہ یہ معتبر نہیں ہے کہ منی میں پوری رات گزاری جائے چنانچہ اول شب سے نصف

شب تک قیام کے بعد منی سے جایا جا سکتا ہے لیکن اگر اول شب یا اس سے پہلے کوئی نکلے تو ضروری ہے کہ طلوع فجر سے پہلے بلکہ بناء بر احتیاط نصف شب سے پہلے منی واپس آجائے جو شخص اول شب سے نصف شب تک منی میں قیام کے بعد نکلے اس کیلئے احوط اولی یہ ہے کہ طلوع فجر سے پہلے مکہ میں داخل نہ ہو۔

۴۲۸۔ منی میں رات گزارنا جن افراد پر واجب ہے ان میں سے درج ذیل چند لوگ مستثنی ہیں:

۱۔ وہ شخص جس کیلئے منی میں رات گزارنا زحمت اور تکلیف کا باعث ہو یا اسے اپنی جان مال یا عزت کا خطرہ ہو۔

۲۔ وہ شخص جو منی سے اول شب یا اس سے پہلے نکل جائے اور مکہ میں آدھی رات سے پہلے عبادت میں مشغول ہو کر طلوع

فجر تک تمام وقت ضروری حاجات مثلا کھانے پینے کے علاوہ عبادت میں گزارنے کی وجہ سے واپس نہ آسکے۔

۳۔ وہ جو مکہ سے منی جانے کیلئے نکلے اور عقبہ مدینین سے گزر جائے تو اس کیلئے جائز ہے کہ راستے میں منی پہنچنے سے پہلے سو جائے۔

۴۔ وہ لوگ جو مکہ میں حاجیوں کو پانی پہنچاتے ہیں۔

۴۲۹۔ جو منی میں رات نہ گزارے اس پر ہر رات کے بدلے ایک دنبہ کفارہ واجب ہے مذکورہ چار گروہوں میں سے دوسرے تیسرے اور چوتھے پر کفارہ واجب نہیں ہے لیکن پہلا گروہ بنابر احوط کفارہ دے اسی طرح وہ شخص بھی کفارہ دے جو بھولنے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے رات منی میں نہ گزارے۔

۴۳۰۔ جو شخص منی سے جا چکا ہو اور پھر تیرھویں شب کسی

کام سے منی واپس پہنچ جائے تو اس پر یہ رات منی میں گزارنا واجب نہیں ہے۔

رمی جمرات

واجبات حج میں سے تیرھواں واجب تین جمرات اولی وسطی اور جمرہ عقبہ کو رمی کرنا (کنکر مارنا) ہے واجب ہے کہ رمی گیارھویں اور بارھویں ذی الحجہ کو کی جائے اور تیرھویں شب منی میں گزارنے والوں پر بنی بر احوط تیرھویں ذی الحجہ کے دن میں بھی رمی کرنا واجب ہے حالت اختیار میں خود رمی کرنا واجب ہے اور نیابت کافی نہیں ہوگی۔

۴۳۱۔ واجب ہے کہ رمی جمرہ اولی سے شروع کرے پھر جمرہ

وسطی کو اور پھر جمرہ عقبہ کو رمی کرے اگر بھول یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اس سے مختلف عمل کرے تو ضروری ہے کہ پھر وہیں سے رمی شروع کرے جہاں سے ترتیب حاصل ہو جائے لیکن اگر پہلے جمرہ کو چار کنکر مارنا شروع کر دے تو پہلے والے کو باقی تین کنکر مارنا کافی ہے اور دوسرے جمرہ کو دوبارہ کنکر مارنا ضروری نہیں ہے۔

۴۳۲۔ وہ واجب چیزیں جو واجبات حج کے چوتھے واجب جمرہ عقبہ کی رمی کی ذیل میں بیان ہوئیں تینوں جمرات کی رمی میں بھی واجب ہے۔

۴۳۳۔ واجب ہے کہ رمی جمرات دن کے وقت کی جائے اس حکم سے چرواہے اور ہر وہ شخص جو خوف بیماری یا کسی اور وجہ سے دن کے وقت منی میں نہ رہ سکتا ہو مستثنی ہیں چنانچہ

ان افراد کیلئے ہر دن کی رمی اس دن کی رات میں کرنا جائز ہے لیکن اگر ہر شب میں بھی ممکن نہ ہو تو تمام راتوں کی رمی ایک شب میں کرنا جائز ہے۔

۴۳۴۔ جو شخص گیارہ تاریخ کو دن کے وقت بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے رمی نہ کرے تو واجب ہے کہ گیارہ تاریخ کو اس کی قضا کرے اور جو بارہ تاریخ کی رمی کو بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے نہ کر سکے تو وہ تیرہ تاریخ کو اس کی قضاء کرے احوط یہ ہے کہ جان بوجھ کر رمی نہ کرنے والے کا بھی یہی حکم ہے بناء بر احتیاط ادا اور قضا میں فرق رکھے اور قضا کو ادا سے پہلے انجام دے احوط اولی یہ ہے کہ قضا کو دن کے شروع میں اور ادا کو زوال کے وقت انجام دے۔

(۴۳۵) جو شخص جان بوجھ کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے رمی

جمرات کو انجام نہ دے اور پھر مکہ میں اسے یاد آئے یا مسلہ پتہ چلے تو واجب ہے کہ منی واپس جائے اور وہاں رمی کرے۔ اگر دو یا تین دن کی رمی چھوڑ دے تو احوط یہ ہے کہ جس دن کی رمی پہلے چھوٹی ہو اس کی قضا پہلے انجام دے اور دونوں کی رمی کے درمیان کچھ فاصلہ رکھے۔ اگر مکہ سے نکلنے کے بعد یاد آئے یا مسئلہ کا پتہ چلے تو رمی بجا لانے کے لیے واپس جانا لازم نہیں ہے تاہم احوط اولی یہ ہے کہ اگر اگلے سال خود حج پر جائے تو قضا کرے اور اگر خود نہ جائے تو اس کی قضا کے لیے نائب بنائے۔

(۴۳۶) وہ شخص جو خود رمی نہ کر سکے مثلا مریض ہو تو کسی کو نائب بنائے تو بہتر یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو رمی کے وقت وہاں موجود ہو اور نائب اس کے سامنے رمی انجام دے۔ اگر نایب

اس کی جانب سے رمی انجام دے اور خود رمی کا وقت ختم ہونے سے پہلے عذر ختم ہونے سے مایوس ہو اور اتفاقا عذر ختم ہو جائے تو احوط یہ ہے کہ خود بھی رمی کرے۔ لیکن جو شخص نائب نہ بنا سکتا ہو مثلا بیہوش ہو تو تو اس کا ولی یا کوئی شخص اس کی جانب سے رمی کرے۔

(۴۳۷) جو شخص ایام تشریق (۱۱،۱۲،۱۳ ذی الحجہ) میں جان بوجھ کر رمی چھوڑ دے تو اس کا حج باطل نہیں ہوگا، احوط یہ ہے کہ اگر آئندہ سے خود حج کرے تو خود ورنہ نایب کے ذریعے اس کی قضا کرے۔

مصدود کے احکام

(۴۳۸) مصدود وہ شخص ہے کہ جسے دشمن یا کوئی اور احرام باندھنے کے بعد حج کے اعمال کی بجا آوری کے لیے مقدس

مقامات پر جانے سے روکے۔

(۴۳۹) جس شخص کو عمرہ مفردہ سے روکا جائے اگر وہ قربانی کو اپنے ساتھ لایا ہو تو اس کے لیے قربانی کے ذبح یا نحر کرنے کے ذریعے احرام کو اسی جگہ پر کھولنا جائز ہے جہاں اسے روکا گیا ہو ۔ اگر قربانی کا جانور ساتھ نہ لایا ہو اور احرام کھولنا چاہتا ہو تو ضروری ہے کہ قربانی کا جانور حاصل کرے اور اسے ذبح یا نحر کرکے احرام کھولے، بنابر احتیاط قربانی کیے بغیر احرام نہ کھولے احتیاط واجب یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں ذبح یا نحر کے ساتھ حلق یا تقصیر بھی انجام دے۔ وہ شخص جسے عمرہ تمتع کے ساتھ ساتھ حج سے بھی روکا جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا ہے ۔ لیکن اگر اس کو دونوں وقوف کے بعد کعبہ جانے سے روکا جائیے تو بعید نہیں ہے کہ اس کا فریضہ ،حج افراد، میں تبدیل

ہو جائے گا۔

(۴۴۰) وہ شخص جسے حج تمتع سے روکا جائے اگر دونوں وقوف یا صرف ایک وقوف مشعر سے روکا جائے تو احتیاط یہ ہے کہ طواف، سعی، حلق اور ذبح کرکے احرام کھول دے۔ اگر صرف طواف اور سعی کرنے سے روکا جاے اور نایب بنانا ممکن نہ ہو تو چنانچہ احرام کھولنا چاہتا ہو تو احوط یہ ہے کہ قربانی کرے اور حلق اور تقصیر انجام دے۔ لیکن اگر نایب بنانا ممکن ہو تو بعید نہیں ہے نائب بنانا کافی ہو لہذا اپنے طواف اور سعی کے لیے نایب بنائے اور نایب کے طواف کرنے کے بعد نماز طواف خود پڑھے ۔ اگر اعمال بجا لانے کے لیے منی میں پہنچنے سے روکا جائے تو اگر نائب بنانا ممکن ہو تو رمی اور قربانی کے لیے نائب بنائے اور پھر حلق یا تقصیر انجام دے، اگر ممکن ہو تو

اپنے بال منی میں بھیج دے پھر باقی اعمال انجام دے۔ لیکن اگر نایب بنانا ممکن نہ ہو تو قربانی کرنا واجب نہیں ہوگا۔ لہذا قربانی کے بدلے روزے رکھے۔ اسی طرح رمی واجب نہیں رہے گی۔ تاہم احتیاط یہ ہے کہ رمی اگلے سال خود یا نائب کے ذریعے انجام دے۔ اب باقی تمام اعمال مثلا حلق یا تقصیر و اعمال کو مکہ میں انجام دے اور ان اعمال سے فارغ ہونے کے بعد تمام محرمات اس پر حلال ہو جائیں گے حتی کہ زوجہ بھی حلال ہو جائے گی اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

(۴۴۱) جسے حج یا عمرہ سے روکا جائے اور قربانی کرنے کی وجہ سے وہ احرام کھول دے تو یہ حج و عمرہ کافی نہیں ہوگا بلکہ اگر وہ حج اسلام انجام دینا چاہتا ہو اور اسے روکا جائے اور وہ قربان کی وجہ سے احرام کھول دے تو اس پر واجب ہے اگر استطاعت

باقی ہو یا حج اس کے ذمے ثابت ہو تو آئندہ سال حج پر جائے۔

(۴۴۲) اگر منی میں رات گزارنے اور رمی جمرات کرنے سے روک دیا جائے تو اس سے حج متاثر نہیں ہوگا چنانچہ اس شخص پر مصدود کا حکم جاری نہیں ہوگا۔ لیکن اگر اس کے لیے رمی کے لیے نائب بنانا ممکن ہو تو کسی کو نائب بنائے ورنہ احوط اولی یہ ہے کہ آئندہ سال خود یا نائب کے ذریعے اس کی قضا کرے۔

(۴۴۳) مصدود شخص جو قربانی کرے اس میں اس سے فرق نہیں پڑتا کہ قربانی کا جانور اونٹ، گائے یا بکری ہو۔ اگر قربانی کرنا ممکن نہ ہو تو احوط یہ ہے کہ اس کے بدلے ۱۰ دن روزے رکھے ۔

(۴۴۴) اگر حج کے لیے احرام پہننے والا وقوف مشعر سے پہلے اپنی بیوی سے مجامعت کرے تو واجب ہے کہ اپنے حج کو پورا

کرے اور دوبارہ بھی بجا لائے ۔ جیسا کہ محرمات احرام میں بیان ہوا ہے۔ پھر اگر اس کو حج تمام کرنے سے روکا جائے تو اس پر مصدود کے احکام جاری ہوں گے۔ لکین احرام کھونے کے لیے قربانی دینے کے علاوہ اس پر
جماع کا کفارہ بھی واجب ہوگا۔

محصور کے احکام

(۴۴۵) محصور وہ شخص ہے کہ جو احرام باندھنے کے بعد اعمال حج یا عمرہ کی ادائیگی کے لیے مرض یا کسی اور وجہ سے مقدس مقامات تک پہنچ نہ سکے ۔

(۴۴۶) اگر کوئی شخص عمرہ مفردہ یا عمرہ تمتع میں محصور ہو جائے اور احرام کھولنا چاہیے تو اس کا فریضہ ہے کہ قربانی یا اس کی

قیمت اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھیجے اور ان سے وعدہ لے کہ قربانی کو وقت معین میں مکہ میں انجام دیں گے اور پھر جب وقت معین آجائے تو یہ شخص جہاں کہیں پر ہے یا تقصیر کرے اور احرام کھول دے۔ لیکن اگر ساتھی نہ ہونے کی وجہ سے قربانی یا اس کی قیمت بھیجنا ممکن نہ ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ جہاں ہو وہیں پر قربانی کرے اور احرام کھول دے ۔ اگر حج میں محصور ہو جائے تو اس کا حکم وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے مگر قربانی کو منیٰ میں عید کے دن کرنے کو کہے۔

مذکورہ موارد میں محصور پر بیوی کے علاوہ باقی تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی اور بیوی اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک حج یا عمرہ میں طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی انجام نہ دے۔

(۴۴۷) اگر کوئی عمرہ کے احرام کے بعد بیمار ہو جائے اور قربانی کو مکہ بھجوا دے اور پھر اس قدر تندرست ہو جائے کہ خود سفر کرنا اور قربانی سے پہلے مکہ میں پہنچنا ممکن ہو تو اسے چاہیے کہ خود مکہ میں پہنچے اور اگر اس کا فریضہ عمرہ مفردہ ہو تو عرفہ کے دن زوال آفتاب سے پہلے اعمال کو مکمل کر سکتا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے ورنہ ظاہر یہ ہے کہ اس کا حج افراد میں تبدیل ہو جائے گا۔ دونوں صورتوں میں اگر قربانی نہ بھیجے اور صبر کرے یہاں تک کہ اس کی بیماری کم ہو جائے اور یہ خود سفر کرنے پر قادر ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۴۴۸) اگر حج کے احکام کے بعد حاجی بیمار ہو جائے اور قربانی بھیجنے کے بعد بیماری کم ہو جائے اور گمان ہو کہ حج ہو جائے گا تو اعمال حج میں شامل ہونا واجب ہے چنانچہ اگر دنوں وقوف یا

صرف وقوف مشعر حاصل ہو تو جیسا کہ بیان ہوا اس کا حج ہو گیا لہذا اعمال حج اور قربانی انجام دے۔ لیکن اگر کوئی بھی وقوف حاصل نہ کر سکے تاہم اس کے پہنچنے سے پہلے اس جانب سے قربانی ادا نہ کی گئی ہو تو اس کا حج عمرہ مفردہ میں تبدیل ہو جائے گا اور اگر اس کی جانب سے قربانی ادا کر دی گئی ہو تو یہ تقصیر یا حلق انجام دے اور بیوی کے علاوہ باقی تمام چیزیں اس پر حلال ہو جائیں گی۔ بیوی اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک حج اور عمرہ میں طواف اور سعی بجا نہ لائے لہذا اگر انہیں انجام دے گا تو عورت بھی حلال ہو جائے گی۔

(۴۴۹) اگر حاجی بیماری یا کسی اور وجہ سے طواف و سعی کے لیے نہیں پہنچ سکتا ہو تو اس کے لیے نائب بنانا جائز ہے۔ اور نائب کے طواف کے بعد نماز طواف خود انجام دے۔ اگر منیٰ

میں جاکر وہاں کے اعمال انجام دینے سے محصور ہو تو رمی اور ذبح کے لیے نائب بنائے اور حلق یا تقصیر انجام دے ممکن ہو تو اپنے بال منیٰ بھیجے ۔ اس کے بعد باقی تمام اعمال انجام دے اور اس کا حج پورا ہو جائے گا۔

(۴۵۰) اگر کوئی محصور ہو جائے اور اپنی قربانی بھجوا دے اور اس سے پہلے کہ قربانی اپنی جگہ پہنچے اس کے سر میں تکلیف ہو تو اس کیلیے سر مونڈھنا جائز ہے ۔ لہذا اگر سر مونڈھے تو واجب ہے کہ جس جگہ ہو وہیں ایک بکری ذبح کرے یا تین دن روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ہر مسکین کو دو مد ہر مد تقریبا ۷۵۰ گرام کھانا دے ۔

(۲۵۱) حج یا عمرہ میں محصور ہونے والا اگر قربانی بھجوا کر احرام کھول دے تو اس کا حج یا عمرہ ساقط نہیں ہوگا لہذا حج اسلام

انجام دینے والا اگر محصور ہو جائے اور قربانی بھیج کر احرام کھول دے تو اس پر واجب ہے کہ اگر استطاعت باقی ہو یا حج اس کے ذمہ ثابت ہو چکا ہو تو اگلے سال حج اسلام بجا لائے۔

(۴۵۲) اگر محصور کے پاس قربانی یا اس کے پیسے نہ ہوں تو وہ اس کے بدلے دس روزے رکھے۔

(۴۵۳) اگر محرم کے لیے حج یا عمرہ کے اعمال کی ادائیگی کے لیے مقدس مقامات تک خود جانا محصور و مصدود ہونے کے علاوہ کسی اور وجہ سے ممکن نہ ہو تو اگر عمرہ مفردہ کے لیے احرام باندھنا ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ جس جگہ ہو وہیں قربانی کرے اور بنا پر احتیاط اس کے ساتھ حلق یا تقصیر انجام دے کر احرام کھول دے ۔ اسی طرح جب عمرہ تمتع کا احرام ہو اور حج کو حاصل کرنا بھی ممکن نہ ہو تو یہی حکم ہے ورنہ ظاہر یہ ہے کہ اس

کا فریضہ حج افراد میں تبدیل ہو جائے گا۔ اگر طواف و سعی کے مقام تک پہنچنا یا منی کے اعمال بجا لانے کیلیے منی جانا ممکن نہ ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو مسئلہ ۴۴۹ میں بیان ہو چکا ہے۔

(۴۵۴) فقہاء کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ حج یا عمرہ کرنے والا جب قربانی ساتھ نہ لائے اور اس نے خدا سے شرط کی ہو کہ اگر اعمال حج مکمل کرنے سے معذور ہو گیا تو احرام کھول دونگا اور پھر کوئی عذر پیش آجائے مثلا بیماری دشمنی یا کسی اور وجہ سے کعبہ یا وقوف کی جگہوں پر نہ پہچ سکے تو اس شرط کے نتیجہ میں عذر پیش آنے پر، احرام کھول سکتا ہے اور تمام چیزیں اس پر حلال ہو جائیں گی اور احرام کھولنے کے لیے قربانی دینا اور حلق و تقصیر کرنا ضروری ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی محصور ہو جائے تو بیوی کے حلال ہونے کے لیے طواف و سعی واجب نہیں ہیں

یہ قول اگرچہ وجہ سے خالی نہیں ہے مگر احتیاط واجب یہ ہے کہ جب محصور یا مصدود ہو جائے تو جو احکام احرام کھولنے کے لیے بتائے گئے ہیں ان کی رعایت کرے اور شرط کے نتیجہ محل ہونے پر مذکورہ آثار مرتب نہ کرے۔

یہاں تک واجبات حج کو بیان کیا گیا اب ہم حج کے آداب بیان کریں گے۔ فقہاء نے حج کے لیے بہت زیادہ آداب ذکر کئے ہیں جن کی گنجایش اس مختصر سی کتاب میں نہیں ہے لہذا ہم چند آداب بیان کرنے پر اکتفا کریں گے:

یہ جان لینا چاہیے کہ مذکورہ آداب میں سے بعض کا مستحب ہونا قاعدہ تسامح فی ادلتہ السنن پر مبنی ہے چنانچہ ضروری ہے کہ انہیں رجاء مطلوبیت کی نیت سے انجام دیا جائے نہ کہ کسی اور نیت

سے، یہ شارع مقدس سے وارد ہوئے ہیں یہی حکم مکروہات میں بھی ہے جو آگے بیان کئے جائیں گئے۔

مستحبات احرام

۱۔ احرام پہننے سے پہلے بدن کو پاک صاف کرنا، ناخن کاٹنا، مونچھوں کی تراش خراش کرنا زیر بغل اور زیر ناف بالوں کو صاف کرنا مستحب ہے۔

۲۔ جو شخص حج کرنا چاہتا ہو وہ ابتداء ذیعقدہ سے اور جو عمرہ مفردہ کرنا چاہتا ہے وہ ایک مہینہ پہلے سے سر اور داڑھی کے بال بڑھائے۔ بعض فقہاء اس کے واجب ہونے کے قائل ہیں انکا قول اگرچہ ضعیف ہے مگر احوط ہے۔

۳۔ احرام کے لیے میقات سے غسل کرنا اور اظہر یہ ہے کہ

حائض و نفسا کے لیے بھی یہ غسل کرنا صحیح ہے۔ اگر میقات پر پانی نہ ملنے کا خوف ہو اس سے پہلے غسل کرے پھر اگر میقات میں پانی مل جائے تو دوبارہ غسل کرے۔ اگر غسل کرنے کے بعد حدث اصغر صادر ہو یا ایسی چیز کھائے یا پہنے جو محرم پر حرام ہو تو دوبارہ غسل کرے جو غسل دن میں کرے گا وہ اگلی شب تک کافی ہوگا اور جو رات میں غسل کریگا وہ اگلے دن کے آخر تک کافی ہے۔

۴۔ احرام کے دو کپڑے پہنے۔

۵۔ دونوں کپڑے سوتی ہوں۔

۶۔ نماز ظہر کے بعد احرام باندھے اور اگر نماز ظہر کے بعد نہ باندھ سکتا ہو تو کسی اور واجب نماز کے بعد باندھے ورنہ دو رکعت نافلہ نماز پڑھنے کے بعد باندھے جب کہ چھ رکعت افضل

ہے۔ پہلی رکعت میں سورۃ الحمد اور سورۃ توحید اور دوسری رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد سورۃ الکافرون پڑھے ۔ نماز سے فارغ ہو کر خدا کی حمد و ثناء کرے اور رسول اکرم (ص) اور ان کی پاک آل پر درود بھیجے۔

۷۔ احرام کی نیت کو زبان سے تلفظ کرے اور نیت کے الفاظ تلبیہ کے ساتھ ملائے ۔

۸۔ مرد تلبیہ بلند آواز میں کہیں ۔

۹۔ حالت احرام میں نیند سے بیدار ہو کر ہر نماز کے بعد سوار ہوتے وقت سواری سے اترتے وقت ٹیلے کے اوپر چڑھتے ہوئے یا اترتے ہوئے سوار شخص سے ملاقات کے وقت اور سحر کے وقت تلبیہ کو کثرت سے پڑھنا مستحب ہے چاہے محرم مجنب یا حائض ہو ۔ عمرہ تمتع کرنے والا تلبیہ کو اس وقت تک

کہتا رہے جب تک اسے پرانے مکہ کے گھر نظر نہ ائیں اور حج تمتع میں عرفہ کے دن زوال تک تلبیہ کہتا رہے جیسا کہ مسئلہ ۱۸٦ میں بیان ہو چکا ہے۔

مکروہات احرام

احرام میں چند چیزیں مکروہ ہیں:

۱۔ سیاہ کپڑے سے احرام باندھنا بلکہ احوط ہے کہ اسے ترک کریں چونکہ احرام میں سفید کپڑا افضل ہے۔

۲۔ زرد رنگ کے بستر اور تکیہ پر سونا۔

۳۔ میلے کپڑے سے احرام باندھنا تاہم اگر احرام باندھنے کے بعد میلا ہو تو بہتر ہے کہ جب تک احرام کی حالت میں ہے اسے نہ دھوئے البتہ احرام بدلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ منقش یا اس جیسے کپڑے سے احرام باندھنا۔

۵۔ احرام سے پہلے مہندی لگانا جب کہ اس کا اثر احرام کے وقت تک باقی رہے۔

۶۔ حمام میں جانا، اولی بلکہ احوط یہ ہیکہ محرم اپنے جسم کو نہ ملے اور نہ گھسے۔

۷۔ کسی کے پکارنے کے جواب میں لبیک کہنا، بلکہ اسے ترک کرنا احوط ہے۔

حرم میں داخل ہونے کے مستحبات

حرم میں داخل ہوتے وقت چند چیزیں مستحب ہیں:

۱۔ حرم پہنچ کر سواری سے اترنا اور داخل ہونے کے لیے غسل کرنا۔

۲۔ حرم میں داخل ہوتے وقت جوتے اتار کر انہیں خضوع و خشوع کی نیت سے ہاتھ میں پکڑنا ۔

حرم میں داخل ہوتے وقت دعا کا پڑھنا:

اللھم انک قلت فی کتابک المنزل ۔ ۔ ۔ ۔ تا آخر

۴۔ حرم میں داخل ہوتے وقت اذخر (خوشبودار گھاس) میں سے کچھ مقدار کا چبانا ۔

مکہ مکرمہ اور مسجد الحرام میں داخل ہونے کے آداب

جو شخص مکہ میں داخل ہونا چاہتا ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اور سکون و وقار کے ساتھ داخل ہو ۔ مدینے کے راستے سے آنے والے کے لیے

مستحب ہے کہ وہ مکہ کی بالائی سمت سے داخل ہو اور جاتے وقت مکہ کی زیریں سمت والے راستے سے باہر جائے۔

مستحب ہے کہ مسجد الحرام میں ننگے پیر سکون و وقار اور خشوع کے ساتھ باب بنی شیبہ سے داخل ہو۔ اگرچہ یہ دروازہ مسجد کی توسیع ہونے کی وجہ سے پتہ نہیں چلتا مگر بعض افراد کا کہنا ہے کہ یہ باب السلام کے مقابل ہے چنانچہ بہتر یہ ہی کہ باب السلام سے داخل ہو کر یہاں تک کہ ستونوں سے گزر جائے۔

مستحب ہے کہ مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ کہے:

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بسم اللہ و باللہ و من اللہ و ما شاء اللہ والسلام علی انبیاء اللہ و رسلہ والسلام علی رسول اللہ والسلام علی ابراہیم خلیل اللہ والحمد اللہ رب العالمین۔

نماز طواف کے آداب

نماز طواف میں پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد سورہ توحید اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد کے بعد سورہ کافرون پڑھنا مستحب ہے نماز سے فارغ ہو کر خدا کی حمد و ثناء کرے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجے اور خدا سے قبولیت کی دعا کرے ۔

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے نماز طواف کے بعد سجدہ کیا اور سجدہ میں فرمایا:

سجد وجھی لک تعبدا ورقا، لاالہ الا انت حقا حقا، الاول قبل کل شئ، والاخر بعد کل شئ، وھا انا ذابین یدیک ناصیتی بیدک، و

اغفرلی انہ لا یغفر الذنب العظیم غیرک، فاغفرلی فانی مقر بذنوبی علی نفسی، ولا یدفع الذنب العظیم غیرک۔

مستحب ہے کہ صفا جانے سے پہلے آب زم زم پیے اور کہے:

اللھم اجعلہ علما نافعا، و رزقا واسعا، و شفاء من کل داء و سقم۔

اگر ممکن ہو تو نماز طواف کے بعد آب زم زم کے کنویں کی طرف آئے اور اس سے ایک یا دو ڈول آب زم زم لے اور اس میں سے کچھ پانی پی کر باقی اپنے سر کمر اور پیٹ پر ڈالے اور یہ دعا پڑھے:

اللھم اجعلہ علما نافعا، و رزقا واسعا، و شفا من کل داء و سقم۔

پھر حجر اسود کی طرف آئے اور وہاں سے صفا کی طرف روانہ ہو جائے۔

سعی کے آداب

مستحب ہے کہ سکون اور وقار کے ساتھ حجر اسود کے مقابل دروازے سے صفا کی طرف جائے اور جب صفا پر چڑھے تو کعبہ کی طرف دیکھے اور اس رکن کی طرف متوجہ ہو جس میں حجر اسود ہے اور اللہ کی حمد ثناء کرے اور اس کی نعمتوں کو یاد کرے پھر سات مرتبہ اللہ اکبر سات مرتبہ الحمدللہ اور سات مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اور پھر تین مرتبہ کہے:

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد، یحیی و یمیت، و ھو علی کل شئ قدیر۔

پھر محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجے اور پھر تین مرتبہ کہے:

اللہ اکبر الحمد للہ علی ما ھدانا، والحمد للہ علی ما اولانا، والحمد للہ الحی القیوم، والحمد للہ الحی الدائم۔

پھر تین مرتبہ کہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ، لا نعبد الا ایاہ، مخلصین لہ الدین و لو کرہ المشرکین۔

پھر تین مرتبہ کہے:

اللھم انی اسئلک العفو و العافیۃ والیقین فی الدینا و الاخرۃ

پھر تین مرتبہ کہے:

اللھم آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

پھر سو مرتبہ اللہ اکبر سو مرتبہ لا الہ الا اللہ سو مرتبہ الحمد للہ اور سو مرتبہ سبحان اللہ کھے اور پھر یہ دعا پڑھے:

لا الہ الا اللہ وحدہ وحدہ، انجز وعدہ، و نصر عبدہ، و غلب الاحزاب

وحدہ فلہ الملک، و لہ الحمد، وحدہ وحدہ، اللھم بارک لی فی الموت و فیما بعد الموت، اللھم انی اعوذبک من ظلمۃ القبر و وحشتہ، اللھم اظلنی فی ظل عرشک یوم لا ظل الا ظلک۔

پھر تکرار کے ساتھ اپنے دین، اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اللہ کے سپرد کرے اور کہے:

استودع اللہ الرحمن الرحیم الذی لا تضیع ودائعہ دینی و نفسی و اھلی، اللھم استعملی علی کتابک و سنۃ نبیک، و توافنی علی ملتہ و اعذنی من الفتنۃ۔

پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر اسے دوبارہ دو مرتبہ پڑھے اور پھر ایک مرتبہ تکبیر کہہ کر پھر اسے دوبارہ پڑھے اور اگر یہ پورا ممکن نہ ہو تو جتنا ممکن ہو اتنا پڑھے امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپ صفا پر چڑھتے تھے تو کعبہ رخ ہو کر ہاتھ بلند کر کے یہ دعا

پڑھتے تھے:

اللھم اغفرلی کل ذنب اذنبتہ قط، فان عدت فعد علی بالمغفرۃ، فانک انت الغفور الرحیم، اللھم افعل بی ما انت اہلہ، فانک ان تفعل بی ما انت اہلہ ترحمنی، وان تعذبنی فانت غنی عن عذابی، و انا محتاج الی رحمتک فیا من انا محتاج الی رحمتہ ارحمنی، اللھم لا تفعل بی ما اھلہ، فانک ان تفعل بی ما انا اھلہ تعذبنی و لن تظلمنی، اصبحت اتقی عدلک ولا اخاف جورک، فیما ھو عل لا یجور ارحمنی۔

چھٹے امام علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر تم چاھتے ہو کہ تمھارا مال زیادہ ہو تو صفا پر زیادہ ٹھرو مستحب ہے کہ سعی سکون اور وقار کے ساتھ کی جائے یہاں تک کہ پہلے منارہ کے مقام تک پہنچے اور وہاں سے دوسرے منارہ کی طرف

ھرولہ یعنی تیز تیز چلے لیکن عورتوں کے لے ھرولہ مستحب نہیں ہے وہاں سے سکون اور وقار سے چلتے ہوئے مروہ پر چڑھے اور اوپر پہچ کر وہی اعمال انجام دے جو صفا پر انجام دئے تھے اور اسی طرح مروہ سے صفا واپس لوٹے اگر سوار ہو کر سعی کر رہا ہو تو دونوں مناروں کے درمیان سواری کو تھوڑا تیز کرے اور مناسب ہے کہ گریہ طاری کرنے کی کوشش کرے اور بارگاہ الہی میں گڑگڑا کر کثرت سے دعا کرے ۔

احرام سے وقوف عرفات تک کے آداب

جب حج کے لئے احرام باندھ کر مکہ سے باہر نکلے تو راسے میں آواز بلند کئے بغیر تلبیہ کہے ابطح پر پہنچ کر آواز کو بلند کرے اور منی کی طرف متوجہ ہو کر یہ کہے:

اللھم ایاک ارجو، ایاک ادعو، فبلغنی املی، و اصلح لی عملی۔

پھر سکون و وقار سے ذکر خدا کرتے ہوئے منی جائے اور منی پہنچ کر یہ دعا پڑھے:

الحمد اللہ الذی اقد منیھا صالحا فی عافیۃ و بلغنی ھذا المکان۔

پھر یہ دعا پڑھے

اللھم و ھذہ منی، و ھی مما مننت بہ علی اولیائک من المناسک، فاسئلک علی محمد آل محمد، و ان تمن علی فیھا بما مننت علی

اولیائک و اہل طاعتک، و انما انا عبدک و فی قبضتک ۔
حاجی کے لئے مستحب ہے کہ شب عرفہ اللہ کو اطاعت گزاری کرتے ہوئے منی میں گزارے افضل یہ ہے کہ عبادت میں مشغول رہے خصوصا مسجد خیف میں نماز پڑھنے کے بعد طلوع شمس تک تعقیبات پڑھے اور پھر عرفات طرف جائے۔ طلوع آفتاب سے پہلے بھی منی سے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے
۔جب عرفات کی طرف متوجہ ہو تو یہ دعا پڑھے:
اللھم الیک صمدت، و ایاک اعتمدت، و وجھک اردت، فاسئلک ان تبارک لی فی رحلتی، و ان تقضی لی حاجتی، و ان تجعلنی ممن تباھی بہ الیوم من ھو افضل منی ۔
پھر عرفات پہنچنے تک تلبیہ کہے ۔

وقوف عرفات کے آداب

وقوف عرفات کے مستحبات بہت سے ہیں۔ جن میں سے چند بیان کیے جا رہیں ہیں:

۱۔ حالت وقوف میں با طہارت ہونا ۔

۲۔ زوال کے وقت غسل کرنا ۔

۳۔ دعا اور اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے لیے اپنے کو ہر چیز سے فارغ کر دینا ۔

۴۔ پہاڑ کے دامن میں الٹے ہاتھ کی طرف وقوف کرنا ۔

۵۔ نماز ظہر و عصر کو ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ جمع کر کے پڑھنا ۔

۶۔ جتنا ممکن ہو منقول دعاؤں کو پڑھنا، اہم منقول دعائیں

افضل ہیں ۔ منقول دعاؤں میں سے ایک دعا، عرفہ کے دن امام حسین علیہ السلام کی دعا ہے۔ اس دعا کے بارے میں روایت ہے کہ بشر و بشیر جو غالب اسدی کے فرزند تھے کہتے ہیں کہ

عرفات میں جب عصر کا وقت ہوا ہم امام حسین علیہ السلام کے قریب تھے امام حسین علیہ السلام اہل بیت کے جوانوں اور ماننے والوں کے ساتھ حالت خشوع و خضوع اور سکون کے ساتھ اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور پہاڑ کی دائیں جانب رو بقبلہ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ کو چہرہ مبارک کے برابر تک اس طرح بلند کیا جیسے کوئی مسکین کھانا مانگ رہا ہو اور پھر اس دعا کو پڑھا ۔

وقوف مزدلفہ کے آداب

یہ بہت زیادہ ہیں ہم ان میں سے چند بیان کریں گے:

۱۔ عرفات سے سکون اور وقار کے ساتھ استغفار کرتے ہوئے روانہ ہوں اور سیدھے ہاتھ کی طرف سرخ ٹیلے کے قریب پہنچ کر یہ دعا پڑھیں:

اللھم ارحم مرقفی و زدفی عملی و سلم لی دینی و تقبل مناسکی

۲۔ معتدل رفتار کے ساتھ چلنا

۳۔ نماز مغرب و عشاء کو مزدلفہ میں ایک اذان اور اقامت کے ساتھ پڑھنا چاہے ایک تہائی رات گزر جائے۔

۴۔ راستے کے دائیں طرف وادی کے درمیان پہنچ کر مشعر کے قریب سواری سے اتر جائے اور پہلی مرتبہ حج کرنے والے کے

لیے مستحب ہے کہ مشعر الحرام کی زمین پر پیر رکھے۔

۵۔ رات عبادت اور منقولہ و غیر منقولہ دعاؤں میں گزارے،

منقولہ دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے:

اللھم ھذہ جمع، اللھم انی اسئلک ان تجمع لی فیھا جوامع الخیر، اللھم لاتویسنی من الخیر الذی سئلتک ان تجمعہ لی فی قلبی و اطلب الیک ان تعرفنی ما عرفت اولیایک فی منزلی ھذا، و ان تقینی جوامع الشر۔

۶۔ صبح تک طہارت میں رہے پھر نماز فجر ادا کرکے خدا کی حمد و ثنا کرے اس کی نعمتوں کو اور محبتوں کو یاد کرے اور نبی کریم پر درود بھیجے اور یہ دعا پڑھے:

اللھم رب المشعر الحرام فک رقبتی من النار و اوسع علی من رزقک الحلال و دراعنی شر فسقۃ الجن والانس، اللھم انت خیر

مطلوب الیہ و خیر مدعو و خیر مسئول و لکل وافد جائزآۃ فاجعل جائزت فی موطنی ھذا ان تقلیلنی عثرتی و تقبل معذرتی و ان تجاثز عن خطیئتی، ثم الجعل التقوی من الدنا زادی ۔

۷۔ مزدلفہ سے رمی کے لیے سات کنکر اٹھائے ۔

۸۔ جب وادی محسر سے گزرنے لگے تو سو قدم تیز تیز چلے اور یہ دعا پڑھے:

اللھم سلم لی عھدی و اقبل توبتی و اجب دعوتی و اخلفنی بخیر ممن ترکت بعدی ۔

رمی جمرات کے مستحاب

رمی جمرات میں چند چیزیں مستحب ہیں:

۱۔ کنکر مارتے وقت با طہارت ہونا

۲۔ جب کنکر ہاتھ میں پکڑے تو یہ دعا پڑھے:
اللھم ہذہ حصیاتی فاحصھن الی وارفعھن فی عملی
۳۔ ہر کنکر پھینکتے وقت یہ دعا پڑھے:
اللہ اکبر، اللھم ادحر عنی الشیطان، اللھم تصدیقا بکتابک و علی سنۃ نبیک، اللھم اجعلہ حجا مبرور و عملا مقبولا و سیعا مشکورا و ذنبا مغفورا
۴۔ کنکر مارنے والا جمرہ عقبہ سے دس یا پندرہ ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو۔
۵۔ جمرہ عقبہ کو سامنے اور پشت بہ قبلہ کھڑے ہو کر کنکر مارنا جب کہ جمرہ اولی و وسطی کو قبلہ رخ ہو کر کنکر مارنا۔
۶۔ کنکر کو انگوٹھے پر رکھ کر انگشت شہادت کے ناخن سے پھیکنا
۔

۷۔ منی میں اپنے خیمہ میں واپس آکر یہ دعا پڑھنا:
اللھم بک وثقت و علیک توکلت فنعم الرب و نعم المولی و نعم النصیر

قربانی کے آداب

قربانی میں چند چیزیں مستحب ہیں۔

۱۔ قربانی کے لیے اونٹ یا گائے ورنہ نر دنبہ ہونا چاہیے۔

۲۔ جانور موٹا ہونا چاہیے۔

۳۔ ذبح یا نحر کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

وجھت وجھی للذی فطر السماوات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین، ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمیں لا

شریک لہ و بذالک امرت و انا من المسلمین، اللھم منک و لک بسم اللہ واللہ اکبر، اللھم تقبل منی ۔

۴۔ ذبح خود کرے اور اگر یہ ممکن نہ تو چھرے پر ہاتھ رکھے اور ذبح کرنے والا اس کا ہاتھ پکڑ کر ذبح کرے ورنہ ذبح کرتے ہوئے دیکھے اور اگر اپنا ہاتھ ذبح کرنے والے کے ہاتھ پر رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

حلق سر مونڈھوانے کے مستحبات

حلق میں درج ذیل مستحبات ہیں:

۱۔ سر کو دائیں طرف سے منڈوانا شروع کرے اور حلق کے وقت یہ دعا پڑھے:

اللھم اعطنی بکل شعرۃ نورا یوم القیامۃ

۲۔ منی میں اپنے خیمہ میں اپنے بال دفن کرے۔

۳۔ حلق کے بعد داڑھی اور مونچھوں کی تراش خراش کرے اور اپنے ناخن کاٹے۔

حج کے طواف اور سعی کے آداب

عمرہ کے طواف، نماز طواف اور سعی کے، جو آداب بیان ہوئے وہی آداب حج کے طواف، نماز طواف اور سعی کے بھی ہیں عید کے دن طواف کرنا مستحب ہے جب مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو تو یہ دعا پڑھے:

اللھم اعنی علی نسکک و سلمنی لہ و سلمہ لی، استلک مسالۃ العلیل

الذلیل المعترف بذنبہ، ان تغفرلی ذنوبی و ان ترجعنی بحجتی، اللھم انی عبدک والبلد بلدک، والبیت بیتک، جئت اطلب رحمتک واوم طاعتک متبعا لامرک راضیا بقدر، اسئلک مسالۃ المضطر الیک، المطیع لامرک المشفق من عذابک، الخائف لعقوبتک، ان تبلغنی عفوک و تجیرنی من النار برحمتک ۔

پھر حجر اسود کے پاس آئے اور اسے مس کرکے ہاتھ کو بوسا دے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو حجر اسود کے سامنے کھڑا ہو کر تکبیر کہے اور وہ دعا پڑھے جو مکہ آنے کے بعد طواف کے وقت پڑھی تھی جس کا بیان، مکہ مکرمہ اور مسجد الحرام کے داخل ہو نے کے آداب، میں ہو چکا ہے ۔

ایام منیٰ کے آداب

ایام تشریق میں منیٰ میں قیام کرنا اور وہاں سے باہر نہ جانا مستحب ہے حتی کہ مستحب طواف کے لیے بھی باہر نہ جایا جائے، منی میں پندرہ نمازوں کے بعد تکبیر کہنا مستحب ہے اور پندرہ نمازوں میں پہلی نماز عید کے دن ظہر کی نماز ہے ۔ باقی مہینوں میں دس نمازوں کے بعد تکبیر مستحب ہے ۔ بہتر ہے کہ تکبیر اس طرح سے کہی جائے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ اکبر علی ما ھدانا اللہ اکبر علی ما رزقنا من بھیمۃ الانام والحمد للہ علی ما ابلانا ۔

مستحب ہے کہ فریضہ و نافلہ نمازوں کو مسجد خیف میں پڑھے ابو حمزہ ثمالی نے پانچویں امام علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ

آپ نے فرمایا کہ جس نے منی سے باہر جانے سے پہلے مسجد خیف می سو رکعت نماز پڑھی اسے ستر سال کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جو وہاں سو مرتبہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کے لیے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ جو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے گا تو اس کا ثواب ایسا ہے کہ جیسے کسی کو موت سے نجات دینے کا ثواب ہے اور جو سو مرتبہ الحمد اللہ کہے گا اس کو عراقین کے خراج جتنا مال راہ خدا میں صدقہ کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

مکہ معظمہ کے آداب

مکہ میں درج ذیل چند چیزیں مستحب ہیں:

۱۔ کثرت سے ذکر خدا کرنا اور قرآن پڑھنا

۲۔ مکہ میں ایک قرآن ختم کرنا

۳۔ آب زم زم پی کر یہ پڑھنا چاہیے:

اللھم اجعلہ علما نافعا و رزقا واسعا و شفاء من کل داء سقم

پھر یہ دعا پڑھے:

بسم اللہ و باللہ والشکر للہ

۴۔ کثرت سے کعبہ کو دیکھنا

۵۔ کعبہ کے دس طواف کرنا، تین ابتداء شب میں، تین آخر شب میں، دو فجر کے بعد اور دو ظہر کے بعد۔

۶۔ مکہ میں قیام کے دوران ۳۶۰ طواف کرنا اور اگر یہ ممکن نہ تو ۵۲ طواف کرنا اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو جتنے طواف ممکن ہو اتنے طواف کرے۔

پہلی مرتبہ حج کرنے والے کے لیے کعبہ میں داخل ہونا مستحب ہے کہ داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اور داخل ہوتے

وقت یہ دعا پڑھے:

اللھم انک قلت و من دخلہ کان آمنا، فآمنی من عذاب النار

اس کے بعد دنوں ستونوں کے درمیان سرخ پھتر پر دو رکعت نماز پرھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ حم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعدپورے قرآن سے کوئی بھی ۵۵ آیات پڑھے۔

۸۔ کعبہ کے چاروں کونوں میں نماز پڑھے اور نماز کے بعد کہے:

اللھم من تہیا او تعبا او اعد او استعد لوفادۃ الی

۔۔۔۔۔۔۔۔الخ

مستحب ہے کہ کعبہ سے نکلتے وقت تین مرتبہ تکبیر کے بعد کہے:

اللھم لا تجھد بلائنا، ربنا ولا تشمت بنا اعدآئنا، فانک انت الضآر النافع

پھر باہر آئے اور کعبہ رخ ہو کر سیڑھیوں کو اپنے بائیں جانب قرار دے کر سیڑھیوں کے نزدیک دو رکعت نماز پڑھے۔

طواف وداع

جو شخص مکہ سے رخصت ہونا چاہے اس کیلے مستحب ہے کہ وہ طواف وداع بجا لائے اور ہر چکر میں ممکن ہو تو حجر اسود اور رکن یمانی کو مس کرے اور جب مستجار تک پہنچے تو جو مستحبات صفحہ ۳۳۵ پر بیان ہو چکے ہیں، انہیں بجا لائے اور خدا سے دعا کرے پھر حجر اسود کو مس کرے اور اپنے شکم کو خانہ کعبہ سے ملا دے اور اپنا ایک ہاتھ حجر اسود پر اور دوسرا ہاتھ دروازے کی طرف رکھے پھر خدا کی حمد و ثنا بجا لائے اور پیغمبر اور ان کی

آل پر درود بھیجے اور کہے:
اللھم صل علی محمد عبدک و رسولک و نبیک و امینک و حبیبک و نجیک و خیرتک من خلقک، اللھم کما بلغ رسالاتک و جاھد فی سبیلک و صدع بامرک و اوذی فی جنبک و عبدک حتی اتاہ الیقین، اللھم اقلبنی مفلحا منجحا مستجابا لی فافضل ما یرجع بہ احد من وفدک من المغفرۃ والبرکۃ والرحمۃ والرضوان والعافیۃ۔
اور مستحب ہے کہ باب الحناطین سے نکلے جو رکن شامی کے سامنے ہے اور خدا سے دوبارہ آنے کی توفیق طلب کرے اور مستحب ہے کہ نکلتے وقت ایک درہم کی کھجور خرید کر فقراء کو صدقہ دے۔

فہرس

وجوب حج.....۵
شرائط وجوب حج.....۱۰
حج کی وصیت.....۵۷
نیابت کے احکام.....۷۷
مستحب حج.....۹۷
عمرہ کی اقسام.....۹۹
حج کی قسمیں.....۱۰۶
احرام کے میقات.....۱۲۳

میقات کے احکام ۱۲۹
احرام کا طریقہ ۱٤۱
احرام میں ترک کی جانے والی چیزیں ۱٥٦
شکار کے کفارات ۱٦۳
محرمات حرم ۲۱۰
کفارے کے جانور ذبح کرنے کی جگہ ۲۱٤
کفارہ کا مصرف (کفارہ خرچ کرنے کی جگہ(..... ۲۱٥
طواف ۲۱٦
شرائط طواف ۲۱۷
واجبات طواف ۲۳۲
طواف میں زیادتی ۲٤۱
چکروں کی تعداد میں شک ۲٤٤
نماز طواف ۲٥۰
سعی ۲٥٦

احکام سعی..... ۲۶۰
سعی میں شک ۲۶۵
تقصیر..... ۲۶۷
احرام حج ۲۷۰
وقوف عرفات ۲۷۵
وقوف مزدلفہ (مشعر)..... ۲۸۱
دونوں یا کسی ایک وقوف کو حاصل کرنا ۲۸۵
منی اور اس کے واجبات..... ۲۸۷
منی میں قربانی..... ۲۹۳
حج تمتع کی قربانی کا مصرف ۳۰۵
۳۔ حلق یا تقصیر..... ۳۰۷
حج کا طواف، نماز طواف اور سعی ۳۱۱
طواف النساء..... ۳۱۵
منی میں رات گزارنا..... ۳۲۰

رمی جمرات ۳۲٤
مصدود کے احکام ۳۲۸
محصور کے احکام ۳۳۳
مستحبات احرام ۳٤۱
مکروہات احرام ۳٤٤
حرم میں داخل ہونے کے مستحبات ۳٤٥
مکہ مکرمہ اور مسجد الحرام میں داخل ہونے کے آداب ۳٤٦
نماز طواف کے آداب ۳٤۸
سعی کے آداب ۳٥۰
احرام سے وقوف عرفات تک کے آداب ۳٥٥
وقوف عرفات کے آداب ۳٥۷
وقوف مزدلفہ کے آداب ۳٥۹
رمی جمرات کے مستحاب ۳٦۱
قربانی کے آداب ۳٦۳

مناسک حج..... ۳۷۷

حلق سر مونڈھوانے کے مستحبات ۳٦٤

حج کے طواف اور سعی کے آداب ۳٦٥

ایام منیٰ کے آداب ۳٦۷

مکہ معظمہ کے آداب ۳٦۸

طواف وداع ۳۷۱